بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

مسیح موعودؑ نمبر

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 68

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شمارہ 13-12

شرح چندہ
سالانہ 700 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

Postal Reg. No. GDP/001/2019-20

20-13/رجب 1440 ہجری قمری ● 28-21/امان 1398 ہجری شمسی ● 28-21/مارچ 2019ء

اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ

فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَآءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ

(مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال وصفتہ)

اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو مبعوث کرے گا

پس وہ دمشق کے مشرق کی طرف سفید منارے کے پاس نزول فرما ہوں گے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس حدیث کے یہی معنے ہیں کہ مسیح موعود آنے والا دمشق کے شرقی طرف ظاہر ہوگا اور قادیاں دمشق سے شرقی طرف ہے۔ حدیث کا منشاء یہ ہے کہ جیسے دجال مشرق میں ظاہر ہوگا ایسا ہی مسیح موعود بھی مشرق میں ہی ظاہر ہوگا۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 165 حاشیہ)

افتتاحی تقریب مسجد بیت الصمد (بالٹی مور، امریکہ) منعقدہ مورخہ 20/اکتوبر 2018ء

افتتاحی تقریب مسجد مسرور (ساؤتھ ورجینیا، امریکہ) منعقدہ مورخہ 3/نومبر 2018ء

مورخہ 23/اکتوبر 2018ء کو گوئٹے مالا میں ہیومینٹی فرسٹ کی جانب سے بنائے گئے ناصر ہسپتال کی افتتاحی تقریب میں حضور انور خطاب فرماتے ہوئے
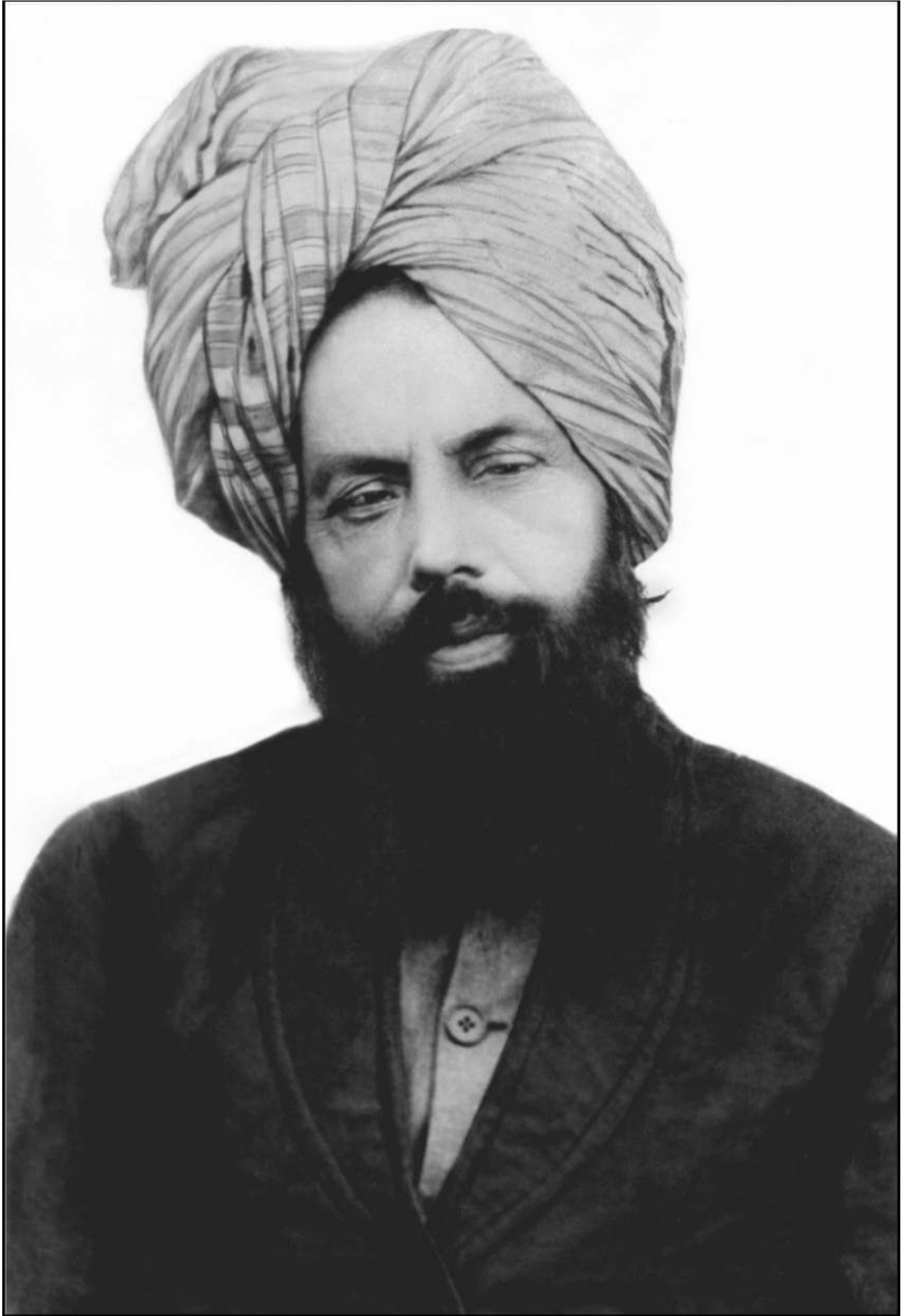
شبیہ مبارک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام (1835ء - 1908ء)

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

سچا دعویٰ ہر پہلو سے چمکتا ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر جتنی بھی گفتگو کی جائے کم ہے۔ آج بھی زمین کا ایک بڑا حصہ، ایک گروہ کثیر آپؑ پر ایمان لانے سے محروم ہے۔ اس میں مایوسی کا ہرگز کوئی عنصر نہیں۔ دلائل اور براہین سے میدان ہم فتح کر چکے ہیں اور فتح کا یہ میدان سوا سو سال سے ہمارے پاس ہے اور ہمیشہ ہمارے پاس ہی رہے گا۔ جہاں تک عددی غلبہ کا سوال ہے وہ دن بھی اب دُور نہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کے عددی غلبہ کی پیشگوئی بھی فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر اس کو غلبہ بخشے گا۔ حجت اور برہان کا غلبہ جیسا کہ ہم عرض کر چکے اب بھی ہمیں حاصل ہے۔ عددی غلبہ کیلئے جہاں تک وقت اور میعاد کا سوال ہے کہ کب تک حاصل ہوگا یہ پیشگوئی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے:

’’ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، رُوحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 67)

تذکرۃ الشہادتین 1903 کی تصنیف ہے۔ آج اس پیشگوئی کو ایک سو پندرہ سال گزر چکے ہیں۔ تین صدی مکمل ہونے میں ایک سو پچاسی سال باقی رہ گئے ہیں۔ ایک سو پچاسی سال کے بعد پوری دُنیا میں جماعت احمدیہ کا غلبہ ہوگا۔ اللہ چاہے تو اس سے کم عرصہ میں احمدیت دُنیا پر غالب آجائے گی۔ ہم اللہ سے یہی امید رکھتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں کہ اے اللہ اسلام احمدیت کے غلبہ کو قریب سے قریب تر کرتا چلا جا۔ آمین۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل بکثرت ہیں۔ ہم کیا بیان کریں اور کیا نہ کریں۔ جس پہلو پر بھی غور کرتے ہیں ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت عیاں ہوتی ہے۔ وہ غریب اور نحیف آواز جو قادیان کی بستی سے اُٹھی تھی آج دُنیا کے 212 ممالک میں پھیل چکی ہے۔ دُنیا آج جماعت کو جاننے لگی ہے اور اسے بہت ہی عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف ممالک کے پارلیمنٹ میں اسلام کی حسین اور امن بخش تعلیم پر متعدد خطاب فرما چکے ہیں۔ دُنیا آپ کو امن کے سفیر کے طور پر جاننے لگی ہے اور یہ تسلیم کرتی ہے کہ آج دُنیا کو آپ کی قیادت، اور آپ کی تعلیم اور آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے ابھی اکتوبر 2018 میں امریکہ اور گوئٹے مالا کا سفر اختیار فرمایا۔ مورخہ 21/اکتوبر 2018 بروز اتوار حضور انور واشنگٹن سے ہیوسٹن کیلئے روانہ ہوئے۔ دو بج کر پینتیس منٹ پر یونائیٹڈ ایئر لائن کی جہاز UA484 واشنگٹن کے Dullas ایئر پورٹ سے ہیوسٹن کے جارج بُش انٹرنیشنل ایئر پورٹ کیلئے روانہ ہوئی۔ پرواز کے تھوڑی دیر بعد پائلٹ کیبن سے یہ اعلان ہوا کہ حضرت مرزا مسرور احمد ہمارے جہاز میں سفر کر رہے ہیں اور ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ نیز کہا گیا کہ حضور امن کے ایک عالمی سفیر (World Ambassador of Peace) ہیں اور دنیا میں مذہبی آزادی، رواداری اور امن کے قیام کیلئے کوششوں میں مصروف ہیں۔

ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی سچائی کے متعلق بیان کر رہے تھے کہ آپ کی صداقت کے دلائل بکثرت ہیں۔ قرآن وحدیث میں بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے لحاظ سے، بزرگان اُمت کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے لحاظ سے، خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوری ہونے والی پیشگوئیوں اور آپ کے ذریعہ ظاہر ہونے والے معجزات ونشانات کے لحاظ سے، آپؑ کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام کے لحاظ سے، آپؑ کے خلفا کرام کے ذریعہ پوری ہونے والی پیشگوئیوں اور معجزات ونشانات کے لحاظ سے، جماعت کی ترقی اور وسعت کے لحاظ سے، جماعتی تنظیم کے لحاظ سے، تبلیغ واشاعت کے لحاظ سے، ایک خلافت کے ہاتھ میں جمع ہونے کے لحاظ سے، مبلغین و معلمین وداعین الی اللہ کے لحاظ سے، دُنیا کے بیسیوں ممالک میں جلسہ سالانہ کے انعقاد اور اس کی ترقی اور اس کے اثرات کے لحاظ سے، اسلام کیلئے اپنے آپ کو وقف کرنے کی خاطر واقفین نو کی عظیم الشان فوج تیار ہونے کے لحاظ سے، چندوں اور مالی قربانی کے لحاظ سے، دُشمنوں کی ذلت ورُسوائی ناکامی ونامرادی اور ہلاکت کے لحاظ سے آپؑ کی صداقت روز روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے۔

ذیل میں ہم دُشمنوں کی ذلت ورُسوائی اور ان کی ہلاکت کے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ ایمان افروز ارشادات پیش کرتے ہیں۔

جس نے بھی مسیح موعود کی نسبت موت کا الہام شائع کیا وہ مرگیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بعض مسجدوں میں میرے مرنے کیلئے ناک رگڑتے رہے۔ بعض نے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل علیگڈھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دُنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر اُن کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے۔ پس کیا یہ ایک عظیم الشان معجزہ نہیں ہے کہ محی الدین لکھو کے والے نے میرے نسبت موت کا الہام شائع کیا وہ مرگیا۔ مولوی اسمٰعیل نے شائع کیا وہ مرگیا۔ مولوی غلام دستگیر نے ایک کتاب تالیف کر کے اپنے مرنے سے میرا پہلے مرنا بڑے زور شور سے شائع کیا وہ مرگیا۔ پادری حمید اللہ پشاوری نے میری موت کی نسبت دس مہینہ کی میعاد رکھ کر پیشگوئی شائع کی وہ مرگیا۔ لیکھرام نے میری موت کی نسبت تین سال کی میعاد کی پیشگوئی کی وہ مرگیا۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، رُوحانی خزائن ج،لد 17، صفحہ 45)

جس نے بھی مسیح موعود کیلئے موت کی دعا کی بہت جلد اُسے خود ہی موت کو گلے لگانا پڑا

’’میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ زمانہ نبوی کے بعد کسی اہل اللہ اور اہل حق کے مقابل پر کبھی کسی مخالف کو ایسی صاف اور صریح شکست اور ذلت پہنچی ہو جیسا کہ میرے دشمنوں کو میرے مقابل پر

باقی صفحہ نمبر 35 پر ملاحظہ فرمائیں

ہفت روزہ بدر ’’مسیح موعودؑ نمبر‘‘

فہرست مضامین — صفحہ

......☆......☆......☆......

اگر وہ جھوٹا نکلا تو یقیناً اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو جن چیزوں سے وہ تمہیں ڈراتا ہے ان میں سے کچھ ضرور تمہیں آ پکڑیں گی

﴿ارشادِ باری تعالیٰ﴾

۞ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ○

(النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔‘‘

(الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 305)

۞ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ○ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ○ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ○

(الحاقۃ:45 تا 48)

ترجمہ: اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اُسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر یقیناً ہم اس کی رگِ جان کاٹ ڈالتے پھر تم میں سے کوئی ایک بھی اس سے (ہمیں) روکنے والا نہ ہوتا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’خدا تعالیٰ قرآن شریف میں ایک شمشیر برہنہ کی طرح یہ حکم فرماتا ہے کہ یہ نبی اگر میرے پر جھوٹ بولتا اور کسی بات میں افتراء کرتا تو میں اس کی رگِ جان کاٹ دیتا اور اس مدت دراز تک وہ زندہ نہ رہ سکتا۔ تو اب جب ہم اپنے اس مسیح موعود کو اس پیمانہ سے ناپتے ہیں تو براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ منجانب اللہ ہونے اور مکالماتِ الٰہیہ کا قریباً تیس برس سے ہے اور اکیس برس براہین احمدیہ شائع ہے۔ پھر اگر اس مدت تک اس مسیح کا ہلاکت سے امن میں رہنا اس کے صادق ہونے پر دلیل نہیں ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیئس برس تک موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ نے اسجگہ ایک جھوٹے مدعیٔ رسالت کو تیس برس تک مہلت دی اور لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا کے وعدہ کا کچھ خیال نہ کیا تو اسی طرح نعوذ باللہ یہ بھی قریب قیاس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی باوجود کاذب ہونے کے مہلت دے دی ہو۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاذب ہونا محال ہے۔ پس جو مستلزم محال ہو وہ بھی محال۔ اور ظاہر ہے کہ یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور جبھی ٹھیر سکتا ہے جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جائے کہ خدا اس مفتری کو جو خلقت کے گمراہ کرنے کے لئے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہو کبھی مہلت نہیں دیتا۔ کیونکہ اس طرح پر اُس کی بادشاہت میں گڑبڑ پڑ جاتا ہے اور صادق اور کاذب میں تمیز اُٹھ جاتی ہے۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد 17، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، صفحہ 42)

۞ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ○

(المؤمن:29)

ترجمہ: اور فرعون کی آل میں سے ایک مؤمن مرد نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا کہ کیا تم محض اس لئے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے۔ اور وہ تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے کھلے کھلے نشان لیکر آیا ہے۔ اگر وہ جھوٹا نکلا تو یقیناً اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو جن چیزوں سے وہ تمہیں ڈراتا ہے ان میں سے کچھ ضرور تمہیں آ پکڑیں گی۔ یقیناً اللہ اُسے ہدایت نہیں دیا کرتا جو حد سے بڑھا ہوا (اور) سخت جھوٹا ہو۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’خدا تعالیٰ کے راستبازوں اور ماموروں کے مقابلہ میں ہر قسم کی کوششیں ان کو کمزور کرنے کے لئے کی جاتی ہیں۔ لیکن خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ ساری کوششیں خاک میں مل جاتی ہیں۔ ایسے موقعہ پر بعض شریف الطبع اور سعید لوگ بھی ہوتے ہیں جو کہہ دیتے ہیں وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ صادقوں کا صدق خود اس کے لئے زبردست ثبوت اور دلیل ہوتا ہے۔ اور کاذب کا کذب ہی اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ پس ان لوگوں کو میری مخالفت سے پہلے کم از کم اتنا ہی سوچ لینا چاہئے تھا کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں یہ ایک راہ، راست باز کی شناخت کی رکھی ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد سوم، تفسیر سورۃ المؤمن، صفحہ 199)

.....☆.....☆.....☆.....

تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائے گا
وہی امام مہدی اور حکم وعدل ہوگا جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

۞ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ وَفِیْ رِوَايَةٍ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ (بخاری، کتاب الانبیاء، باب نزول عیسی ابن مریم، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، مصنفہ، ل سیف الرحمن صاحب، صفحہ 898)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم (یعنی مثیلِ مسیح) تم میں مبعوث ہوگا جو تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔

۞ عَنْ نَافِعٍ قَالَ : ذَكَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... أَرَانِیْ اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِی الْمَنَامِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ كَاَحْسَنِ مَا يُرٰى مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهٗ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَأْسُهٗ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَیْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَاَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهٗ جَعْدًا قِطَطًا اَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَیْ رَجُلٍ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّال (بخاری، کتاب الانبیاء، باب واذ کر فی الکتاب مریم اذا نتبذت من اھلھا ومسند احمد، جلد 2، صفحہ 39، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، صفحہ 894)

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کعبہ مکرّمہ کے پاس ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندمی رنگ کا خوبصورت آدمی ہے زلفیں کندھوں تک پہنچ رہی ہیں، بال سیدھے شفاف ہیں جن سے پانی کے قطرے ٹپکتے نظر آتے ہیں وہ اپنے ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ لوگوں نے بتایا مسیح ابن مریم ہے۔ پھر میں نے ان کے پیچھے ایک اور آدمی دیکھا گھنگھریالے بال، سخت جلد، دائیں آنکھ کانی، ابن قطن سے ملتی جلتی شکل ہے اور ایک آدمی کے دونوں کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے کعبہ کے گرد گھوم رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح الدّجال ہے۔ (خواب میں حضورؐ کو جو نظارہ دکھایا گیا اس میں طواف کعبہ سے مراد یہ ہے کہ مسیح بیت اللہ کی حفاظت اور اس کی شان کو بلند کرنے کیلئے کوشاں ہوں گے اور دجّال کعبہ کی تخریب کے درپے ہوگا)

۞ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ... لَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ۔

(ابن ماجہ، باب شدۃ الزمان، صفحہ 257، مصری مطبع علمیہ 1313ھ، کنز العمال، جلد 7، صفحہ 186، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، صفحہ 902)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: عیسیٰؑ کے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ (یعنی مسیحؑ ہی مہدی ہوں گے کیونکہ مہدی کا کوئی الگ وجود نہیں ہے)

۞ يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَّلْقٰى عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا حَكَمًا عَدْلًا يَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ

(مسند احمد، جلد 2، صفحہ 156، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، صفحہ 898)

تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ (انشاء اللہ تعالیٰ) عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائے گا وہی امام مہدی اور حکم وعدل ہوگا جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔

۞ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا وَاِمَامًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسی بن مریم وخروج یاجوج وماجوج، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، صفحہ 898)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک عیسیٰ بن مریم جو منصف مزاج حاکم اور امام عادل ہوں گے مبعوث ہو کر نہیں آتے قیامت نہیں آئے گی۔ (جب وہ مبعوث ہوں گے تو) وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کے دستور کو ختم کریں گے اور ایسا مال تقسیم کریں گے جسے لوگ قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے۔

۞ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ (مسند احمد، جلد 4، صفحہ 273، مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، صفحہ 928)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

۞ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ يَمَانٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَ مِائَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَةً يَبْعَثُ اللّٰهُ الْمَهْدِیَّ (النجم الثاقب، جلد 2، صفحہ 209)

حضرت حذیفہ بن یمانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 1240 (سال) کے بعد اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔

......☆......☆......

خداتعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق ایسا ہی کیا اور اس عاجز کو چودھویں صدی کے سر پر بھیجا اور وہ آسمانی حربہ مجھے عطا کیا جس سے میں صلیبی مذہب کو توڑ سکوں

﴿ارشاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام﴾

کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں

’’مجھے اللہ جلّ شانہٗ کی قسم ہے کہ مَیں کافر نہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے۔ اور لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے مَیں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خداتعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خداتعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اُسکی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اُس سے پوچھا جائیگا مَیں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلّہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلّہ میں تو بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلّہ بھاری ہوگا۔‘‘ (کرامات الصادقین، روحانی خزائن، جلد7، صفحہ67)

مَیں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اور میری جماعت مسلمان ہے

’’مَیں سچ کہتا ہوں اور خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اور میری جماعت مسلمان ہے۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اُسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہئے۔ مَیں ایک ذرّہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ آپؐ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔‘‘

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد20، صفحہ260)

خداتعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اس عاجز کو چودہویں صدی کے سر پر بھیجا

’’خداتعالیٰ نے عین ضلالت اور فتنہ کے وقت میں اس عاجز کو چودھویں صدی کے سر پر اصلاح خلق اللہ کے لئے مجدّد کر کے بھیجا۔ اور چونکہ اس صدی کا بھارا فتنہ جس نے اسلام کو نقصان پہنچایا تھا، عیسائی پادریوں کا فتنہ تھا اس لئے خداتعالیٰ نے اس عاجز کا نام مسیح موعود رکھا۔ اور یہ نام یعنی مسیح موعود وہی نام ہے جس کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تھی اور خداتعالیٰ سے وعدہ مقرر ہو چکا تھا کہ تثلیث کے غلبہ کے زمانہ میں اس نام پر ایک مجدّد آئے گا جس کے ہاتھ پر کسر صلیب مقدر ہے۔ اس لئے صحیح بخاری میں اس مجدّد کی یہی تعریف لکھی ہے کہ وہ امت محمدیہ میں سے ان کا ایک امام ہوگا اور صلیب کو توڑے گا۔ یہ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ صلیبی مذہب کے غلبہ کے وقت آئے گا۔ چنانچہ خداتعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق ایسا ہی کیا اور اس عاجز کو چودھویں صدی کے سر پر بھیجا اور وہ آسمانی حربہ مجھے عطا کیا جس سے میں صلیبی مذہب کو توڑ سکوں۔‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد13، صفحہ358)

جو خدا کی طرف سے تجدید دین کیلئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں

’’خداتعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کیلئے مامور فرمایا۔ اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ......اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب مَیں نے اُس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کیلئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں۔ اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دُور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گزرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس اُمّت کے لیے ابتداء سے موعود تھا، اور وہ آخری مہدی جو تنزّل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اُس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا، جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی، وہ مَیں ہی ہوں۔ اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک وشبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میخ کی طرح دِل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور اُن کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اِس بات کے اقرار کیلئے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور مَیں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرّف ومبدّل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے مَیں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی بلکہ ہر ایک حصہ اُس کا جب خداتعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت ہوا۔ اور اس کی تصدیق کیلئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔ انہیں دنوں میں رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا۔ اور انہیں ایّام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت پڑے گی اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اُس مری سے باہر نہیں رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد20، صفحہ3،4)

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے مسیح موعود کی بعثت کے مقصد اور ضرورت اور مقام کا تذکرہ اور اسی حوالہ سے افراد جماعت کو نصائح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ایک آواز جو ایک چھوٹی سی بستی سے اٹھی تھی آج دنیا کے 210 ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے اور یہی آپکی سچائی کی دلیل بھی ہے
دُور دراز کے علاقے جہاں تیس چالیس سال پہلے تک بھی احمدیت کے پہنچنے کا تصور نہیں تھا، نہ صرف وہاں پیغام پہنچا ہے بلکہ
وہاں ایسے پختہ ایمان والے اللہ تعالیٰ پیدا فرما رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے

ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو کیا اس ماننے اور بیعت کا حق ادا کرنے والے بھی ہیں؟

مسیح موعودؑ نمبر کی مناسبت سے سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ 23/مارچ 2018ء قارئین کی خدمت میں پیش ہے

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ-
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ- اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ-
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-

آج 23/مارچ ہے اور یہ دن جماعت میں 'یوم مسیح موعود' کے حوالے سے یاد کیا جاتا ہے۔ یوم مسیح موعود کے جلسے بھی جماعتیں اس دن کی مناسبت سے منعقد کرتی ہیں۔ آئندہ دو دنوں میں ہفتہ اتوار، weekend آ رہا ہے۔ بہت سی جماعتیں یہ جلسے منعقد کریں گی اور اس میں اس کی تاریخ، پس منظر، سارا کچھ بیان کیا جائے گا۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات پیش کروں گا جن میں آپ نے مسیح موعود کی بعثت کے مقصد اور ضرورت اور مقام کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔ آپ کے دعوے کے بعد نام نہاد مسلمان علماء نے عامۃ المسلمین کو آپ کے خلاف بھڑکانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ انتہائی کوشش کی۔ جس حد تک وہ جا سکتے تھے گئے اور اب تک یہی کر رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تائید سے آپ کی جماعت ترقی کر رہی ہے اور نیک فطرت لوگ جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدائی وعدوں کے مطابق اپنی آمد کا ذکر کرتے ہوئے اور یہ اعلان فرماتے ہوئے کہ میں ہی آنے والا مسیح موعود ہوں فرماتے ہیں کہ:

''توحید حقیقی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عفّت، عزّت اور حقّانیت اور کتاب اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر ظلم اور زُور کی راہ سے حملے کئے گئے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا نہیں ہونا چاہئے کہ اس کاسر الصلیب کو نازل کرے؟'' (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس زمانے میں حملے عیسائیوں کی طرف سے ہو رہے تھے) فرماتے ہیں ''کیا خدا تعالیٰ اپنے وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کو بھول گیا؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں۔ اس نے اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ اس کو ضرور قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ چاہو تو قبول کرو۔ چاہو تو ردّ کرو۔ مگر تمہارے ردّ کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے براہین میں فرما دیا ہے صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا۔'' (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 206، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان) یعنی اللہ اور اس کے رسول کی بات سچی نکلی اور خدا کا وعدہ پورا ہوا۔

پھر ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ:

''منہاج نبوت پر اس سلسلہ کو آزمائیں اور پھر دیکھیں کہ حق کس کے ساتھ ہے۔ خیالی اصولوں اور تجویزوں سے کچھ نہیں بنتا۔ اور نہ مَیں اپنی تصدیق خیالی باتوں سے کرتا ہوں۔ مَیں اپنے دعویٰ کو منہاجِ نبوت کے معیار پر پیش کرتا ہوں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اسی اصول پر اس کی سچائی کی آزمائش نہ کی جاوے۔'' فرماتے ہیں کہ ''جو دل کھول کر میری باتیں سنیں گے مَیں یقین رکھتا ہوں کہ فائدہ اٹھاویں گے اور مان لیں گے۔ لیکن جو دل میں بخل اور کینہ رکھتے ہیں ان کو میری باتیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گی۔ ان کی تو اَحْوَل جیسی مثال ہے۔'' (یعنی وہ شخص جو بھینگا ہوتا ہے جس کو ایک کے دو نظر آتے ہیں) ''جو ایک کے دو دیکھتا ہے۔ اس کو خواہ کسی قدر دلائل دیئے جائیں کہ دو نہیں ایک ہی ہے وہ تسلیم ہی نہیں کرے گا۔ کہتے ہیں'' (آپ مثال دیتے ہیں) ''کہ ایک اَحْوَل خدمتگار تھا۔'' (بھینگا آدمی کسی شخص کا خدمت کرنے والا تھا ملازم تھا) ''آقا نے (اس کو) کہا کہ اندر سے آئینہ لے آؤ۔ وہ گیا اور واپس آ کر کہا کہ اندر تو دو آئینے پڑے ہیں۔ کونسا لے آؤں؟ آقا نے کہا کہ ایک ہی ہے۔ دو نہیں۔ اَحْوَل نے کہا تو کیا مَیں جھوٹا ہوں؟ (اس کے) آقا نے کہا اچھا ایک کو توڑ دے۔ جب توڑا گیا تو اسے معلوم ہوا کہ درحقیقت میری غلطی تھی۔'' آپ فرماتے ہیں کہ ''مگر اِن اَحْوَلوں کا جو میرے مقابل ہیں کیا جواب دوں؟'' فرماتے ہیں کہ ''غرض ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ بار بار اگر کچھ پیش کرتے ہیں تو حدیث کا ذخیرہ جس کو خود یہ ظن کے درجہ سے آگے نہیں بڑھاتے۔ ان کو معلوم نہیں کہ ایک وقت آئے گا کہ ان کے رطب و یابس امور پر لوگ ہنسی کریں گے۔'' (جو اوٹ پٹانگ باتیں یہ کرتے ہیں اس پر لوگ ہنسی کیا کریں گے) فرماتے ہیں ''یہ ہر ایک طالبِ حق کا حق ہے کہ وہ ہم سے ہمارے دعویٰ کا ثبوت مانگے۔'' (بڑی صحیح بات ہے ثبوت مانگنا چاہئے۔ اس پر ہر ایک کا حق ہے) ''اس کے لئے ہم وہی پیش کرتے ہیں جو نبیوں نے پیش کیا۔'' آپ فرماتے ہیں کہ ''قرآنیہ اور حدیثیہ، عقلی دلائل یعنی موجودہ ضرورتیں جو مصلح کے لئے مستدعی ہیں۔ پھر وہ نشانات جو خدا نے میرے ہاتھ پر ظاہر کئے مَیں نے ایک نقشہ مرتب کر دیا ہے۔'' آپ فرماتے ہیں ''میں نے ایک نقشہ مرتب کر دیا ہے اس میں ڈیڑھ سو کے قریب نشانات دیئے ہیں جن کے گواہ ایک نوع سے کروڑوں انسان ہیں۔ بیہودہ باتیں پیش کرنا سعادتمند کا کام نہیں۔'' فرمایا کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا تھا کہ وہ حَکَم ہو کر آئے گا۔'' (یعنی مسیح موعود جب آئے گا تو وہ حَکَم ہوگا) ''اس کا فیصلہ منظور کرو۔'' (وہ فیصلہ کرنے والا ہوگا اس کا فیصلہ منظور کرو) ''جن لوگوں کے دل میں شرارت ہوتی ہے وہ چونکہ ماننا نہیں چاہتے ہیں اس لئے بیہودہ حجتیں اور اعتراض پیش کرتے رہتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ آخر خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر میں افترا کرتا تو وہ مجھے فی الفور ہلاک کر دیتا۔ مگر میرا سارا کاروبار اس کا اپنا کاروبار ہے۔ اور میں اسی کی طرف سے آیا ہوں۔ میری تکذیب اس کی تکذیب ہے۔ اس لئے وہ خود میری سچائی ظاہر کر دے گا۔''

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 34 تا 35، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ مسیح موعود کی تکذیب اور انکار کا نتیجہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار تک تمہیں لے جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے۔ جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے باوجود وعدہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا جب کہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ موسوی سلسلہ کی طرح اس محمدی سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کرے گا۔ مگر اس نے معاذ اللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اور اس وقت کوئی خلیفہ اس اُمّت میں نہیں۔ اور نہ صرف یہاں تک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیلِ مُوسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ معاذ اللہ۔ کیونکہ اس سلسلہ کی اتم مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اسی اُمّت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا۔ اسی طرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔ اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعہ:4) میں ایک آنے والے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی۔ بلکہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اَلۡحَمۡدُ سے لے کر وَالنَّاس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو کہ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے؟ یہ میں از خود نہیں کہتا۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا، وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا۔ اس کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے۔‘‘ (اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ) ’’اَنۡتَ مِنِّیۡ وَاَنَا مِنۡكَ۔‘‘ آپ فرماتے ہیں کہ ’’بیشک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالیٰ کی تصدیق ہوتی اور اس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کیلئے جرأت کرے۔ ذرا اپنے دل میں سوچے اور اس سے فتویٰ طلب کرے کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے؟‘‘

اس بات کو مزید کھول کر بیان فرماتے ہوئے کہ تکذیب مسیح موعود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ کس طرح مسیح موعود کے انکار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے؟ (یعنی مسیح موعود کے انکار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے؟) آپ فرماتے ہیں کہ ’’اس طرح پر کہ آپ نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ معاذ اللہ جھوٹا نکلا۔ پھر آپ نے جو اِمَامُکُمۡ مِنۡکُمۡ فرمایا تھا وہ بھی معاذ اللہ غلط ہوا ہے۔ اور آپ نے جو صلیبی فتنہ کے وقت ایک مسیح و مہدی کے آنے کی بشارت دی تھی وہ بھی معاذ اللہ غلط نکلی کیونکہ فتنہ تو موجود ہو گیا مگر وہ آنے والا امام نہ آیا۔ اب ان باتوں کو جب کوئی تسلیم کرے گا۔ عملی طور پر کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذّب ٹھہرے گا یا نہیں؟‘‘ آپ فرماتے ہیں ’’پس پھر میں کھول کر کہتا ہوں کہ میری تکذیب آسان امر نہیں۔ مجھے کافر کہنے سے پہلے خود کافر بننا ہوگا۔ مجھے بے دین اور گمراہ کہنے میں دیر ہوگی۔ مگر پہلے اپنی گمراہی اور رُوسیاہی کو مان لینا پڑے گا۔ مجھے قرآن و حدیث کو چھوڑنے والا کہنے کے لئے پہلے خود قرآن اور حدیث کو چھوڑ دینا پڑے گا اور پھر بھی وہی چھوڑے گا۔‘‘ (یعنی میں نہیں چھوڑوں گا۔ وہی چھوڑے گا جو مجھے چھوڑنے والا کہتا ہے) آپ کہتے ہیں ’’میں قرآن و حدیث کا مُصدِّق و مِصداق ہوں۔ میں گمراہ نہیں بلکہ مہدی ہوں۔ میں کافر نہیں بلکہ اَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کا مصداق صحیح ہوں۔ اور جو کچھ میں کہتا ہوں خدا نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ سچ ہے۔ جس کو خدا پر یقین ہے، جو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق مانتا ہے اس کے لئے یہی حجت کافی ہے کہ میرے منہ سے سن کر خاموش ہو جائے۔ لیکن جو دلیر اور بے باک ہے اس کا کیا علاج۔ خدا خود اس کو سمجھائے گا۔‘‘ (آپ یہ سب باتیں ایک آئے ہوئے مہمان کو سمجھا رہے تھے) آپ نے فرمایا کہ ’’میرے معاملے میں جلدی سے کام نہ لیں بلکہ نیک نیتی اور خالی الذہن ہو کر سوچیں۔‘‘

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 14 تا 16، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

’’پس اگر ان لوگوں کے دل میں بخل اور ضد نہیں تو میری بات سنیں اور میرے پیچھے ہو لیں۔ پھر دیکھیں کہ کیا خدا تعالیٰ ان کو تاریکی میں چھوڑتا ہے یا نور کی طرف لے جاتا ہے؟ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جو صبر اور صدق دل سے میرے پیچھے آتا ہے وہ ہلاک نہ کیا جاوے گا بلکہ وہ اس زندگی سے حصہ لے گا جس کو کبھی فنا نہیں۔‘‘ (یعنی اس دنیا میں بھی عزت پانے والا ہے اور پھر آخری زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ اس پر انعامات کرے گا)

آپ فرماتے ہیں ’’جس کا دل صاف ہے اور خدا ترسی اس میں ہے اس کے سامنے دوبارہ آنے کے متعلق حضرت عیسیٰ ہی کا فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ وہ مجھے سمجھاوے کہ یہودیوں کے سوال کے جواب میں (کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا آنا ضروری ہے) جو کچھ مسیح نے کہا وہ صحیح ہے یا نہیں؟ یہودی تو اپنی کتاب پیش کرتے تھے کہ ملاکی نبی کے صحیفہ میں ایلیا کا آنا لکھا ہے۔ مثیل ایلیا کا ذکر نہیں۔‘‘ (ایلیا کے خود آنے کا ذکر ہے۔ مثیل کا ذکر تو نہیں۔ اس کے نمونے پر کسی آنے والے کا ذکر تو نہیں لکھا ہوا) آپ فرماتے ہیں کہ ’’مسیح یہ کہتے ہیں کہ آنے والا یہی یوحنا ہے چاہو تو (اسے) قبول کرو۔ اب کسی منصف کے سامنے فیصلہ رکھو اور دیکھو کہ ڈگری کس کو دیتا ہے۔‘‘ (ظاہری بات پر اگر فیصلہ کروانا ہے کسی بھی جج کے سامنے رکھ دو اور دیکھو وہ ڈگری کس کو دیتا ہے) ’’وہ یقیناً یہودیوں کے حق میں فیصلہ دے گا‘‘ (کیونکہ ظاہری طور پر جو لکھا ہوا ہے اس کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ مگر آپ فرماتے ہیں لیکن یہ فیصلہ صحیح نہیں ہے کیونکہ) ’’مگر ایک مومن جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور جانتا ہے کہ خدا کے فرستادے کس طرح آتے ہیں وہ یقین کرے گا کہ مسیح نے جو کچھ کہا اور کیا وہی صحیح اور درست ہے۔‘‘ آپ فرماتے ہیں ’’اب اس وقت وہی معاملہ ہے یا کچھ اور؟ (ہے۔ بتاؤ) ’’اگر خدا کا خوف ہو تو پھر بدن کانپ جاوے یہ کہنے کی جرأت کرتے ہوئے کہ یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ افسوس اور حسرت کی جگہ ہے کہ ان لوگوں میں اتنا بھی ایمان نہیں جتنا کہ اس شخص کا تھا جو فرعون کی قوم میں سے تھا اور جس نے یہ کہا کہ اگر یہ کاذب ہے تو خود ہلاک ہو جائے گا۔ میری نسبت اگر تقویٰ سے کام لیا جاتا تو اتنا ہی کہہ دیتے اور دیکھتے کہ کیا خدا تعالیٰ میری تائیدیں اور نصرتیں کر رہا ہے یا میرے سلسلہ کو مٹا رہا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 30 تا 31، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ایک آواز جو ایک چھوٹی سی بستی سے اٹھی تھی دنیا کے 210 ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے اور یہی آپ کی سچائی کی دلیل بھی ہے۔ دور دراز کے علاقے جہاں تیس چالیس سال پہلے تک بھی احمدیت کے پہنچنے کا تصور نہیں تھا، نہ صرف وہاں پیغام پہنچا ہے بلکہ وہاں ایسے پختہ ایمان والے اللہ تعالیٰ پیدا فرما رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایک واقعہ بھی بیان کرتا ہوں۔

بینن افریقہ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ وہاں 2012ء میں ایک جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ وہاں کے ایک گاؤں کے ایک احمدی، ان کا نام ابراہیم صاحب ہے۔ انہوں نے احمدیت قبول کی۔ اس سے پہلے یہ مسلمان تھے اور کافی علم رکھنے والے تھے اور احمدیت قبول کرنے کے بعد انہوں نے اخلاص و وفا میں ترقی کرنی شروع کی۔ اپنے رشتہ داروں کو بھائیوں وغیرہ کو تبلیغ کرنی شروع کی۔ ان کے بھائی نے ان کی تبلیغ سے تنگ آ کر کہ یہ تبلیغ کر کے ہمیں ہمارے دین سے ہٹا رہا ہے، ان سے لڑائی کرنی شروع کر دی لیکن یہ تبلیغ کرتے رہے۔ لوگوں کو احمدیت کا پیغام، حقیقی اسلام کا پیغام پہنچاتے رہے۔ اور اس طرح ان کی کوششوں سے اردگرد کے تین گاؤں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت میں شامل ہو گئے۔ تو ابراہیم صاحب کے بھائی نے اپنے ایک دوست کے ساتھ مل کے ان کے قتل کا منصوبہ بنایا کہ یہ تو احمدیت کو پھیلاتا چلا جا رہا ہے اس لئے ایک ہی علاج ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ ابراہیم صاحب کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ان کا بڑا بھائی اور اس کا دوست کوئی گڑھا کھود کر اس میں کچھ ڈال رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ خواب کے تین دن بعد ہی ان کے بڑے بھائی کا دوست اچانک بیمار ہوا اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ اس پر ان کے بھائی نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ احمدی جو ہے اس نے میرے دوست کو کوئی جادو ٹونہ کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ کہتے ہیں کہ میں نے پھر ایک خواب دیکھی کہ ان کا بھائی ایک درخت کے ساتھ لگ کر خود کو ماپ رہا ہے۔ اس علاقے میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس کی قبر کھودنے کے لئے ایک درخت کے تنے کی چھال کے ساتھ میّت کو ماپا جاتا ہے تا کہ قبر اس کے سائز کے مطابق بنائی جائے۔ کہتے ہیں کچھ دن کے بعد بڑے بھائی کی حاملہ بیوی بیمار ہوئی اور دو دن کے اندر فوت ہو گئی۔ اور اس کے سارے بچے بیچارے بیمار ہونے شروع ہوئے۔ ان کو فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ ان کے بھائی نے مشہور

کر دیا کہ یہ جادو ٹونہ کرنے والا شخص ہے اور وہاں کا جو مقامی بادشاہ تھا، چیف تھا اس کے پاس شکایت کی۔ اس کو مدد کے لئے کہا۔ اس نے کچھ پیسے مانگے کہ یہ لے کر آؤ تو مَیں اس کا علاج کرتا ہوں۔ خیر ان کے بھائی نے رقم ادا کر دی۔ بادشاہ نے ابراہیم صاحب کو بلایا اور جب یہ گئے تو بڑے غصے اور طیش میں اس نے کہا کہ تم نے یہ کیا تماشا بنایا ہوا ہے۔ یہ نیا مذہب اختیار کیا ہے۔ نیا دین شروع کر دیا ہے۔ اس کو فوراً چھوڑو اور توبہ کرو ورنہ کل کا سورج نہیں تم دیکھ سکو گے۔ تمہارے پر کل کا دن نہیں چڑھے گا۔ ابراہیم صاحب کہنے لگے کہ مذہب تو مَیں نے سچ سمجھ کر قبول کیا ہے اس کو تو مَیں چھوڑ نہیں سکتا اور رہی بات مرنے کی تو زندگی موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس پر اس چیف نے یا بادشاہ نے کہا کہ اس علاقے کا خدا مَیں ہوں۔ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تم لوگ یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کیا فیصلہ کرنے لگا ہوں اور جس کو میں یہ کہہ دوں کہ وہ کل تک مر جائے گا تو وہ ضرور مرتا ہے۔ ابراہیم صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے تم اپنے روایتی لوگوں کو کہتے ہو گے لیکن میں اس بات میں تمہیں کچھ نہیں کہتا۔ مگر مَیں دین نہیں چھوڑوں گا کیونکہ حقیقت یہی ہے اور سچا اسلام یہی ہے۔ اس پر چیف کو مزید غصہ آیا۔ اس نے اپنے لوگوں کو کہا ان کو لے جا کے کمرے میں بند کر دو۔ وہ لے کے جا رہے تھے تو ابراہیم صاحب نے ان لوگوں کو کہا کہ تم میرے بیچ میں نہ پڑو اور اس معاملے کو چھوڑو۔ مجھے بند کرنے کی بجائے جانے دو۔ خیر وہ لوگ بھی لالچی ہوتے ہیں کچھ رقم لے کے انہوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ اس بادشاہ نے یا چیف نے ان پر صبح کا سورج کیا طلوع کروانا تھا اگلے دن ہی اطلاع ملی کہ اس بادشاہ کو فالج ہو گیا اور وہ ہلنے جلنے کے قابل نہیں رہا اور دو دن بعد ہی وہ فوت ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ان کے بڑے بھائی جو اُن کے مخالف تھے انہوں نے خاندان والوں سے کہا کہ ہماری صلح کرا دیں۔ انہوں نے کہا میری تو لڑائی کسی سے تھی ہی نہیں۔ ہم تو ایسے ہی صلح جُو ہیں اور اسلام کا حقیقی پیغام بھی یہی ہے۔ تو اس چیف کے مرنے کا یہ نشان دیکھ کر وہاں علاقے میں اس کا بہت اثر ہوا اور بڑا چرچا ہوا۔ احمدیت کی سچائی ثابت ہوئی۔ تو یہ چیزیں ہیں جو آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں ثابت ہو رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ :

’’دیکھو مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور آئندہ ہوں گے۔‘‘ (یہ نہیں کہ بند ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آئندہ ہوں گے) ’’اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اس قدر تائید اور نصرت اس کی ہرگز نہ ہوتی۔‘‘ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 48) یہ اللہ تعالیٰ کا ہی منصوبہ ہے جس کی وجہ سے تائید ہو رہی ہے۔

ایک موقع پر ضرورت مصلح اور مسیح موعود کی ضرورت کے بارے میں بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’جیسا کہ ہر ایک فصل کے کاٹنے کا وقت آ جاتا ہے۔ ایسا ہی اب مفاسد کے دُور کر دینے کا وقت آ گیا ہے۔‘‘ (جو فساد دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، جو برائیاں پھیلی ہوئی ہیں ان کو دور کرنے کا وقت آ گیا ہے) آپ فرماتے ہیں ’’صادق کی توہین اور گستاخی انتہا تک کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر‘‘ (آپ فرماتے ہیں نعوذ باللہ) ’’مکھی اور زنبور جتنی بھی نہیں کی گئی۔ زنبور سے بھی انسان ڈرتا ہے‘‘ (ایک بِھڑ جو ہے) ’’اور چیونٹی سے بھی اندیشہ کرتا ہے لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے میں کوئی نہیں جھجکتا۔ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا کے مصداق ہو رہے ہیں۔ جتنا منہ ان کا کھل سکتا ہے انہوں نے کھولا اور منہ پھاڑ پھاڑ کر سبّ وشتم کئے۔ اب واقعی وہ وقت آ گیا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کا تدارک کرے۔ ایسے وقت میں وہ ہمیشہ ایک آدمی کو پیدا کیا کرتا ہے جو اس کی عظمت اور جلال کے لئے بہت جوش رکھتا ہے۔ ایسے آدمی کو باطنی مدد کا سہارا ہوتا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ سب کچھ آپ ہی کرتا ہے مگر اس کا پیدا کرنا ایک سنّت کا پورا کرنا ہوتا ہے۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی سنت کے موافق بھیجا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ’’خدا تعالیٰ کے صحیفۂ قدرت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بات حد سے گزر جاتی ہے تو آسمان پر تیاری کی جاتی ہے۔ یہی اس کا نشان ہے کہ یہ تیاری کا وقت آ گیا ہے۔ سچے نبی و رسول و مجدد کی بڑی نشانی یہی ہے کہ وہ وقت پر آوے اور ضرورت کے وقت آوے۔ لوگ قسم کھا کر کہیں کہ کیا یہ وقت نہیں کہ آسمان پر کوئی تیاری ہو؟‘‘ (آپ پوچھ رہے ہیں۔ لوگوں سے سوال کر رہے ہیں کہ قسم کھا کے بتاؤ کہ کیا یہ وقت نہیں ہے۔ وہ زمانہ بھی تھا اور آج بھی لوگ یہی کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کسی مصلح کی ضرورت ہے بلکہ پاکستان میں تو مولوی خود یہ کہتے ہیں لیکن مسیح موعود کا انکار ہے) آپ فرماتے ہیں ’’مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ آپ ہی کیا کرتا ہے۔ ہم اور ہماری جماعت اگر سب کے سب حجروں میں بیٹھ جائیں تب بھی کام ہو جائے گا اور دجّال کو زوال آ جائے گا۔ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔‘‘ (اس طرح دن آپس میں پھرا کرتے ہیں) فرمایا کہ ’’اس کا کمال بتاتا ہے کہ اب اس کے زوال کا وقت قریب ہے۔‘‘ (کسی چیز کو جب عروج حاصل ہو جائے، جب انتہا پہ پہنچ جائے تو وہ سمجھنے لگے کہ اب میں سب طاقتوں کا مالک ہو گیا ہوں اور سب ترقیاں میرے ہاتھ میں آ گئی ہیں تو پھر وہ جو عروج ہے اس پر پہنچ کر پھر وہاں سے زوال شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اب ان طاقتوں کا بھی زوال شروع ہو گیا ہے۔ چاہے وہ اسلام کے خلاف طاقتیں ہیں یا وہ لوگ جو احمدیت کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ہیں) آپ فرماتے ہیں کہ ’’اس کا ارتفاع ظاہر کرتا ہے کہ اب وہ نیچا دیکھے گا۔‘‘ (انتہائی بلندی پہ پہنچ گیا۔ اب یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اب وہ نیچے کی طرف آئے گا) ’’اس کی آبادی اس کی بربادی کا نشان ہے۔‘‘ (وہ سمجھتا ہے کہ اس کی طاقت اور آبادی بہت زیادہ ہے تو اب یہ بربادی کا نشان بن جائے گی) ’’ہاں ٹھنڈی ہوا چل پڑی (ہے) اللہ تعالیٰ کے کام آہستگی کے ساتھ ہوتے ہیں۔‘‘ (ٹھیک ہے۔ نشان شروع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے کام آہستگی سے ہوتے ہیں اور وہ انشاء اللہ ہو جائیں گے) آپ فرماتے ہیں کہ ’’اگر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہ ہوتی تاہم زمانے کے حالات پر نظر کر کے مسلمانوں پر واجب تھا کہ وہ دیوانہ وار پھرتے اور تلاش کرتے کہ مسیح اب تک کیوں نہیں کسرِ صلیب کے لئے آیا۔ ان کو یہ نہ چاہئے تھا کہ اسے اپنے جھگڑوں کے لئے بلاتے۔‘‘ (اسلام کی غیرت تھی تو اسلام کے دفاع کے لئے بلاتے۔ مسیح کو تلاش کرتے، نہ کہ اپنے جھگڑوں کو حل کرنے کیلئے) فرمایا ’’کیونکہ اس کا کام کسرِ صلیب ہے اور اسی کی زمانے کو ضرورت ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 396 تا 398، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اسی طرح ایک جگہ فرمایا کہ ’’دہریت بھی پھیل رہی ہے زیادہ اور میں اس کے ردّ کے لئے بھی آیا ہوں۔‘‘ (ماخوذ از ملفوظات، جلد 7، صفحہ 28، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ فرماتے ہیں کہ ’’اسی لئے اس کا نام مسیح موعود ہے۔ اگر مُلّانوں کو بنی نوع انسان کی بھلائی اور بہبودی مدّنظر ہوتی تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتے جیسا ہم سے کر رہے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہئے تھا کہ انہوں نے ہمارے خلاف فتویٰ لکھ کر کیا بنا لیا ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے کہا کہ ہو جائے اسے کون کہہ سکتا ہے کہ نہ ہو۔‘‘ (فتویٰ لکھا تو اس کا کیا فائدہ ہوا۔ جماعت تو اسی طرح ترقی کر رہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی اس کو روک نہیں سکتا)

آپ فرماتے ہیں ’’یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں یہ بھی ہمارے نوکر چاکر ہیں کہ کسی نہ کسی رنگ میں ہماری بات مشرق و مغرب تک پہنچا دیتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 398، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جو مخالفت کر رہے ہیں وہ بھی حقیقت میں مخالفت کے ذریعہ سے ہی احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں کیونکہ اس طرح بھی لوگوں کو توجہ پیدا ہوتی ہے۔ بہت سارے لوگ خط لکھتے ہیں اور رابطہ کرتے ہیں کہ فلاں مولوی کی مخالفت کی وجہ سے یا فلاں جگہ آپ کے خلاف باتیں ہو رہی تھیں۔ ان کی وجہ سے ہمیں تجسّس پیدا ہوا تو ہم نے تحقیق کرنی شروع کی۔ اور اب تو انٹرنیٹ کے ذریعہ سے ہر جگہ جماعتی لٹریچر بھی میسر ہے اور بہت ساری باتیں مل جاتی ہیں۔ موازنہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ تو تحقیق کر کے اب ہم جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ تو مولویوں کا، مخالفین کا یہ ذریعہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ بن رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض لوگوں کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ ہم اسلام کی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں اور پہلے ہی جو اتنے فرقے ہیں تو پھر ایک نیا فرقہ بنانے کی کیا ضرورت ہے اور آپ کی جماعت میں شامل ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ ہمارے احمدی بھی معترضین کی یہ باتیں سن کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ اُس زمانے میں اور آجکل بھی بعض ایسے ہیں جو خاموش ہو جاتے ہیں کہ کیا جواب دیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ ’’بہت سے ایسے لوگ ہیں جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی

ضرورت کیا ہے؟ کیا ہم نماز روزہ نہیں کرتے ہیں؟ وہ اس طرح پر دھوکہ دیتے ہیں۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ بعض لوگ جو ناواقف ہوتے ہیں ایسی باتوں کو سن کر دھوکہ کھا جاویں اور ان کے ساتھ مل کر یہ کہہ دیں کہ جس حالت میں ہم نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور وِرد وظائف کرتے ہیں۔ پھر کیوں یہ پھوٹ ڈال دی؟'' (کہ نیا فرقہ بنا دیا۔ تو کیوں پھوٹ ڈال دی۔ ہم نماز روزہ کر رہے ہیں تو تمہارے اندر شامل ہونے کی، ایک نیا فتنہ فساد پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے) آپ فرماتے ہیں کہ ''یاد رکھو کہ ایسی باتیں کم سمجھی اور معرفت کے نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ میرا اپنا کام نہیں ہے۔ یہ پھوٹ اگر ڈال دی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔'' (میں نے تو قائم نہیں کیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے) ''کیونکہ ایمانی حالت کمزور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ ایمانی قوت بالکل ہی معدوم ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ حقیقی ایمان کی روح پھونکے جو اس سلسلہ کے ذریعہ سے اس نے چاہا ہے۔ ایسی صورت میں ان لوگوں کا اعتراض بیجا اور بیہودہ ہے۔ پس یاد رکھو کہ ایسا وسوسہ ہرگز ہرگز کسی کے دل میں نہیں آنا چاہئے اور اگر پورے غور اور فکر سے کام لیا جاوے تو یہ وسوسہ آ ہی نہیں سکتا۔ غور سے کام نہ لینے کے سبب ہی سے وسوسہ آتا ہے جو ظاہری حالت پر نظر کر کے کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ اس قسم کے وسوسوں سے انسان جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔'' فرمایا کہ ''میں نے بعض خطوط اس قسم کے لوگوں کے دیکھے ہیں جو بظاہر ہمارے سلسلہ میں ہیں'' (بیعت کی ہوئی ہے) ''اور کہتے ہیں کہ ہم سے جب یہ کہا گیا کہ دوسرے مسلمان بھی بظاہر نماز پڑھتے ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور نیک معلوم ہوتے ہیں پھر اس نئے سلسلہ کی کیا حاجت ہے؟'' آپ فرماتے ہیں کہ ''یہ لوگ باوجود یکہ ہماری بیعت میں داخل ہیں ایسے وسوسے اور اعتراض سن کر لکھتے ہیں کہ ہم کو اس کا جواب نہیں آیا۔ ایسے خطوط پڑھ کر مجھے ایسے لوگوں پر افسوس اور رحم آتا ہے کہ انہوں نے ہماری اصل غرض اور منشاء کو نہیں سمجھا۔ وہ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ رسمی طور پر یہ لوگ ہماری طرح شعائرِ اسلام بجالاتے ہیں اور فرائض الٰہی ادا کرتے ہیں حالانکہ حقیقت کی روح ان میں نہیں ہوتی۔'' (صرف فرضی طور پہ نہیں کرنا۔ ظاہری طور پر نہیں کرنا بلکہ حقیقی طور پر عبادت بھی ہونی چاہئے اور دوسرے فرائض بھی ادا ہونے چاہئیں) ''اس لیے یہ باتیں اور وساوس سحر کی طرح کام کرتے ہیں۔'' (وسوسے آجاتے ہیں اور جو باتیں کر رہے ہوتے ہیں اس کا اثر پھر ان پہ جادو کی طرح ہو جاتا ہے) ''وہ ایسے وقت نہیں سوچتے کہ ہم حقیقی ایمان پیدا کرنا چاہتے ہیں جو انسان کو گناہ کی موت سے بچا لیتا ہے اور ان رسوم و عادات کے پیرو لوگوں میں وہ بات نہیں۔ ان کی نظر ظاہر پر ہے حقیقت پر نگاہ نہیں۔ ان کے ہاتھ میں چھلکا ہے جس میں مغز نہیں۔'' (ملفوظات، جلد 6 صفحہ 237 تا 239، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) پس بیشک ظاہری عمل تو مسلمان کرتے ہیں لیکن روح ان میں نہیں ہے۔ تقویٰ نہیں ہے۔

اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ اگر مسلمان کہلانے والوں کے اعمال، اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں نہیں پیدا ہوتے۔

آپ بیان فرماتے ہیں کہ ''یہ لوگ'' (یعنی بعض مسلمان) ''سمجھتے نہیں کہ ہم میں کون سی بات اسلام کے خلاف ہے۔ ہم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔'' (یعنی کہ یہ لوگ جو غیر از جماعت مسلمان ہیں، دوسرے مسلمان ہیں کہتے ہیں ہماری ہر بات جو ہے وہ تو ہم اسلام کے مطابق کر رہے ہیں۔ کوئی ایسی بات تو ہے نہیں کہ تمہارے ساتھ جُڑ کے ہم زیادہ اچھی طرح اسلام کی حقیقت کو سمجھ جائیں کیونکہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہم کہتے ہیں۔ نمازیں ہم پڑھتے ہیں۔ روزے ہم رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ بھی ہم دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہی کچھ نہیں) فرمایا کہ ''مگر مَیں کہتا ہوں کہ ان کے تمام اعمالِ اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ محض ایک پوست کی طرح ہیں جن میں مغز نہیں ہے۔ ورنہ اگر یہ اعمالِ صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمال صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں۔ لیکن ان میں یہ باتیں کہاں ہیں؟ مَیں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ ایک شخص مومن اور متقی ہو اور اعمالِ صالحہ کرنے والا ہو اور وہ اہلِ حق کا دشمن ہو حالانکہ یہ لوگ ہم کو بے قید اور دہریہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کیا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی کچھ عظمت ان کے دل میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈر جاتے کہ ایسا نہ ہو کہ ہم خدا تعالیٰ کے نام کی تخفیف کرنے والے ٹھہریں۔ لیکن یہ تب ہوتا جب کہ ان میں حقیقی اور اصل ایمان اللہ تعالیٰ پر ہوتا اور وہ یوم الجزاء سے ڈرتے اور لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ پر اُن کا عمل ہوتا۔'' (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 343، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یعنی وہ بات نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔

اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ مسیح موعود کی آمد کا مقصد اندرونی اور بیرونی فتنوں اور حملوں سے اسلام کو محفوظ کرنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی بات کی خبر دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کے واسطے خبر دی تھی کہ اس وقت دو رنگ کے فتنے ہوں گے۔ ایک اندرونی۔ دوسرا بیرونی۔ اندرونی فتنہ یہ ہوگا کہ مسلمان سچی ہدایت پر قائم نہ رہیں گے اور شیطانی عمل دخل کے نیچے آ جائیں گے۔'' (اعمال صالحہ ان میں کوئی نہیں ہوگا) ''قمار بازی، زناکاری، شراب خوری اور ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہو کر حدود اللہ سے نکل جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی نواہی کی پرواہ نہ کریں گے۔ صوم و صلوٰۃ کو ترک کر دیویں گے اور امرِ الٰہی کی بے حرمتی کی جائے گی اور قرآنی احکام کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کیا جائے گا۔'' (یہ تو اندرونی فتنہ ہے کہ مسلمانوں کی عملی حالت بگڑ گئی ہے۔ اکثریت مسلمانوں کی یہی ہے۔ آپس میں بھی آپ دیکھ لیں مسلمان دنیا میں بھی کس طرح ایک دوسرے پر ظلم ہو رہے ہیں) اور ''بیرونی فتنہ یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پہ افتراء کئے جائیں گے۔'' (اور یہ بھی آجکل بہت بڑھ کر ہو رہا ہے) ''اور ہر قسم کے دل آزار حملوں سے اسلام کی توہین اور تخریب کی کوشش کی جاوے گی۔ مسیح کی خدائی کو منوانے کے لئے اور اس کی صلیبی لعنت پر ایمان لانے کے واسطے ہر قسم کے حیلے اور تدابیر عمل میں لائی جاویں گی۔ غرض ان دونوں اندرونی اور بیرونی عظیم الشان فتنوں کی اصلاح کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ہی یہ بشارت ملی کہ ایک شخص آپ کی اُمّت میں سے مبعوث کیا جاوے گا، جو بیرونی فتنہ اور صلیبی مذہب کی حقیقت کو توڑ دینے والا ہوگا اور اسی لحاظ سے وہ مسیح ابن مریم ہوگا اور اندرونی تفرقوں اور بے راہیوں کو دور کر کے ہدایت کی سچی راہ پر قائم کرے گا اس لئے مہدی کہلائے گا۔ اسی بشارت کی طرف وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ میں بھی اشارہ ہے۔''

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 444 تا 445، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہم نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے ہمارے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور تقویٰ کے معیار دوسرے مسلمانوں سے بلند ہونے چاہئیں۔ آپ نے جو عام طور پہ نقشہ کھینچا ہے وہ ہمارا نقشہ نہیں ہونا چاہئے۔ ہماری عملی حالت دوسروں سے بہتر ہونی چاہئے۔ ہمارے عمل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اور صالح ہونے چاہئیں۔ چنانچہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ''آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہئے کہ یہ سلسلہ حق ہے۔'' (سچائی کو مان لیا۔ کافی ہو گیا) ''اور اتنا ماننے سے اسے برکت ہوتی ہے۔'' فرماتے ہیں کہ ''صرف ماننے سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا جب تک اچھے عمل نہ ہوں۔ کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو۔ متقی بنو۔ ہر ایک بدی سے بچو۔ یہ وقت دعاؤں سے گزارو۔ رات اور دن تضرع میں لگے رہو۔ جب ابتلا کا وقت ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کا غضب بھی بھڑکا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں دعا، تضرع، صدقہ خیرات کرو۔ زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو۔ مثل مشہور ہے کہ منتیں کرتا ہوا کوئی نہیں مرتا۔ نرا ماننا انسان کے کام نہیں آتا۔ اگر انسان مان کر پھر اسے پس پشت ڈال دے تو اسے فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر اس کے بعد یہ شکایت کرنی کہ بیعت سے فائدہ نہیں ہوا بے سود ہے۔ خدا تعالیٰ صرف قول سے راضی نہیں ہوتا۔''

عملِ صالح کی تعریف کرتے ہوئے کہ عمل صالح کیا چیز ہے فرمایا کہ ''قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عملِ صالح بھی رکھا ہے۔ عملِ صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ (چور) کیا ہیں؟'' (کس قسم کے چور پڑتے ہیں عمل پر؟) ''ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لئے ایک عمل کرتا ہے۔ عُجب (یہ ہے (کہ وہ عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے) اس کو عُجب کہتے ہیں) ''اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔'' فرمایا کہ ''عملِ صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریا، تکبر اور حقوقِ انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔ جیسے آخرت میں انسان عملِ صالح سے بچتا ہے ویسے ہی دنیا میں بھی بچتا ہے۔'' (یعنی آخرت میں بھی

نیک اعمال جو ہیں انہی کی وجہ سے بچاؤ کا سامان ہوگا۔ اچھے نیک عمل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اور انعامات سے نوازے گا۔ اسی طرح دنیا میں بھی اگر نیک عمل ہوں گے تو بہت سی دنیاوی پریشانیوں اور تکلیفوں سے انسان بچ جاتا ہے) فرمایا کہ ’’اگر ایک آدمی بھی گھر بھر میں عمل صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک تم میں عملِ صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔ ایک طبیب نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ لے کر اسے پیوے‘‘ (استعمال کرے) ’’اگر وہ ان دواؤں کو استعمال نہ کرے اور نسخہ لے کر رکھ چھوڑے تو اسے کیا فائدہ ہوگا۔ اب اس وقت تم نے توبہ کی ہے۔ اب آئندہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس توبہ سے اپنے آپ کو تم نے کتنا صاف کیا۔ اب زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ تقویٰ کے ذریعہ سے فرق کرنا چاہتا ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے۔ انسان کے اپنے نفس کے ظلم ہی ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے۔‘‘ (ہمیشہ استغفار کرتے رہنا چاہئے) ’’کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا، خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔‘‘ (یعنی کوئی بھی چیز ایسی نہ ہو، عمل ایسا نہ ہو یا جسم کا اس طرح کوئی استعمال نہ ہو جس سے گناہ صادر ہوتا ہو۔ اس لئے استغفار کرو تاکہ جسم کا ہر حصہ گناہوں سے بچا رہے) فرمایا ’’آجکل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے۔‘‘ (اور وہ کیا دعا ہے کہ) ’’رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف:24) یہ دعا اوّل ہی قبول ہو چکی ہے۔ غفلت سے زندگی بسر مت کرو۔ جو شخص غفلت سے زندگی نہیں گزارتا ہرگز امید نہیں کہ وہ کسی فوق الطاقت بلا میں مبتلا ہو۔‘‘ (یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف سے زندگی گزارنے والا کبھی غیر معمولی مشکلات اور مصیبتوں میں گرفتار نہیں ہوتا) فرمایا کہ ’’کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی جیسے مجھے یہ دعا الہام ہوئی۔ رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’ہمارا ایمان ہے کہ سب اس کے ہاتھ میں ہے خواہ اسباب سے کرے خواہ بلا اسباب۔‘‘ (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 274 تا 276، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اللہ تعالیٰ کوئی ذریعہ بناتا ہے یا نہیں بناتا، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ اس لئے یہ دونوں دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ اس کی طرف توجہ دیں اور سمجھیں۔

پس ہر احمدی کو، ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو کیا اس ماننے اور بیعت کا حق ادا کرنے والے بھی ہیں؟ اکثر میرے جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہم میں سے کئی ایسے ہیں جو نمازیں بھی پوری طرح ادا نہیں کرتے۔ نمازوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ استغفار کی طرف تو بعضوں کی بالکل توجہ نہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں۔ اگر یہ حالت ہے تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ دوسرے نہ مان کر گناہگار ہو رہے ہیں۔ جنہوں نے نہیں مانا اور انکار کیا وہ گناہگار ہو رہے ہیں۔ اور ہم مان کر پھر اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کر کے، ایک عہد کر کے پھر اسے پورا نہ کرنے کی وجہ سے گناہگار ہو رہے ہیں۔ پس بڑی فکر سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم صرف رسمی طور پر یوم مسیح موعود منانے والے نہ ہوں بلکہ مسیح موعود کو قبول کرنے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی فتنوں سے بچنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور ہر بلا اور ہر مشکل سے بچائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران:29)

مومن، مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ پکڑیں

طالب دُعا: محمد عرفان ولد ایم۔ ایم محمد محبوب صاحب، جماعت احمدیہ جکّور (صوبہ کرناٹک)

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح

پاکیزہ منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کِھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِيْح جَاءَ الْمَسِيْح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

اب اِسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اِک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:17)

اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے
پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

طالب دُعا: نورالہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (صوبہ جھارکھنڈ)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2018

عائلی زندگی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بہترین اُسوہ۔ واقعات کی روشنی میں

(منیر احمد خادم، ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند قادیان)

قابل احترام صدر اجلاس اور معزز سامعین! خاکسار کی تقریر کا عنوان ’’سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عائلی زندگی کو بہترین بنانے کے واقعات کی روشنی میں‘‘ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے ایک مرتبہ پوچھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق کچھ بتایئے! تو آپؓ نے فرمایا تھا کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن اگر آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کو دیکھنا ہو تو قرآن مجید پڑھ لو آپ ﷺ کی سیرت قرآن مجید کے عین مطابق تھی۔

(مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 392)

ٹھیک اسی طرح اگر کسی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت مبارکہ کو دیکھنا ہو تو آنحضرت ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرے کیونکہ آپ کی سیرت اپنے آقا و مطاع آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کا عین عکس نظر آئے گی آپ نے ایک موقع پر فرمایا تھا:

’’من فرق بيني وبين المصطفىٰ ما عرفني ومارای‘‘ کہ جس نے میرے اور میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے درمیان فرق کیا تو اس نے نہ مجھے پہچانا اور نہ میری حقیقت کو شناخت کیا۔ بزرگان امت نے بھی یہی فرمایا تھا کہ امام مہدی آنحضرت ﷺ کا عکس کامل ہوگا۔

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب ’’الخیر الکثیر‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’حق له ان ينعكس فيه انوار سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم ويزعم العامة انه اذا نزل الى الارض كان واحد من الامة كلا بل هو شرح الاسم الجامع المحمدی ونسخة منتسخة منه فشتان بينه وبين الامة‘‘ (الخیر الکبیر، صفحہ 72، مطبوعہ بجنور)

یعنی امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کا یہ حق ہے کہ اس میں سید المرسلین آنحضرت ﷺ کے انوار کا انعکاس ہو عوام کا خیال ہے کہ مسیح موعود جب تشریف لائیں گے تو وہ صرف ایک امتی ہوں گے ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح ہوگا اور اسی کی کاپی ہوگا پس اسکے اور ایک عام امتی کے درمیان بڑا فرق ہے۔

اس اعتبار سے عائلی زندگی کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت آنحضرت ﷺ کی سیرت کا عکس کامل ہے اگر قرآن مجید کی یہ تعلیم ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیبیوں کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو تو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِي کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال سے اچھا سلوک کرتا ہے اور میں اس معاملہ میں تم سب سے بہتر ہوں۔

چنانچہ اس اصل کی روشنی میں جب ہم عائلی زندگی کے حوالہ سے حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عائلی زندگی کو دیکھتے ہیں تو وہ عین آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیّدنا محمد ﷺ کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اس کی پیروی سے اور اسکی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا اور اس قدر نشان غیبی دیکھے کہ ان کُھلے کُھلے نوروں کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 140)

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق تھا کہ چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی آنحضرت ﷺ کی اتباع کیا کرتے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ دوم، صفحہ 492)

کسی شخص کی عائلی زندگی کے حوالہ سے اس کے قریبی رشتہ دار ہی بہتر گواہی دے سکتے ہیں چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برادر نسبتی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ’’میں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت ام المومنین سے ناراض دیکھا نہ سنا بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک ideal جوڑے کی ہونی چاہئے۔‘‘

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ، صفحہ 231)

مائی امام بی بی صاحبہ جو اپنے خاوند حضرت ٹھیکیدار محمد اکبر صاحب کی وفات کے بعد حضور علیہ السلام کے گھر رہتی تھیں فرماتی ہیں:

’’ہم نے کبھی حضرت ام المومنین کو نہیں دیکھا کہ کسی بات پر بھی حضرت صاحب سے ناراض ہوئی ہوں (آپ ہمیشہ) حضرت صاحبؑ کا ادب کرتیں اور آپ کو خوش رکھتیں۔

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے: ’’انما الدنيا متاع وليس من متاع الدنيا شئی افضل من المرءة الصالحة‘‘

(ابن ماجہ، ابواب النکاح)

دنیا تو سامان زینت ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامان زینت نہیں۔

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین، صفحہ 389)

حضور علیہ السلام کا اپنی زوجہ مطہرہ سے اس قدر حسن سلوک تھا اور اس قدر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو آپ علیہ السلام کے دعاوی پر یقین تھا کہ عورتیں جو خود پر سوت کا آنا ہرگز پسند نہیں کرتی ہیں حضرت ام المومنینؓ محمدی بیگم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے دلی خواہش رکھتی تھیں کہ محمدی بیگم سے آپ کی شادی ہوجائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا سے ایک خاص پیار و محبت کا تعلق تھا اور آپ حدیث مبارک وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِي کے عین عکس تھے۔ حضرت اماں جانؓ سے اس محبت کے باعث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بار بار کی نصیحت کے باعث کہ اہل وعیال سے حسن سلوک کرنا چاہئے اور آپ کے اس فرمان کے باعث کہ جو شخص اپنی اہلیہ اور اسکے رشتہ داروں سے حسن معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

(کشتی نوح، صفحہ 19)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اپنے گھروں میں اپنی بیبیوں کے ساتھ حسن سلوک کا خاص خیال رکھتے تھے چنانچہ ایک دفعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کا اپنی بیوی کے ساتھ کسی گھریلو معاملہ پر کچھ اختلاف ہوگیا اور حضرت مفتی صاحب اپنی بیوی پر کچھ ناراض ہوئے مفتی صاحب کی بیوی نے اس ناراضگی کا ذکر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی بیوی سے کیا حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ بہت معاملہ فہم تھے اور آپ کی طبیعت میں مزاح بھی تھا آپ نے اس بارہ میں اپنی بیوی سے سن کر مفتی صاحب سے فرمایا مفتی صاحب جس طرح بھی ہو اپنی بیوی کو منالیں کیا آپ جانتے نہیں کہ آجکل ملکہ کا راج ہے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا اشارہ اس طرف تھا کہ جہاں ہندوستان میں ایک عورت ملکہ وکٹوریہ کی حکومت ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھریلو معاملات میں حضرت اماں جان کی بات مانتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب بھی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی اس پر حکمت اور پر مزاح کلام کو سمجھ گئے اور جا کر اپنی بیوی کو منا لیا اور اس طرح گھر کا ماحول خوشگوار ہو گیا۔ (ذکر حبیب مؤلف حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ)

سامعین کرام! اس موقع پر یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی آپ ﷺ نے عورتوں کو اس قدر جائز آزادی دی تھی کہ اس زمانہ کے پس منظر میں بعض صحابہ اسکو ناجائز سمجھتے تھے اور وہ برملا کہتے تھے کہ اب تو وہ زمانہ آگیا ہے کہ عورتیں ہمارے شانہ بشانہ کھڑی ہوتی ہیں جبکہ ایک دور ایسا تھا کہ عورتوں کو مردوں کی سوسائٹی میں حصہ لینے اور بات کرنے تک کی جرأت نہ تھی اور اپنے آقا و مطاع کے نمونہ کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی وہ مبارک نمونہ پیش کیا کہ صحابہ کرام اسے ملکہ کے راج سے تعبیر کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ سلوک اس زمانہ کے دستور اور ماحول کے اس قدر مخالف تھا کہ بقول حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ

عنہ: اس بات کو اندرون خانہ کی خدمت گار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع کی زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں وہ تعجب سے دیکھتی ہیں اور زمانہ اور اپنے گردوپیش کے عام عرف و برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور میں نے بارہا انہیں خود حیرت سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ (''مرجا بیوی دی گل بڑی مندا ہے'' یعنی مرزا صاحب اپنی بیوی کی بات بہت مانتے ہیں)

بیوی کے ساتھ تعلق کا ذکر کرتے ہوئے بطور نصیحت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے اسکا شکریہ یہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔'' (سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، صفحہ 45، مؤلف حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی کس قدر دلداری فرماتے تھے اس تعلق میں حضرت اماں جانؓ کا بیان فرمودہ ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

فرماتی ہیں: ''میں پہلے پہل جب دلّی سے آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گڑ کے میٹھے چاول پسند فرماتے ہیں چنانچہ میں نے بہت شوق اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا۔ تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گڑ ڈال دیا سو وہ بالکل راب بن گئی جب پتیلی چولہے سے اتاری چاول برتن میں نکالے تو دیکھ کر سخت رنج اور صدمہ ہوا کہ یہ تو خراب ہو گئے ادھر کھانے کا وقت ہو گیا تھا حیران تھی کہ اب کیا کروں۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام آ گئے میرے چہرہ کو دیکھا جو رنج اور صدمہ سے رونے والوں کا سا بنا ہوا تھا۔ آپ دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے پھر فرمایا یہ تو بہت اچھے ہیں میرے مزاج کے مطابق پکے ہیں ایسے زیادہ گڑ والے ہی تو مجھے پسند ہیں۔ یہ تو بہت ہی اچھے ہیں اور پھر بہت خوش ہو کر کھائے۔

حضرت ام المومنین فرماتی تھیں کہ حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کیلئے اتنی باتیں کہیں تو میرا دل بھی خوش ہو گیا۔ (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 225)

سامعین کرام! ہم میں سے کتنے ہیں جن کیلئے یہ واقعات نہایت سبق آموز ہیں کہ کس طرح بعض دفعہ ہم کھانے میں ذرہ سا نمک زیادہ ہو جانے یا کم ہو جانے سے بیویوں کے ساتھ تلخی کر بیٹھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ بھی کبھی کسی کھانے کا نقص نہیں نکالتے تھے بلکہ کھانے کی اور کھانا پکانے والے کی ہمیشہ تعریف اور دلجوئی فرماتے تھے۔

حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بہت خیال رکھتی تھیں لیکن کثرتِ مہمانان کے باعث بعض دفعہ نہ چاہتے ہوئے بھی کمی رہ جاتی تھی۔ اور اس بات کو حضور علیہ السلام سے محبت رکھنے والے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی محسوس کیا کرتے تھے کہ حضور علیہ السلام کو بیماریوں اور سخت محنت اور عرق ریزی کے باعث خاص توجہ اور غذا کی ضرورت ہے۔ ایسے ہی ایک موقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ منشی عبد الحق صاحب آف لاہور نے جو بعد میں مرتد ہو گئے تھے ایک موقعہ پر حضور علیہ السلام سے عرض کیا:

آپکا کام بہت نازک ہے اور آپ کے سر پر بھاری فرائض کا بوجھ ہے آپ کو چاہئے کہ جسم کی رعایت کا خیال رکھیں اور ایک خاص مقوی غذا التزاماً آپ کیلئے ہر روز تیار ہونی چاہئے انکی اس بات کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''بات تو درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی کہا بھی ہے مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں ایسی مصروف رہتی ہیں کہ اور باتوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتیں۔''

منشی عبد الحق صاحب اس پر کہنے لگے اجی حضرت آپ ڈانٹ ڈپٹ کر نہیں کہتے اور رعب پیدا نہیں کرتے میرا یہ حال ہے کہ میں کھانے کیلئے خاص اہتمام کیا کرتا ہوں اور ممکن ہے میرا حکم ٹل جائے ورنہ ہم دوسری طرح خبر لیں گے۔

محبت کے جوش میں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خیال کر کے کہ یہ بات حضور علیہ السلام کے حق میں مفید ہے، بغیر سوچے سمجھے اس بات کی تائید کر دی اور عرض کیا کہ منشی صاحب کی بات درست ہے حضور علیہ السلام کو بھی چاہئے کہ درشتی سے یہ امر منوائیں۔ حضور علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا ''ہمارے دوستوں کو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہئے۔''

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بس خدا ہی جانتا ہے کہ میں اس وقت کس قدر شرمندہ ہوا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ صفحہ 18 تا 19)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب کشتی نوح میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے حسن سلوک نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔''

یہ محبت کا عملی نمونہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح پیش فرمایا وہ ذیل کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے آپ کی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ساس صاحبہ کی دلداری فرمائی اور ایک موقعہ پر ماں بیٹی میں صلح کروائی فرماتی ہیں:

''حضرت اماں جان کی بے حد قدر و قیمت آپؑ کی نظر میں تھی اور بہت زیادہ دلداری بہت خیال حضرت اماں جانؓ کا رکھتے تھے۔ اسکا نقش میرے دل پر اب تک ہے۔ مگر ایک بار میں نے دیکھا کہ جب آپؑ نے ضروری سمجھا تو حضرت اماں جانؓ کی بھی تربیت فرمائی۔ ایک واقعہ عرض ہے بس یہی ایک بات دیکھی اور کبھی نہیں اور خود حضرت اماں جانؓ بھی تو ایک احسن نمونہ تھیں ضرورت بھی پیش نہیں آئی کبھی بھی۔ صاف نظارہ یاد ہے نیچے کے کمرے کے سامنے کے سہ درے میں نانی اماں بیٹھی تھیں۔ کسی خادمہ نے ان کا کہنا نہ مانا اور کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے غلط فہمی پیدا ہو کر نانی اماںؓ حضرت اماں جانؓ سے ناراض ہو گئی تھیں۔ اس وقت مجھے یاد ہے کہ حضرت نانی اماںؓ غصہ میں کہہ رہی تھیں کہ لڑکی (حضرت اماں جانؓ کو نانی اماںؓ لڑکی کہہ کر مخاطب کرتی تھیں) آخر میری بیٹی ہی تو ہے۔ ہاں! میرے حضرت میرے سر کا تاج ہیں بے شک۔ وغیرہ وغیرہ۔

''اتنے میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت اماں جانؓ کو اپنے آگے آگے لئے چلے آ رہے ہیں اس طرح کہ حضرت اماں جانؓ کے دونوں شانوں پر آپؑ کے دست مبارک ہیں اور حضرت اماں جانؓ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی ہیں۔ آپؑ خاموشی سے اس طرح حضرت اماں جانؓ کو لے کر آگے بڑھے اور اسی طرح حضرت اماں جانؓ کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نانی جانؓ کے قدموں پر آپ کا سر جھکا دیا۔ پھر نانی جانؓ نے حضرت اماں جانؓ کو اپنے ہاتھوں پر سنبھال کر شاید گلے بھی لگایا تھا اور آپ واپس تشریف لے گئے۔ کچھ سوچیں اس زمانہ کی اولادیں! اکثریت وہ ہو گی جنکو ماؤں کی قدر نہیں۔ احمدی بچیو اور بہنو! یہ نقشہ جو میں نے دیکھا اور یاد رہا اسکو ذرا اپنی چشم تصور میں لاؤ کہ وہ شاہ دین اپنی خدا تعالیٰ کی جانب سے خدیجہ لقب پائے ہوئے بیوی اماں جانؓ کو جس کی خاطر آپ کو مطلوب تھی اور جسکی عزت بہت زیادہ آپ کے دل میں تھی اس کی والدہ کی معمولی ناراضگی سن کر برداشت نہ فرما سکا اور خود لا کر اسکی ماں کے قدموں میں جھکا دیا۔ گویا یہ سمجھایا کہ تمہارا رتبہ بڑا ہے مگر یہ ماں ہے۔ تمہارے لئے بھی اس کے قدموں تلے جنت ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ۔

(تحریرات مبارکہ، صفحہ 214 تا 215)

سامعین کرام! گھروں میں جب بعض دفعہ سفر کا موقعہ ہو تو وہ موقعہ بھی حسن خلق کا ہوتا ہے۔ جلد بازی کے باعث ایسے موقعہ پر بعض دفعہ عورتوں کو بدمزاج مردوں کی کئی باتیں سننا پڑتی ہیں کہ دیر کر دی، جلدی کرو۔ تمہاری ہمیشہ ایسی ہی عادت ہے لیکن ہمارے پیارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کامل پیروی میں یہ تھی کہ آپ سامان سفر خود تیار کرتے اور گھر والوں کا انتظار کرتے اور پہلے ان کو سوار کراتے اور ہر طرح خیال رکھتے۔

اس تعلق میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اپنی تصنیف ''ذکر حبیب'' میں تذکرہ فرماتے ہیں کہ: جب سفر کا موقعہ پیش آتا تو حضورؑ کا طریقہ یہ تھا کہ خود ساتھ جا کر حضرت اماں جانؓ اور جو مستورات ساتھ ہوتیں انہیں زنانہ ڈبے میں سوار کراتے اور جس اسٹیشن پر اترنا ہوتا زنانہ ڈبے کے پاس جا کر اپنے سامنے حضرت اماں جانؓ کو اترواتے اور دوران سفر بھی اپنے ہمراہ خدام کے ذریعہ حضرت اماں جانؓ کا حال و احوال

پتہ کرتے رہتے۔

ایک سفر کے متعلق ایک نہایت عجیب واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے۔فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کسی سفر میں تھے اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی آپؑ بیوی صاحبہؓ (یعنی حضرت ام المومنینؓ) کے ساتھ اسٹیشن پر ٹہلنے لگے مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ ہیں اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بیٹھا دیا جائے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا کہ میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ناچار مولوی عبدالکریم صاحبؓ خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔حضرت صاحبؑ نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔

مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اسکے بعد مولوی عبدالکریم صاحبؓ سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اول، روایت 77،صفحہ 55)

میاں بیوی میں تلخی کی وجہ ایک گونا مزاجوں کی ناواقفیت بھی ہوتی ہے۔مرد عموماً یہ چاہتا ہے کہ بیوی اسکے مزاج کے موافق ہو جائے اور بیوی مرد کے مزاج کو بدلنا چاہتی ہے اس تعلق میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح اپنی بیوی کی خاطر آپؑ نے اپنی عادت میں تبدیلی فرمائی کہ آپؑ حالانکہ اندھیرے میں سونے کے عادی تھے آپؑ نے بیوی کی خاطر روشنی میں سونے کی عادت ڈال لی۔

حضرت اماں جانؓ بیان فرماتی ہیں کہ: ’’آپ روشنی میں سونے کی عادی تھیں روشنی کے بغیر سو نہیں سکتی تھیں دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ اندھیرے میں سونے کے عادی تھے اماں جانؓ کی وجہ سے حضور علیہ السلام بتی جلتی رکھتے تھے۔جب حضرت اماں جانؓ سو جاتیں تو روشنی گل کر دیتے۔حضرت اماں جانؓ فرماتی ہیں جب میں کروٹ لوں تو اندھیرا معلوم ہوتا تو اماں جانؓ روشنی کیلئے کہتیں تو حضور علیہ السلام روشنی کر دیتے آخر کار حضور علیہ السلام کو بھی روشنی میں سونے کی عادت پڑ گئی۔اور اماں جانؓ کیلئے حضرت علیہ السلام سارے گھر کو روشن کرنے کا اہتمام فرماتے۔‘‘

اس بارہ میں ایک بار حضرت اماں جانؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کر کے فرمایا:

’’حضرت صاحبؑ کا وہ وقت یاد ہے جب آپؑ کو روشنی میں نیند نہیں آیا کرتی تھیں اور اب اگر کونے کونے میں روشنی نہ ہو تو آپؑ کو نیند نہیں آتی۔‘‘ (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ،صفحہ 410)

سامعین کرام!اسلامی معاشرہ کو حسین بنانے اور گھروں کو جنت نظیر بنانے کی ذمہ داری یکساں طور پر مرد اور عورت دونوں پر ڈالی گئی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر دلوں میں کدورت پیدا کرنا معمولی معمولی باتوں کو طول دیکر گھر کی فضا کو مکدّر کر دینا پرلے درجہ کی جہالت ہے۔ شادی تو ایک مقدس رشتہ ہے جس کو محبت اور پیار اور باہمی سکون اور اطمینان کیلئے قائم کیا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد قابل توجہ ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا:’’میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کا اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا طالب وجویاں بلکہ عاشق اور حریص ہوتا ہے اس لئے میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں سے بھرا ہوتا ہے جس میں مرد عورت میں محبت اخلاص اور موافقت ہو۔‘‘

(مکتوبات احمد، جلد دوم، مکتوب 37،صفحہ 50)

محترم سامعین!حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہام خذوا الرفق الرفق فان الرفق رأس الخیرات کہ نرمی کرو نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کی جڑ نرمی ہے، کے متعلق فرماتے ہیں:

اس الہام میں تمام جماعت کیلئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔وہ انکی کنیز کیں نہیں ہیں۔درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغا باز نہ ٹھیرو۔اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ان کیلئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔کیونکہ نہایت بدخدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 75 حاشیہ، وتذکرہ، صفحہ 396 تا 398)

پھر فرمایا:’’اسی طرح عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادۂ مستقیم سے بہک گئے ہیں۔‘‘ سیدھے رستہ سے ہٹ گئے ہیں: ’’قرآن شریف میں لکھا ہے عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مگر اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔‘‘فرمایا کہ’’دو قسم کے لوگ اس کے متعلق بھی پائے جاتے ہیں ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خلیع الرسن کر دیا ہے‘‘ (یعنی بے حیائی کرنے کی کھلی چھٹی دے دی ہے)’’دین کا کوئی اثر ہی ان پر نہیں ہوتا اور وہ کھلے طور پر اسلام کے خلاف کرتی ہیں اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا۔بعض ایسے ہیں کہ انہوں نے خلیع الرسن تو نہیں کیا مگر اسکے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا اور کنیزکوں اور بہائم سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے۔ مارتے ہیں تو ایسے بے درد ہو کر کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے یا نہیں۔غرض بہت ہی بری طرح سلوک کرتے ہیں۔یہاں تک کہ پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں کہ ایک اُتار دی دوسری پہن لی۔یہ بڑی ہی خطرناک بات ہے اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے۔رسول اللہ ﷺ ساری باتوں میں کامل نمونہ ہیں۔ آپ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں سے کیسی معاشرت کرتے تھے۔میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 387)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:’’چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اگر انہیں سے اسکے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کیلئے اچھا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 300 تا 301)

سامعین کرام! عائلی زندگی کو پرسکون بنانے کا ایک دوسرا پہلو تربیت اولاد بھی ہے۔اگر میاں بیوی میں محبت اور موافقت ہو اور ایک دوسرے کیلئے دلی احترام کا جذبہ اور دینداری ہو تو یقیناً اولاد پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے’’اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ اپنی اولاد کی عزت کرو اور انکو حسن ادب سکھاؤ۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ’’خود نیک بنو اور اپنی اولاد کیلئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کیلئے سعی اور دعا کرو جس قدر کوشش تم ان کیلئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو.....وہ کام کرو جو اولاد کیلئے بہترین نمونہ اور سبق ہو اور اس کیلئے ضروری ہے کہ سب سے اول خود اپنی اصلاح کرو اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔‘‘

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 444، ایڈیشن 2003 قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا یہ حسین پہلو تھا کہ آپ بچوں میں ہمیشہ سچائی اور دیانتداری پیدا کرتے تھے اور ان کی تربیت میں بجائے سختی کے دعا اور عملی نمونہ کو ضروری سمجھتے تھے چنانچہ ایک چھوٹا سا گھریلو واقعہ اس بات پر خوب روشنی ڈالتا ہے۔حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے اور سید فضل احمد شاہ صاحب حضور کے پاؤں دبا رہے تھے۔اور حضرت صاحب کسی قدر سو گئے۔فضل احمد شاہ صاحب نے اشارہ کر کے مجھے کہا کہ یہاں پر جیب میں کچھ سخت چیز پڑی ہے۔میں نے ہاتھ ڈال کر نکال لی تو حضور علیہ السلام کی آنکھ کھل گئی۔آدھی ٹوٹی ہوئی گھڑے کی چپنی اور دو ٹھیکرے تھے میں پھینکنے لگا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:

’’یہ میاں محمود نے کھیلتے ہوئے میری جیب میں ڈال دیئے۔آپ پھینکیں نہیں۔

میری جیب میں ہی ڈال دیں۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں امین سمجھ کر اپنے کھیلنے کی چیز رکھی ہے۔ وہ مانگیں گے تو ہم کہاں سے دینگے۔''

پھر وہ جیب میں ہی ڈال لئے۔ یہ چھوٹا سا اور معمولی سا واقعہ بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے عملی نمونہ سے اپنے بچوں کے اندر بچپن سے ہی صدق و راستی اور دیانت داری پیدا کرنے کے کس قدر خواہاں تھے۔

اسی طرح آپ کی زندگی کا ایک حسین پہلو یہ بھی تھا کہ بچوں کے بار بار تنگ کرنے پر بھی باوجود شدید مصروفیت کے آپ پریشان نہیں ہوتے تھے۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میاں بشیر احمد صاحب جب چھوٹے تھے تو انکو ایک زمانہ میں شکر کھانے کی بہت عادت ہوگئی تھی۔ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہنچتے اور ہاتھ پھیلا کر کہتے ''ابا چٹی'' حضرت صاحب تصنیف میں بھی مصروف ہوتے تو کام چھوڑ کر فوراً اُٹھتے کوٹھری میں جاتے شکر نکال کر انکو دیتے اور پھر تصنیف میں مصروف ہوجاتے۔ تھوڑی دیر بعد میاں صاحب پھر دست سوال دراز کرتے ہوئے پہنچ جاتے اور کہتے ''ابا چٹی'' مراد یہ تھی کہ سفید رنگ کی شکر چاہیئے۔ حضرت صاحب پھر اُٹھ کر انکا سوال پورا کر دیتے۔ غرض اس طرح ان دنوں میں روزانہ کئی کئی دفعہ یہ ہیرا پھیری ہوتی رہتی تھی۔ مگر حضرت صاحب باوجود تصنیف میں سخت مصروف ہونے کے کچھ نہ فرماتے بلکہ ہر دفعہ ان کیلئے اٹھتے تھے۔

(سیرت المہدی، صفحہ 823 تا 824)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کو بدنی سزا دینے کے بھی سخت مخالف تھے آپ علیہ السلام کا فرمان تھا کہ نیک نمونہ اور محبت سے بچوں کی تربیت کرنی چاہیئے۔

اس سلسلہ میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کو بدنی سزا دینے کے سخت مخالف تھے۔ اور جس استاد کے متعلق یہ شکایت آپ کو پہنچتی کہ وہ بچوں کو مارتا ہے تو اُس پر بہت ناراض ہوتے تھے اور فرماتے تھے ''دانا اور عقل مند اُستاد جو کام حکمت سے لے لیتا ہے وہ کام نالائق اور جاہل اُستاد مارنے سے لینا چاہتا ہے''۔ ایک دفعہ مدرسے کے ایک اُستاد نے ایک بچے کو کچھ سزا دی تو آپ نے سختی سے فرمایا کہ ''پھر ایسا ہوا تو ہم اس اُستاد کو مدرسہ سے الگ کر دینگے۔''

(سیرت المہدی، حصہ دوم، صفحہ 398)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر یہ بھی فرمایا کہ ''میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے۔'' (بعض دفعہ بعض باپوں کو سزائیں دینے کا بہت شوق ہوتا ہے) ''گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔'' (اپنے آپ کو حصہ دار بنانا چاہتا ہے) ''ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جرم کی حد سے سزا میں سے کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اُسے البتہ حق پہنچتا ہے۔'' (کہ اگر مغلوب نہ ہو، غصے میں نہ ہو بلکہ اگر اصلاح کی خاطر سزا دینی ہو تو اُسکو حق ہے) ''کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔'' (یا اُسکو معاف کر دے) ''مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزا وار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔''

پھر فرمایا کہ ''جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کیلئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرا لیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔''

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 308 تا 309، ایڈیشن 2003 قادیان)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا یہ بھی ایک حسین پہلو تھا کہ آپ علیہ السلام کسی عام نقصان کے ہو جانے پر بچوں کو سزا نہیں دیتے تھے بلکہ درگزر فرماتے تھے۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الحکم میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''محمود (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) چار ایک برس کا بچہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔ میاں محمود دیا سلائی لیکر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے تو کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسودات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھنے میں مشغول ہیں سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت علیہ السلام کو سیاق و سباق عبارت کو ملانے کیلئے کسی گزشتہ کاغذ کو دیکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس سے پوچھتے ہیں خاموش اس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے آخر ایک بچہ بول اٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے ہیں۔ عورتیں بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدنداں کہ اب کیا ہوگا اور درحقیقت عادتاً بری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہیئے تھا مگر حضرت صاحب علیہ السلام مسکرا کر فرماتے ہیں: ''خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی مرضی مصلحت ہوگی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔'' (سیرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جہاں دنیاوی تعلیم اور روزمرہ کی پڑھائی میں بدنی سزا کو ناجائز سمجھتے تھے وہیں دین کی حرمت و غیرت کے موقعہ پر آپ نے بدنی سزا دی بھی ہے تا کہ بچپن سے ہی بچوں میں دین کی عزت و حرمت اور دینی غیرت قائم رہے۔

حضرت امّ المومنین رضی اللہ عنہا ایسا ہی ایک واقعہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتی ہیں کہ: ''ایک دفعہ تمہارے بھائی مبارک احمد مرحوم سے بچپن کی بے پروائی میں قرآن شریف کی کوئی بے حرمتی ہوگئی۔ اُس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتنا غصہ آیا کہ آپ علیہ السلام کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ علیہ السلام نے بڑے غصہ میں مبارک احمد کے شانہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے اُس کے نازک بدن پر آپ علیہ السلام کی اُنگلیوں کا نشان اُٹھ آیا اور آپ نے اُس غصہ کی حالت میں فرمایا کہ اس کو اس وقت میرے سامنے سے لے جاؤ'' حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خاکسار عرض کرتا ہے مبارک احمد مرحوم ہم سب بھائیوں میں سے عمر میں چھوٹا تھا اور حضرت صاحب کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا۔ حضرت صاحب کو اس سے بہت محبت تھی چنانچہ اُس کی وفات پر جو شعر آپ نے کتبہ میں لکھے جانے کیلئے کہے اسکا ایک شعر یہ بھی ہے۔

جگر کا ٹکڑا مبارک احمد جو پاک شکل اور پاک خو تھا
وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے ہمارے دل کو حزیں بنا کر

لیکن اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن شریف کی بے حرمتی برداشت نہیں کی اور سزا ضروری سمجھی۔

(سیرت المہدی، حصہ دوئم، صفحہ 325)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا ایک حسین پہلو یہ بھی تھا کہ آپ آنحضور ﷺ کی سنت کی روشنی میں بعض مواقع پر سبق آموز کہانیاں سنا سنا کر اپنے اہل و عیال کی تربیت کیا کرتے تھے چنانچہ ایک موقع پر کثرت مہمانان کو دیکھ کر جب گھر میں کچھ پریشانی کے آثار آپ نے دیکھے تو آپ نے اہل و عیال کو یہ سبق آموز کہانی سنائی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جب میں 1901ء میں ہجرت کر کے قادیان چلا آیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو ساتھ لایا۔ ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جنکے واسطے جگہ کے انتظام کیلئے حضرت امّ المومنین حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پر ہے اب انکو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ چونکہ میں بالکل ملحقہ کمرے میں تھا اور کواڑوں کی ساخت پرانے طرز کی تھی جنکے اندر سے آواز بآسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی ہے۔ اس واسطے میں نے سارے قصہ کو سنا۔ فرمایا۔ دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہوگئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب کوئی بستی اُسے دکھائی نہ دی اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اُس درخت کے اوپر ایک پرندہ کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اُس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اُس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں ہم اپنا آشیانہ ہی توڑ کر نیچے پھینک دیں تا کہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا اس کو مسافر نے غنیمت جانا اور

ان سب لکڑیوں کو تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔تب درخت پر پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اُس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا۔اب ہمیں چاہئے کہ اسے کچھ کھانے کو بھی دیں۔اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں ہم خود ہی اس آگ میں جاگریں اور مسافر بھون کر ہمارا گوشت کھالے۔چنانچہ ان پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔‘‘ (ذکر حبیب،صفحہ 85 تا 87،مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تو یہ اپنے اہل وعیال کیلئے ہے حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کا طریق واسلوب نصیحت۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا ایک حسین پہلو یہ ہے کہ بچوں سے آپ علیہ السلام کی محبت محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوتی تھی۔حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:’’آپ بچوں کی خبر گیری اور پرورش اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہوگی۔اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے ہیں اور تیمارداری اور علاج میں اس قدر محو ہوتے ہیں کہ گویا اور کوئی فکر ہی نہیں مگر باریک بین دیکھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔اور خدا تعالیٰ کیلئے اسکی ضعیف مخلوق کی رعایت اور پرورش مدنظر ہے۔آپ علیہ السلام کی پلوٹھی بیٹی عصمت صاحبہ لدھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی آپ علیہ السلام اسکے علاج میں یوں دوا دہی کرتے کہ گویا اس کے بغیر زندگی محال ہے اور ایک دنیادار دنیا کی عرف اور اصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس سے زیادہ جانکاہی کرہی نہیں سکتا۔مگر وہ مرگئی تو آپ یوں الگ ہوگئے کہ گویا کوئی چیز تھی ہی نہیں اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی۔‘‘

اس طرح صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی علالت کے ایام میں ’’آپ علیہ السلام نے شبانہ روز اپنے عمل سے دکھایا کہ اولاد کی پرورش اور صحت کیلئے ہمارے کیا فرائض ہیں۔‘‘ (سیرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی)

بچوں کی تربیت کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں بچپن میں ہی قرآن مجید سکھانے اور چھوٹی عمر میں قرآن مجید ختم ہونے پر اُن کی تقریب آمین منعقد کرنے کی سنت بھی جاری فرمائی۔چنانچہ جماعت میں 1897ء سے یہ رواج ہے جب سے کہ آپ کے فرزند ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید ختم فرمایا تو حضور علیہ السلام نے ان کی تقریب آمین منعقد فرمائی۔جس کیلئے باہر سے بھی احباب کو دعوت دی گئی اور اس موقع پر حضور نے ایک پُرتکلف دعوت کا اہتمام فرمایا اور اس موقعہ کیلئے ایک نظم بھی لکھی جو ’’محمود کی آمین‘‘ کے نام سے مشہور ہے اور جس کے دو ابتدائی شعر اس طرح ہیں۔

تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا
صد شکر ہے خدایا، صد شکر ہے خدایا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اس سنت مبارکہ کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت میں قرآن مجید کی تعلیم وتربیت کا ایک باب کھول دیا۔الحمدللہ کہ اس طرح ہر گھر میں تربیت کا ایک اہم فریضہ ادا ہو رہا ہے۔

سامعین کرام!اب خاکسار اپنی تقریر کے آخر میں ہماری زندگی میں تربیت کے حوالہ سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم الشان فرمان حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ 2 رجولائی 2004ء سے جو خطبات مسرور کے صفحہ 462 تا 463 پر درج ہے پڑھ کر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہے۔حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’مردوں کی ایک سربراہ کی حیثیت سے یہ بھی ذمہ داری ہے کہ متقی بننے اور متقی خاندان کا سربراہ بننے کے لئے خود بھی نمازوں کی پابندی کریں۔رات کو اُٹھیں یا کم از کم فجر کی نماز کیلئے تو ضرور اُٹھیں،اپنی بیوی بچوں کو بھی اُٹھائیں۔جو گھر اس طرح عبادت گزار افراد سے بھرے ہونگے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اُسکی برکات کو سمیٹنے والے ہونگے۔لیکن یاد رکھیں کہ کوشش بھی اُس وقت بارآور ہوگی،اُس وقت کامیابیاں ملیں گی کہ جب دعا کے ساتھ یہ کوشش کر رہے ہونگے۔صرف اُٹھا کے اور ٹکریں مار کے نہیں بلکہ دعائیں بھی مسلسل کرتے رہیں۔اپنے لئے،اپنے بیوی بچوں کیلئے۔اس لئے اپنی نمازوں میں بھی اپنی بیوی بچوں کیلئے بہت دعائیں کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھائی ہے کہ اصلح لی فی ذُرِّیتی کہ میری بیوی بچوں کی اصلاح فرما۔اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔غرض اُن کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب،شدائد آجایا کرتے ہیں تو انکی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے۔اور اُنکے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔(ملفوظات،جلد پنجم،صفحہ 457 تا 456،2 رمارچ 1908ء)

پھر آپ نے فرمایا کہ میرا طریق کیا ہے کہ میں کس طرح دعائیں مانگا کرتا ہوں۔فرمایا کہ ’’میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔اوّل۔اپنے نفس کیلئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اُسکی عزت وجلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔دوم۔پھر اپنے گھر کے لوگوں کیلئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ العین عطا ہو۔اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں (یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے والے ہوں) سوم۔پھر اپنے بچوں کیلئے دعا مانگتا ہوں یہ سب دین کے خدام بنیں۔چہارم۔اپنے مخلص دوستوں کیلئے نام بنام۔پنجم۔اور پھر اُن سب کیلئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔(ملفوظات،جلداول،صفحہ 309،الحکم 17 رجنوری 1900ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں اپنے حقوق وفرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ہمارے بیوی بچوں کی طرف سے ہمارے لئے تسکین کے سامان پیدا فرمائے اور آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں اور نیکیوں پر قائم رہنے والے ہوں۔

......☆......☆......☆......

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2018

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مقبول دعاؤں کے ایمان افروز واقعات

(محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ قادیان)

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَتُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا وَصَلِّ عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ ؕ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۝ (سورۃ التوبہ:103)

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو
(کلام محمود)

قابل احترام صدر اجلاس و معزز سامعین!

خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے ”حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مقبول دعاؤں کے ایمان افروز واقعات۔“

سامعین کرام! جو آیت آپ نے سماعت فرمائی اسکا مطلب یہ ہے کہ اے رسول ان کے مالوں میں سے صدقہ لے تا کہ تو انہیں پاک کرے اور ان کی ترقی کے سامان مہیا کرے اور ان کیلئے دعائیں بھی کرتا رہ۔ کیونکہ تیری دعا انکی تسکین کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری دعاؤں کو بہت سننے والا اور حالات کو جاننے والا ہے۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ ”وَصَلِّ عَلَیۡہِمۡ اِنَّ صَلَاتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ“ تو ان کیلئے دعائیں بھی کرتا رہ کیونکہ تیری دعا ان کی تسکین کا موجب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ: ”خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولی ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔“ (شہادت القرآن، روحانی خزائن، جلد6، صفحہ 353)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ”مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے۔ کبھی وہ انکی دعائیں قبول کر لیتا ہے اور کبھی وہ اپنی مشیت ان سے منوانا چاہتا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے اور اس کی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اور پھر دوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اپنی بات اس سے منوانا چاہتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے۔ جیسا کہ ایک جگہ قرآن شریف میں مومنوں کی استجابت دعا کا وعدہ کرتا ہے اور فرماتا ہے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ یعنی تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور دوسری جگہ اپنی نازل کردہ قضاء وقدر پر خوش اور راضی رہنے کی تعلیم کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ...... پس ان دونوں آیتوں کو ایک جگہ پڑھنے سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ دعاؤں کے بارے میں کیا سنت اللہ ہے۔ اور رب اور عبد کا کیا باہمی تعلق ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 21)

پھر فرماتے ہیں کہ: ”لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ (الشعراء:4) یعنی کیا تو اس غم سے اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کفار کے ایمان لانے کیلئے اس قدر جانکاہی اور سوز وگداز سے دعا کرتے تھے کہ اندیشہ تھا کہ آنحضرت ﷺ اس غم سے خود ہلاک نہ ہو جائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کیلئے اس قدر غم نہ کر اور اس قدر اپنے دل کو دردوں کا نشانہ مت بنا کیونکہ یہ لوگ ایمان لانے سے لاپرواہ ہیں اور ان کے اغراض اور مقاصد اور ہیں۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد21، صفحہ 226)

یہاں پر یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ بعض اوقات ہمارے بھائی اور بہنیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنے کسی مقصد کے حصول کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں اور وہ دعا ان کی امید کے مطابق پوری نہیں ہوتی۔ ایسے احباب کیلئے عرض ہے کہ ان کو چاہیئے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں دعا کی التجاء کرتے چلے جائیں اور خود بھی درد دل سے دعائیں کرتے رہیں اور پھر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں اور اللہ تعالیٰ جو ہم سب کا محبوب ہے اسے مخاطب کرتے ہوئے یہ دعا کرتے رہیں کہ اے ہمارے سمیع الدعا خدا

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو
(کلام محمود، صفحہ 273)

سامعین کرام! اس کائنات کا پورا نظام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی چل رہا ہے۔ ہوائیں اور بارشیں، آندھیاں سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی چلتی ہیں۔ کسی قوم اور علاقے کیلئے بارش، رحمت بن کر برستی ہے۔ اور کسی کیلئے قوم نوح کی طرح عذاب بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوائیں چلتی بھی ہیں اور رکتی بھی ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ہواؤں، آندھیوں، بارشوں کو نہ چلانے پر قادر ہے اور نہ روکنے پر۔ بڑے بڑے طاقت ور ملکوں میں تباہ کن سیلاب اور آندھیاں آتی ہیں انکے سامنے اربابِ حکومت مکمل بے بس ہو جاتے ہیں اور ان کے تمام پروگرام اور منصوبے درہم برہم ہو جاتے ہیں۔

بسا اوقات جماعت احمدیہ کو بھی انہیں قدرتی اور موسمی حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور منتظمین یہ سمجھتے ہیں کہ بارش آندھی یا طوفان کی وجہ سے ان کے جماعتی پروگرام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں گے۔ ایسے حالات میں وہ اپنے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنی فکر و پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی درخواست کرتے ہیں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ اور ان آندھیوں اور بارشوں کو جماعت احمدیہ کی تقریبات میں خلل ڈالنے سے روک دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان آندھیوں کو اسی طرح حکم دیتا ہے جس طرح اس نے آگ کو حکم دیا تھا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا جانا تھا، اے آگ تو ٹھنڈی ہو اور اس کیلئے سلامتی کا باعث بن جا۔

آندھیوں اور بارشوں کے رکنے کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قبولیت دعا کے چند واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔

(1) 2004ء میں افریقہ کے دورہ کے دوران جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نائیجیریا سے بینین پہنچے اور مشن ہاؤس آمد ہوئی تو عصر کا وقت تھا۔ شدید موسلا دھار بارش ہو رہی تھی نماز کیلئے صحن میں مارکی لگائی گئی تھی جو چاروں طرف سے کھلی تھی اور بارش کی وجہ سے وہاں نماز پڑھنا محال تھا بلکہ کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔

حضور باہر تشریف لائے اور نماز کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ امیر صاحب نے عرض کیا کہ اس وقت تو شدید بارش ہے اور نماز کیلئے باہر مارکی لگائی ہوئی ہے۔ لیکن بارش کی وجہ سے مشکل ہو رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا دس منٹ بعد نماز پڑھیں گے۔ اسکے بعد حضور انور اندر تشریف لے گئے۔ ابھی دو تین منٹ ہی گزرے تھے کہ یکدم بارش تھم گئی۔ آسمان صاف ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے دھوپ نکل آئی اور اسی مارکی کے نیچے نماز کا انتظام ہو گیا۔ مقامی احباب اس نشان پر بہت حیران ہوئے ان کا کہنا تھا کہ یہاں بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے جاری رہتی ہے۔ حضور انور نے دس منٹ کہا تو یہ تین منٹ میں ہی ختم ہو گئی اور نہ صرف ختم ہوئی بلکہ بادل بھی غائب ہو گئے۔

(2) اسی طرح کینیڈا کے دورہ کے دوران جب کیلگری مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا تو ایک دن قبل امیر صاحب کینیڈا نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ موسمی ادارے نے خبر دی ہے کہ موسم شدید خراب رہے گا۔ بڑی شدید بارش ہے اور طوفانی ہوائیں چلیں گی۔ اور کل صبح مسجد کا سنگ بنیاد ہے۔ مہمان بھی آ رہے ہیں۔ امیر صاحب نے دعا کی درخواست کی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر توقف فرمایا، اور پھر فرمایا ”جس مسجد کا سنگ بنیاد ہم رکھنے جا رہے ہیں وہ خدا

کا ہی گھر ہے اور موسم بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔اس لئے اس کو خدا پر چھوڑ دیں۔اللہ فضل فرمائے گا۔‘‘

چنانچہ اگلے روز صبح بارش کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔بڑا خوشگوار موسم تھا۔سنگ بنیاد کی تقریب ہوئی۔قریباً دو گھنٹے کا پروگرام تھا۔تقریب سے فارغ ہو کر حضور انور جیسے ہی اپنی کار میں بیٹھے تو کار کا دروازہ بند ہوتے ہی اچانک شدید بارش شروع ہوگئی اور ساتھ تند و تیز ہوائیں چلنے لگیں جو مسلسل تین چار گھنٹے جاری رہیں۔یہ ایک نشان تھا جو حضور انور کی دعا سے وہاں ظاہر ہوا اور ہر شخص کا دل اس نشان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھا۔(الفضل دعا نمبر،28دسمبر 2015ء،صفحہ 43،45)

(3)2008ء میں بعض حالات کی وجہ سے جلسہ سالانہ قادیان دسمبر میں اپنی مقررہ تاریخوں میں منعقد نہیں ہو سکا تھا بلکہ 25، 26 اور 27 مئی 2009ء کو منعقد ہوا۔آخری روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب ہونا تھا۔مئی کا مہینہ پنجاب میں دھول آلودہ آندھیوں کا ہوتا ہے۔آخری اجلاس شروع ہوتے ہی تیز آندھی چلنی شروع ہوئی۔محکمہ موسمیات نے بھی تیز آندھی چلنے اور بارش ہونے کی اطلاع دی تھی۔جلسہ گاہ میں احمدی احباب کے علاوہ ہندو سکھ عیسائی دوست بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب سننے کیلئے جمع تھے۔آندھی تیز سے تیز تر ہوتی چلی جارہی تھی۔ایسا لگتا تھا جلسہ گاہ کی ہر چیز کو اڑا دے گی۔سب سے بڑا اندیشہ یہ تھا کہ بجلی اور ایم.ٹی.اے کے نظام میں خلل واقع ہو جائے گا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ساری صورتحال تحریر کر کے موسم کے سازگار ہونے کیلئے درخواست دعا کی گئی۔تلاوت و نظم کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کے شروع میں فرمایا کہ’’ قادیان سے اطلاع ملی ہے کہ ابھی وہاں پر تیز ہوائیں چل رہی ہیں۔دعا کریں کہ بخیر و عافیت جلسے کا اختتام ہو۔‘‘

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور دو تین منٹ میں آندھی رک گئی، موسم جو گرم تھا خوشگوار ہو گیا اور سامعین نے بڑے اطمینان و سکون سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب سنا،الحمد للہ علی ذلک۔اپنوں کے علاوہ ہندو سکھ دوستوں نے بھی اعتراف کیا کہ یہ حضور کی قبولیت دعا کا ایک نشان ہے۔

(4)حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ نصرہ العزیز کی قبولیت دعا کا ایک ایمان افروز واقعہ سرزمین گھانا سے تعلق رکھتا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب 2004ء میں غانا تشریف لے گئے تو ایک موقع پر سفر کے دوران حضور نے اہل غانا کو بشارت دی کہ گھانا کی زمین سے تیل نکلے گا۔چنانچہ جب 2008 میں حضور انور خلافت جوبلی کے موقع پر دوبارہ گھانا تشریف لے گئے تو غانا کے صدر مملکت نے ملاقات کے دوران حضور سے کہا کہ حضور کی ہمارے ملک کیلئے دعائیں قبول ہو رہی ہیں۔حضور نے اپنے گزشتہ دورہ کے دوران فرمایا تھا کہ گھانا کی زمین میں تیل ہے اور یہاں سے تیل نکلے گا۔حضور انور کی یہ دعا بڑی شان سے قبول ہوئی اور گزشتہ سال گھانا سے تیل نکل آیا۔

چنانچہ اس حوالہ سے گھانا کے مشہور نیشنل اخبار Daily Graphic نے اپنے 17 اپریل 2008ء کے شمارہ میں پہلے صفحہ پر حضور انور اور صدر غانا کی ملاقات کی رپورٹ شائع کرتے ہوئے لکھا’’ خلیفۃ المسیح نے اپنے دورہ گھانا 2004ء کے دوران گھانا میں تیل کی دریافت پر بڑے پُرزور طریق سے اپنے یقین کا اظہار کیا تھا اور یہی یقین گزشتہ سال حقیقت میں بدل گیا اور گھانا کی سرزمین سے تیل نکل آیا۔

(الفضل دعا نمبر،28دسمبر 2015ء صفحہ 43،45)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:’’اگر مردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر اسیر رہائی پا سکتے ہیں تو دعاؤں سے۔‘‘(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 234)

سامعین کرام!! اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے اسیروں اور قیدیوں کی رہائی کے سامان پیدا فرما دیئے۔اس سلسلے میں عرض ہے کہ:ایک دوست مظفر السعید تیونس کے رہنے والے ہیں،انہیں مذہبی رجحانات رکھنے کی بناء پر دہشت گردی کی دفعات لگا کر جیل میں ڈال دیا گیا اور پھر متعدد بار جیل سے رہائی اور قید کا سلسلہ جاری رہا جسکے دوران انہوں نے جماعت کے بارہ میں سنا اور تحقیق کے بعد مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔آخری بار جب انہیں جیل ہوئی تو یہ دل سے احمدی ہو چکے تھے،لہٰذا جیل جاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خط لکھ کر ارسال کر دیا کہ اگرچہ الزامات بہت سنگین ہیں لیکن دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے رہائی کے سامان فرمائے۔

خدا کی قدرت دیکھیں کہ محض سات ہفتوں کے بعد تیونس میں وہ انقلاب آیا جسکے بعد صدر تیونس کو ملک سے فرار ہونا پڑا۔اس موقع پر تمام قیدیوں نے بغاوت کر دی۔ان پر جیل کے محافظوں نے اندھا دھند فائرنگ کی۔یہ سلسلہ آٹھ گھنٹے تک جاری رہا جسکے نتیجہ میں سینکڑوں کی تعداد میں قیدی مارے گئے مظفر السعید صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری جیل میں رات کسی قیامت سے کم نہ تھی۔صبح ہونے پر سپاہیوں نے جیل کے دروازے کھول دیئے اور زندہ بچ جانے والے قیدیوں کو کہا کہ تم آزاد ہو۔

تین ماہ کے بعد ملکی حالات یکسر تبدیل ہو گئے اور ایک سرکاری حکم کے تحت تمام سیاسی قیدیوں کی معافی کا اعلان کر دیا گیا۔یوں محض خدا کے فضل سے میں بھی بغیر کسی خوف کے آزادی کی ہواؤں میں سانس لینے لگا۔شاید کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ میری رہائی اور بریت ملکی انقلابات کی وجہ سے ہوئی لیکن میری رائے اس سے مختلف ہے۔میں مکمل یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میری رہائی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا سے ہوئی ہے۔میں نے گرفتاری اور جیل جاتے ہوئے حضور انور کی خدمت میں دعا کا خط لکھا تھا۔چنانچہ ایک تو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر جیل میں ہونے والی اندھا دھند فائرنگ میں مجھے محفوظ رکھا، نیز جیل کے دروازے بھی کھل گئے۔رہائی کے بعد جب میں گھر پہنچا تو وہاں حضور انور کی طرف سے میرے خط کا جواب آیا ہوا تھا۔میں نے کھول کر پڑھا تو حضور انور نے تحریر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر رہائی عطا فرمائے۔یہ خط پڑھتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ میری رہائی خلیفۂ وقت کی قبولیت دعا کی وجہ سے ہوئی ہے۔نہ کہ کسی اور وجہ سے۔

سامعین کرام!! قمری مہینوں اور سالوں کو اسلام میں خاص عظمت حاصل ہے قمری لحاظ سے چودھویں صدی ہجری کے 26 ویں سال میں قرآن مجید اور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ارض قادیان میں 25 ربیع الثانی سن 1326 ہجری قمری کو خلافت اسلامیہ احمدیہ کا آغاز ہوا تھا۔سن 1426ء ہجری قمری میں اس عظیم الشان تاریخی واقعہ پر ایک صدی مکمل ہونے والی تھی چنانچہ سن 1426 ہجری قمری بمطابق 2005 کے شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان جلسہ سالانہ میں شرکت کا فیصلہ فرمایا اور پروگرام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان میں ایک ماہ قیام فرمانا تھا اور حضور انور نے یہ ہدایت فرمائی تھی کہ تمام خطابات و خطبات ایم. ٹی. اے قادیان کے ذریعہ براہ راست نشر ہوں گے۔اُس وقت تک قادیان سے براہ راست پروگرام نشر ہونے کا نہ کوئی انتظام تھا اور نہ ہی اسکا کوئی تصور تھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ہدایت موصول ہونے کے بعد جماعت کے منتظمین نے نئی دہلی کے قریب واقع شہر’’نوئیڈا‘‘ میں قائم ایک ٹی.وی براڈ کاسٹنگ کمپنی سے پروگرام نشر کرنے کے تعلق سے معاہدہ تو کر لیا۔مگر یہ نشریات حکومت ہند کی براڈ کاسٹنگ منسٹری (وزارت اطلاعات و نشریات) کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں تھیں اور اس لئے جولائی 2005 میں ہی اجازت نامہ کے حصول کیلئے درخواست دی جا چکی تھی۔کاروائی اور پیروی کرتے کرتے چھ ماہ سے زائد عرصہ گزر گیا مگر کوئی امید نظر نہ آئی تھی۔آخر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ قادیان تشریف لانے کیلئے لندن سے دہلی پہنچ گئے اور 15دسمبر 2005 کو حضور انور نے دہلی سے قادیان کیلئے روانہ ہونا تھا۔اس وقت تک وزارت اطلاعات و نشریات نے اجازت نہیں دی تھی۔یہ ساری صورتحال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے علم میں لائی گئی۔حضور انور نے قادیان روانگی سے ایک دن قبل فرمایا:’’میں اُس وقت تک قادیان نہیں جاؤں گا جب تک پروگرام live نشر کرنے کی اجازت نہیں ہو جاتی۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے جو مالک الملک اور وکیل و کارساز ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا کو قبول فرمایا۔اس نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ اُسی روز شام پانچ بجے اجازت نامہ مل گیا اور تمام خطابات و خطبات پہلی مرتبہ قادیان سے MTA پر براہ راست نشر ہوئے۔اجازت دینے والوں کے دلوں میں اجازت نامہ دینے کی تحریک پیدا کرنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی ایسا محض حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی بدولت ہی ممکن ہو سکا۔الحمد للہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے بیماروں کی شفایابی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول درج فرمایا ہے کہ وَإِذَا

مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ (الشعراء:81) جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ دنیا کے ڈاکٹر، طبیب اور معالج علاج اور دوا تو دے سکتے ہیں، مگر شفا دینا ان کے بس کی بات نہیں۔ شفا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی دے سکتی ہے۔ واقعات گواہ ہیں کہ ڈاکٹروں نے بعض مریضوں کو لا علاج قرار دے دیا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے وہ شفایاب ہو گئے۔

سامعین کرام!! فلسطین کے عمر ابو عرقوب صاحب نے بتایا کہ پانچ ڈاکٹروں نے ان کی بیماری کے بارے میں تحقیق کی اور وہ اس نتیجے میں پہنچے کہ انہیں کینسر ہو گیا ہے۔ جو انتڑیوں سے معدہ میں اور پھیپھڑوں تک پھیل گیا ہے اور ڈاکٹروں نے بتایا صرف تین ماہ تک زندہ رہنے کے آثار ہیں۔

عمر ابو عرقوب صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی بیٹی کو اس خطرناک بیماری کا علم ہوا تو اس نے محترم محمد شریف عودہ صاحب سے جو کہ کبابیر سے لندن گئے ہوئے تھے بذریعہ ٹیلی فون رابطہ کیا اور انہوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں شفایابی کیلئے عاجزانہ درخواست دعا کی اور پیارے آقا نے میری شفایابی کیلئے دعا کی۔

ادھر ڈاکٹروں نے مجھے بمقام ظاہریہ فلسطین سے القدس کے ایک فرانسیسی ہسپتال میں کینسر سپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس بھجوا دیا۔ انہوں نے ضروری چیک اپ کروائے اور رپورٹ دیکھنے کے بعد کہا کہ آپ مکمل طور پر شفایاب ہو گئے ہیں اور کینسر کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا۔

عمر ابو عرقوب صاحب نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کو میرے حق میں قبول فرمایا اور مجھے شفاء کامل و عاجل عطا فرمائی۔ الحمد للہ علی ذلک۔

افریقہ کے ملک نائیجر میں ہمارے مربی صغیر احمد صاحب قمر سخت بیمار ہو گئے۔ ان کے برین میں Clot آنے کی وجہ سے بیماری اس حد تک بڑھ گئی کہ قومہ میں چلے گئے۔ اسی حالت میں تین چار دن گزر گئے۔ انکی صحت کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں روزانہ رپورٹ پیش ہوتی۔ حضور انور ان کی کامل شفایابی کیلئے دعائیں کر رہے تھے۔ ایک روز حضور انور نے فرمایا کہ ان کو ایک ہومیوپیتھی دوائی فوری طور پر دی جائے۔ چنانچہ ہمسایہ ملک بورکینا فاسو سے ہمارے ایک ڈاکٹر یہ دوائی لے کر وہاں پہنچے اور خود انتہائی نگہداشت وارڈ میں جا کر یہ دوائی ان کے ہونٹوں پر لگائی۔

ڈاکٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ جونہی دوائی ان کے ہونٹوں پر لگائی تو ان کے جسم نے حرکت کی۔ پھر کچھ دیر بعد آنکھیں کھول دیں اور اگلے روز پوری طرح ہوش میں آ گئے اور اٹھ کر بیٹھ گئے الحمد للہ۔ خلیفۂ وقت کی دعا سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔

مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ عصر حاضر میں اللہ تعالیٰ دعائیں قبول نہیں کرتا۔ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو چاہئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلیفہ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے شفایاب ہونے والوں کے واقعات کا مطالعہ کریں تو انہیں علم ہو جائے گا کہ جن مریضوں کو ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ یہ چند دنوں کا مہمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ ایدہ اللہ کی دعاؤں کو ان کے حق میں قبول فرمایا اور ایک طرح سے مردوں کو دوبارہ زندگی عطا فرما دی۔

قبولیت دعا کا نشان

جلسہ سالانہ جرمنی میں بلغاریہ کے ایک مخلص نو احمدی دوست Etem صاحب اپنی فیملی کے ہمراہ شامل ہوئے۔ موصوف نے چند سال قبل عیسائیت سے اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن انکی بیوی نے بیعت نہیں کی تھی۔ ان کی اہلیہ کا کہنا تھا کہ میری تین بیٹیاں ہیں اگر مجھے بیٹا مل جائے تو میں بھی احمدی ہو جاؤں گی۔ موصوفہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کیلئے لکھا۔ اگلے سال جب وہ دوبارہ جلسہ سالانہ میں آئیں تو سات ماہ کی حاملہ تھیں۔ ملاقات کے دوران انہوں نے بچے کا نام رکھنے کی درخواست کی تو حضور انور نے صرف لڑکے کا نام ''جاہد'' تجویز فرمایا۔

جلسہ سالانہ سے واپس جا کر موصوفہ نے مربی صاحب سے کہا کہ ڈاکٹرز نے بتایا ہے کہ لڑکی ہے اس لئے حضور انور کی خدمت میں دوبارہ درخواست کریں کہ لڑکی کا نام تجویز فرمائیں۔

اس پر مربی صاحب نے کہا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ اگر بیٹا ہو تو احمدی ہو جاؤں گی۔ اور حضور انور نے بھی صرف بیٹا کا نام تجویز فرمایا ہے۔ اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ بیٹا ہی ہوگا۔ ڈاکٹر جو چاہیں کہیں۔ انکی مشین جو چاہے ظاہر کرے لیکن اب آپ کا بیٹا ہی ہوگا کیونکہ خلیفۃ المسیح نے بیٹے کا نام رکھا ہے۔

چنانچہ جب بچہ کی پیدائش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے سے ہی نوازا۔ وہ جلسہ سالانہ کے موقع پر اس بیٹے کو ساتھ لے کر آئی تھیں اور لوگوں کو بتا رہی تھیں کہ دیکھو یہ خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کا نشان ہے۔

(الفضل دعا نمبر، 28 / دسمبر 2015ء صفحہ 43 تا 45)

سامعین کرام! تقسیم ملک کے وقت مشرقی پنجاب سے جماعت احمدیہ کا بہت بڑا حصہ ہجرت کر کے مغربی پنجاب جانے پر مجبور ہو گیا، جسکی وجہ سے مشرقی پنجاب میں موجود جماعت کے بعض مقدس اور تاریخی مقامات احمدی آبادیوں سے عارضی طور پر خالی ہو گئے۔ انہی میں سے ایک دار البیعت لدھیانہ تھا۔ یہ وہ تاریخی مقدس مقام ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 23 / مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ تاریخی مکان صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملکیت تھی اور ہے۔ مگر جب وہاں کوئی احمدی آبادی نہ رہی تو یہ مکان بھی خالی رہ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک غیر مسلم دوست کو انکی درخواست پر دار البیعت معمولی کرائے پر رہائش کیلئے، اس شرط پر دے دیا گیا کہ وہ اپنی رہائش کا جلد از جلد کسی اور جگہ انتظام کر لیں۔ اور دار البیعت کو خالی کر کے جماعت کے سپرد کر دیں، مگر انہوں نے وعدہ خلافی کی اور ایسا نہ کیا، وقت گزرتا گیا۔ مجبوراً صدر انجمن احمدیہ کو انخلاء کیلئے عدالت کی طرف رجوع کرنا پڑا اور کم و بیش تیس (30) سال سے یہ مقدمہ چل رہا تھا اور عدالت کی طرف سے فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے جماعت دار البیعت سے محروم تھی۔ دسمبر 2005ء کے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان تشریف لائے حضور انور سے ایک ذاتی ملاقات کے دوران خاکسار (محمد حمید کوثر) نے دار البیعت کے انخلاء کیلئے دعا کی درخواست کی اور عرض کیا حضور! اب تو حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اس میں رہنے والے جماعت کے افراد کو بھی دعا کرنے کیلئے اندر جانے کی اجازت نہیں دیتے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا مجھ سے پہلے بھی کچھ دوستوں نے اس سلسلے میں بات کی ہے۔ اسکے بعد حضور انور کچھ دیر خاموش رہے اور بعد ازاں فرمایا:

''انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا''

حضور انور کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ دعائیہ کلمات بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوئے اور افضال الٰہیہ کے نزول کا سلسلہ شروع ہوا اور انخلاء کے راستے میں حائل روکاوٹیں ایک کے بعد دوسری دور ہونا شروع ہو گئیں۔ فریق مخالف مقدمہ ہار گیا۔ اسکے باوجود جماعت نے ان کے ساتھ احسان کا سلوک کیا اور ایک خطیر رقم ان کو دی تا کہ وہ کہیں اور اپنی رہائش کا انتظام کر لیں اور یہ کوشش کی کہ وہ ناراض ہو کر دار البیعت سے نہ نکلیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور توجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو صلح کی طرف مائل کیا اور وہ اپنی مرضی سے شکریہ ادا کرتے ہوئے دار البیعت سے چلے گئے اور ان کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے رہائش کا بہتر انتظام کر دیا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مؤرخہ 15 / جنوری 2006 میں قادیان سے روانہ ہوئے اور روانگی کے صرف ایک ماہ بعد 15 / فروری 2006ء کو دار البیعت کا قبضہ لینے کیلئے بات شروع ہو گئی اور پھر جلد ہی صدر انجمن احمدیہ کو دار البیعت مل گیا۔ یہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا ہی نتیجہ تھا کہ 59 سال کے بعد دار البیعت جماعت کو مل گیا اور اسے زائرین کیلئے دعائیں کرنے اور نمازوں کی ادائیگی کیلئے کھول دیا گیا اور الحمد للہ اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسند خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے قبولیت دعا کے بعض واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ میری عمر اس وقت سترہ سال کی ہوگی کہ مجھے اپنے والد حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم و مغفور سے کچھ چاہئے تھا لیکن میں براہ راست ان سے مانگنا نہیں چاہتا تھا لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ وہ میرے والد صاحب کے دل میں یہ خیال پیدا کر دے کہ وہ میرا مطالبہ پورا کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول کیا اور بیس پچیس منٹ کے بعد میرے والد صاحب نے مجھے بلایا اور میری خواہش پوری کر دی۔ الحمد للہ علی ذلک۔

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے تو وہ یقیناً دعاؤں کو قبول کرتا

ہے۔حضور انور نے فرمایا ایک مرتبہ زمانہ طالب علمی میں میرا حساب کے مضمون کا امتحان تھا اور میں نے اس میں کچھ اچھا نہیں کیا تھا اور امتحان ہال سے باہر آتے ہوئے مجھے خیال ہوا کہ شاید میں فیل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ میں نے خوب دعائیں کیں تا کہ کسی طرح پاس ہو جاؤں۔ ربوہ کی مسجد مبارک کے ایک کونے میں ایک روز میں نے بہت دعا کی وہ دعائیں میرے دل سے نکلی تھیں اور ان دعاؤں سے مجھے یقین ہو چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قبول کر لیا ہے اور میں امتحان میں پاس ہو جاؤں گا اور جب نتیجہ نکلا تو میں غیر متوقع طور پر امتحان میں پاس ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایجوکیشن بورڈ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ طلباء کو کچھ رعایتی نمبر دیئے جائیں اور یہی وہ زائد نمبرات تھے جن کی بدولت میں پاس ہو گیا۔

سامعین کرام! حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات تو بہت ہیں وقت کی رعایت سے چند واقعات ہی بیان کئے جا سکے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ عصر حاضر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی وہ وجود ہیں جن کی اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ افراد جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''پس یاد رکھیں کہ دعا ایک زبردست ہتھیار ہے اور اسکی عظیم الشان برکات ہیں۔ اس لئے اپنے ہر کام میں کامیابی کیلئے دعاؤں پہ زور دیں اور اپنی دعاؤں کا دائرہ وسیع کریں۔ آپ اپنی دعاؤں میں اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کیلئے دعائیں کریں۔ خلافت کے استحکام اور جماعت کی ترقی کیلئے دعائیں کریں۔ امت کیلئے دعائیں کریں اپنے ملک کی سلامتی اور ہر قسم کی خوشحالی کیلئے دعائیں کریں۔ اپنے اہل و عیال کو بھی دعا کی برکات سے آگاہ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو مقبول دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (روزنامہ الفضل ربوہ مؤرخہ 28/ دسمبر 2015ء صفحہ 3)

......☆......☆......☆......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدّجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اِس نے ہیں اُتارے
مَیں جاؤں اِس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دِل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اُس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

❀❀❀

اخبار بدر کے شماروں کی حفاظت کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی یادگار اخبار ''اخبار بدر'' 1952 سے لگاتار قادیان دارالامان سے شائع ہو رہا ہے، اور احباب جماعت کی دینی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے۔ اس میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات و تحریرات کے علاوہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات جمعہ و خطابات، روح پرور پیغامات، خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب اور حضور پر نور کے دورہ جات کی نہایت ایمان افروز اور دینی و دنیاوی علم کے خزانوں سے بھرپور رپورٹس شائع ہوتی ہیں۔ ان کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعہ اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کے حصول کے لیے اخبار بدر کے شماروں کو حفاظت کے ساتھ اپنے پاس محفوظ رکھنا ہم سب کی اہم ذمہ داری ہے۔

دینی تعلیم و تربیت پر مشتمل یہ مقدس اخبار تقاضا کرتا ہے کہ اس کا احترام کیا جائے۔ لہٰذا اس کو ردّی میں فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر اس کو سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں تا کہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ان امور کو ملحوظ رکھیں گے۔ (ادارہ)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیدار رہی اور آگ اس آنکھ پر بھی حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے آنسو بہاتی ہے

(سنن دارمی، کتاب الجہاد)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم جے وسیم احمد صاحب مرحوم (چنتہ کنٹہ)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا اس کا جواب دینے کیلئے اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دے گا تا کہ مَیں اس کے سلام کا جواب دے سکوں

(ابوداؤد، کتاب المناسک)

طالب دعا: افراد خاندان و فیملی مکرم ایڈووکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم، حیدر آباد

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2018

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام - ضرورت زمانہ اور تائیداتِ سماویہ کی روشنی میں

(منصور احمد مسرور، ایڈیٹر ہفت روزہ اخبار بدر)

قابل احترام صدر جلسہ اور معزز سامعین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جیسا کہ آپ نے سماعت فرمالیا ہے، خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے ’’صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ضرورت زمانہ اور تائیداتِ سماویہ کی روشنی میں‘‘

خاکسار تقریر کے پہلے حصے یعنی ضرورتِ زمانہ کے متعلق اختصار کے ساتھ کچھ عرض کرتا ہے۔ معزز سامعین! چودھویں صدی کا زمانہ اسلام کیلئے اس قدر آفات و مصائب کا زمانہ تھا کہ جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں پائی گئی۔ دو طور سے اسلام کو سخت مشکلات کا سامنا تھا۔ ایک اندرونی طور پر کہ مسلمان اسلام سے بالکل دُور جا پڑے تھے اور دوسرے بیرونی طور پر کہ دیگر مذاہب بڑی شدت سے اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ جہاں تک اندرونی مصائب کا سوال ہے مسلمانوں کی عملی و اعتقادی حالت بالکل تباہ ہوگئی۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ سے دُور کا بھی واسطہ نہ رہا۔ قرآن کو مہجور کی طرح چھوڑ دیا۔ لاکھوں ہیں جو کلمہ تک نہیں جانتے۔ اعتقاد کا یہ حال ہے کہ اللہ اور اسکے رسولوں اور اسکے فرشتوں اور قرآن کریم کے متعلق ایسے ایسے عقائد بنالئے گئے ہیں کہ اسلام کی صورت ہی مسخ ہوکر رہ گئی۔ علماء اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے میں لگے ہوئے ہیں، عوام وحشیوں کی طرح ہوگئی۔ اُمراء عیاشیوں میں اور حکام خیانت میں مصروف ہوگئے۔ اخلاق فاضلہ جو مسلمانوں کا ایک خاص امتیاز ہوتا تھا، آج ان سے بہت دُور جا چکا ہے۔ ’’آج یہ سوال نہیں رہا کہ لوگوں نے کونسی بات اسلام کی چھوڑی ہے بلکہ سوال یہ پیدا ہوگیا ہے کہ اسلام کی کونسی بات مسلمانوں میں باقی رہ گئی ہے۔‘‘

جہاں تک بیرونی مصائب کا سوال ہے ہر طرف سے اسلام اعتراض کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ لاکھوں اعتراضات اسلام پر ہو رہے ہیں اور کروڑوں کی تعداد میں کتابیں شائع کی گئیں۔ مسلمان ممالک ایک طرف آپس میں برسرپیکار ہیں تو دوسری طرف ہر ملک اندرونی فتنہ و فساد کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ عوام حکومت کے خلاف اور حکومت عوام کے خلاف۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اَے حق کے طالبو سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں اسلام کے لئے آسمانی مدد کی ضرورت تھی......کیا ابھی تک تم نے معلوم نہیں کیا کہ کن کن آفات نے اِسلام کو گھیرا ہوا ہے ...... کس قدر لوگ اسلام سے نکل گئے، کس قدر عیسائیوں میں جا ملے، کس قدر دہریہ اور طبعیہ ہوگئے اور کس قدر شرک اور بدعت نے توحید اور سنّت کی جگہ لے لی، اور کس قدر اسلام کے ردّ کیلئے کتابیں لکھی گئیں اور دنیا میں شائع کی گئیں۔ سو تم اب سوچ کر کہو کہ کیا اب ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس صدی پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حملوں کا مقابلہ کرتا......ذرہ نظر اٹھا کر دیکھو کہ اسلام کو کس درجہ پر بلاؤں نے مجبور کر لیا ہے اور کیسے چاروں طرف سے اسلام پر مخالفوں کے تیر چھوٹ رہے ہیں اور کیسے کروڑہا نفسوں پر اس زہر نے اثر کر دیا ہے۔ یہ علمی طوفان یہ عقلی طوفان یہ فلسفی طوفان یہ مکر اور منصوبوں کا طوفان یہ فسق اور فجور کا طوفان یہ لالچ اور طمع دینے کا طوفان یہ اباحت اور دہریت کا طوفان یہ شرک اور بدعت کا طوفان جو ہے ان سب طوفانوں کو ذرہ آنکھیں کھول کر دیکھو اور اگر طاقت ہے تو ان مجموعہ طوفانات کی کوئی پہلے زمانہ میں نظیر بیان کرو۔

(آئینہ کمالات اسلام، صفحہ 251)

معزز سامعین! ضرور تھا کہ ایسے وقت میں، شدید ضرورت کے وقت، مسلمانوں کی رہنمائی اور انکی ہدایت کیلئے امام مہدی و مسیح موعود کا نزول ہوتا جس کی خوشخبری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں دی تھی کہ اَے مسلمانو! تمہاری خوشی کا کیا عالم ہوگا جب مسیح ابن مریم تم میں نازل ہونگے۔ اور جس کے ذریعہ سے اسلام کے عالمگیر غلبہ کی خبر اللہ اور اس کے رسول نے اپنی اُمّت کو دی۔ تمام بزرگانِ دین متفق تھے کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں آئے گا۔ پس اللہ اور اس کے رسول کی پیشگوئی اور بزرگانِ اُمت کے رؤیا وکشوف کے مطابق عین چودھویں صدی کے شروع میں، اور عین ضرورت کے وقت، اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ سے انتہائی رحم و کرم کا سلوک فرماتے ہوئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو امام مہدی و مسیح موعود کر کے مبعوث فرمایا۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایسے وقت میں مَیں ظاہر ہوا ہوں کہ جب کہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا ...... میرے لئے ضروری نہیں تھا کہ میں اپنی حقیت کی کوئی اَور دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے۔ (ضرورۃ الامام، رُوحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 495) مَیں تمام اُن لوگوں کیلئے بھیجا گیا ہوں جو زمین پر رہتے ہیں خواہ وہ ایشیا کے رہنے والے ہیں اور خواہ یورپ کے اور خواہ امریکہ کے۔ (تریاق القلوب، رُوحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 515) نہ صرف یہ کہ میں اِس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے۔ (پیغام صلح، رُوحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 486) اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جسکا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بیشمار رُوحیں اُسکے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پالیا۔ اب اُسکی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اُس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اِسکو بار بار بیان کروں گا اور اِسکے اظہار سے مَیں رُک نہیں سکتا کہ مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کیلئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔

(فتح اسلام، رُوحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 7)

......☆......☆......☆......

معزز سامعین! اب خاکسار اپنے مضمون کے دوسرے حصے کی طرف آتا ہے یعنی صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تائیداتِ سماویہ کی روشنی میں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر تقریباً چالیس سال تھی، اللہ تعالیٰ نے آپکو الہاماً فرمایا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ آسمانی تائید و نصرت کا یہ پہلا الہام تھا۔ اس کے بعد پے در پے تائید و نصرت کے الہامات ہوئے فتح و ظفر کا وعدہ دیا گیا۔ اور پھر پوری زندگی اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ کی عظیم الشان تائید و نصرت فرمائی۔

خاکسار تائیداتِ سماویہ میں سے ایک عظیم الشان تائید و نصرت کا ذکر کرتا ہے اور وہ ہے چاند اور سورج گرہن کا نشان۔ سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ جب ہمارا مہدی، سچا مہدی دعویٰ کرے گا تو اس کی صداقت کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ اس کیلئے چاند اور سورج گرہن کا نشان ظاہر فرمائے گا۔ جب سے کہ زمین و آسمان کو اللہ نے پیدا کیا ہے کبھی کسی مدعی نبوت کی صداقت کیلئے یہ نشان ظاہر نہیں ہوا۔ چاند کو اس کی مقررہ تاریخوں میں سے پہلی تاریخ کو گرہن لگے گا اور سورج کو اس کی مقررہ تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کو۔ معزز سامعین! سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1889 میں بیعت کا آغاز فرمایا اور جماعت کی بنیاد رکھی۔ ٹھیک پانچ سال بعد یعنی 1894 میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی صداقت کی تائید میں چاند اور سورج گرہن کا نشان ظاہر فرمایا۔ 1894ء کو یہ گرہن ایشیا، یورپ اور افریقہ میں ظاہر ہوا۔ اور اگلے سال 1895 میں امریکہ میں ظاہر ہوا۔

معزز سامعین! اُن دنوں لوگ کہا کرتے تھے کہ مسلمان برباد ہوچکے ہیں۔ چودھویں صدی شروع ہوچکی ہے، امام مہدی ظاہر ہونے والا ہے۔ گھر گھر امام مہدی کے ظہور کا چرچا تھا۔ جب یہ نشان ظاہر ہوا تو صدہا نیک لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہوگئے۔ ایک طرف احمدیوں میں اور قادیان میں جشن کا ماحول تھا تو دوسری طرف مخالفین پریشانی اور صدمہ کی حالت میں تھے۔ علماء سخت ذلّت و رُسوائی محسوس کر رہے تھے کہ مرزا غلام احمد مسیح و مہدی کا دعویدار میدان میں کھڑا ہے، اور اس کیلئے کسوف و خسوف کا نشان ظاہر ہوگیا۔ ایک شخص نے ایک مولوی سے کسوف و

خسوف کی حدیث کے بارے میں دریافت کیا۔ مولوی نے کہا کہ حدیث تو صحیح ہے مگر مرزا صاحب کے پھندے میں نہ پھنس جانا۔ مخالف علماء سخت پریشانی کے عالم میں تھے کہ اب تو لوگوں نے مرزا صاحب کو مان لینا ہے۔

معزز سامعین! مخالف علماء کے پاس اسکے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ حدیث کو شکوک و شبہات کے دائرہ میں لائیں اور اس پر اعتراضات کریں۔ ایک اعتراض اُنہوں نے یہ کیا کہ حدیث موضوع ہے۔ اسکے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر کسی جلیل الشان محدّث کی کتاب سے اس حدیث کا موضوع ہونا ثابت کر سکو تو ہم فی الفور ایک سو روپیہ بطور انعام تمہاری نذر کریں گے جس جگہ چاہو امانتاً پہلے جمع کرا لو۔ ورنہ خدا سے ڈرو جو میرے بغض کیلئے صحیح حدیثوں کو جو علمائے ربّانی نے لکھی ہیں موضوع ٹھہراتے ہو۔''

(تحفہ گولڑویہ رخ جلد 17 صفحہ 133، 134)

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا کہ چاند گرہن رمضان کی پہلی رات میں نہیں ہوا بلکہ تیرھویں رات میں ہوا اور سورج گرہن رمضان کی پندرھویں تاریخ کو نہیں ہوا بلکہ 28 تاریخ کو ہوا۔ اسکے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''دُنیا جب سے پیدا ہوئی ہے چاند گرہن کیلئے تین راتیں خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں مقرر ہیں۔ یعنی تیرھویں چودھویں پندرھویں......اور سورج کے گرہن کیلئے تین دن خدا کے قانون قدرت میں مقرر ہیں۔ یعنی قمری مہینے کا ستائیسواں اٹھائیسواں اور انتیسواں دن۔'' (حقیقۃ الوحی رخ جلد 22 صفحہ 203)

پس چاند کے گرہن کا پہلا دن ہمیشہ تیرھویں تاریخ سمجھا جاتا ہے۔ اور سورج کے گرہن کا بیچ کا دن ہمیشہ مہینہ کی 28 تاریخ۔ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 139)

معزز سامعین! جس طرح ابوالحکم ابوجہل بن گیا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں علماء کو اللہ تعالیٰ نے جہلا بنا دیا۔ اوّل انہوں نے قانون قدرت کے خلاف مطالبہ کیا کہ پہلی رات کے چاند کو گرہن لگنا چاہئے تھا۔ دوسرے انہوں نے حدیث کے لفظ قمر پر غور نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حدیث میں ہلال کا نہیں بلکہ قمر کا لفظ ہے۔ اور تین دن تک چاند کو ہلال کہتے ہیں اور اسکے بعد قمر بولا جاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''یہ وہ امر ہے جس پر تمام اہل عرب کا اس زمانہ تک اتفاق ہے اور کوئی اہل زبان میں سے اسکا مخالف نہیں اور نہ انکاری......اگر تجھے شک ہو تو قاموس اور تاج العروس اور صحاح اور ایک بڑی کتاب مسمّی لسان العرب اور ایسا ہی تمام کتبِ لغت اور ادب اور شاعروں کے شعر اور قدماء کے قصیدے غور سے دیکھ اور ہم ہزار روپیہ انعام تجھ کو دیں گے اگر تو اس کے برخلاف ثابت کر سکے۔ پس تُو سید الانبیاء کے کلام اور امام البُلغاء کے کلموں کو ان کے اصل معنوں سے مت پھیر اور اَے مسکین خدا تعالیٰ سے ڈر اور اُس کامل کی شان میں دلیری مت کر جو عجم اور عرب سے زیادہ فصیح اور شرق و غرب میں مقبول ہے......تمہیں کیا ہو گیا جو تم اللہ اور رسول کی عزت کو نہیں دیکھتے۔

(نور الحق، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 198)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: جب سے دُنیا بنی ہے کسی مدعی نبوت کے لئے یہ نشان ظاہر نہیں ہوا۔ اگر کوئی ایسا ثبوت پیش کرے تو اس کیلئے آپ نے ایک ہزار روپے کا انعام مقرر فرمایا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

کیا تم اس کی نظیر پہلے زمانوں میں سے کسی زمانہ میں پیش کر سکتے ہو؟ کیا تم کسی کتاب میں پڑھتے ہو کہ کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور پھر اس کے زمانہ میں رمضان میں چاند اور سورج کا گرہن ہوا جیسا کہ اب تم نے دیکھا۔ پس اگر پہچانتے ہو تو بیان کرو اور تمہیں ہزار روپیہ انعام ملے گا اگر ایسا کر دکھاؤ۔ پس ثابت کرو اور یہ انعام لے لو......اور اگر تم ثابت نہ کر سکو اور ہرگز ثابت نہ کر سکو گے تو اُس آگ سے ڈرو جو مفسدوں کیلئے طیار کی گئی ہے۔

(نور الحق، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 212)

☆......☆......☆

معزز سامعین! خاکسار ایک اور عظیم الشان تائید کا ذکر کرتا ہے اور وہ ہے پیشگوئیاں۔ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نشانات اور معجزات سے بھری ہوئی پیشگوئیاں عطا کیں جو آپؑ کی صداقت کا عظیم الشان نشان ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: نشانات نبوت میں عظیم الشان نشان اور معجزہ، پیشگوئیوں کو قرار دیا گیا ہے......پیشگوئیوں کے برابر کوئی معجزہ نہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے ماموروں کو ان کی پیشگوئیوں سے شناخت کرنا چاہئے۔ (لیکچر لدھیانہ، رُوحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 256)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہزاروں پیشگوئیاں عطا فرمائیں۔ آپؑ نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں 75، نزول المسیح میں 150، اور حقیقۃ الوحی میں 208 پیشگوئیاں بطور نشانات و معجزات اور آسمانی تائیدات کے نمونۃً درج فرمائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر آپ میری کتاب ''نزول المسیح'' کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ خدا نے نشانوں کے دکھلانے میں کوئی فرق نہیں کیا......جس طرح زمین کا ایک بڑا حصّہ سمندر سے بھرا ہوا ہے ایسا ہی یہ سلسلہ خدا کے نشانوں سے بھر گیا۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں کوئی نہ کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔ (تجلیات الٰہیہ، رُوحانی خزائن جلد 20، صفحہ 411)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: مَیں کہتا ہوں کہ مومن کیلئے تو ایک شہادت بھی کافی ہے۔ اُسی سے اُس کا دل کانپ جاتا ہے۔ مگر یہاں تو ایک نہیں صدہا نشان موجود ہیں بلکہ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس قدر ہیں کہ مَیں اُنہیں گن نہیں سکتا۔ (لیکچر لدھیانہ، رُوحانی خزائن جلد 20 صفحہ 257)

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نشانات پر نشانات دکھائے مگر مخالفین نے انکار پر انکار کیا۔ مباحثہ مُد میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بڑی ہی بے شرمی سے یہ جھوٹ بولا کہ مرزا صاحب کی ساری پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی جھوٹ بولے جسکے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب اعجاز احمدی تالیف فرمائی۔ مولوی ثناء اللہ کی دروغ گوئی کے جواب میں آپؑ نے لکھا: اگر یہ سچے ہیں تو قادیان میں آ کر کسی پیشگوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیشگوئی کیلئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا اور آمد و رفت کا کرایہ علیحدہ۔ (اعجاز احمدی، رُوحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 118) فرمایا: یاد رہے کہ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ سو پیشگوئی مَیں نے لکھی ہے تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائیں گے اور در بدر گدائی کرنے سے نجات ہوگی۔ بلکہ ہم اور پیشگوئیاں بھی معہ ثبوت ان کے سامنے پیش کر دیں گے۔ اور اِسی وعدہ کے موافق فی پیشگوئی سو روپیہ دیتے جائیں گے۔ اِس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔ پس اگر مَیں مولوی صاحب موصوف کیلئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لوں گا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا۔ وہ سب اُن کی نذر ہوگا۔ جس حالت میں دو دو آنہ کیلئے وہ در بدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مُردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے ایک لاکھ روپیہ حاصل ہو جانا اُن کیلئے ایک بہشت ہے۔ لیکن اگر میرے اِس بیان کی طرف توجہ نہ کریں اور اس تحقیق کیلئے بپابندی شرائط......قادیان میں نہ آئیں تو پھر لعنت ہے اُس لاف و گزاف پر جو اُنہوں نے موضع مُد میں مباحثہ کے وقت کی اور سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا۔ (اعجاز احمدی، رُوحانی خزائن جلد 19، صفحہ 132)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی......اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اس کو نہیں ملے گی جسکی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی......میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزارہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں، جنکے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ اُنکی نظیر اگر گزشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور جگہ اُن کی مثل نہیں ملے گی۔

(کشتی نوح، رُوحانی خزائن جلد 19 صفحہ 6)

آپؑ فرماتے ہیں: جس قدر خدا......نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بارِ ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ (حقیقۃ الوحی، رُوحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 406)

آپؑ فرماتے ہیں: اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا بالمقابل امتحان ہو کہ کس کو خدا غیب کی خبریں دیتا ہے......اور کس کیلئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی غالب رہوں گا۔ (حقیقۃ الوحی، رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 181)

آپؑ فرماتے ہیں: میں خدا سے یقینی علم

پا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مولوی اور اُن کے سجادہ نشین اور انکے ملہم اکٹھے ہوکر الہامی امور میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا کیونکہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔

(انجام آتھم، رُوحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 341)

☆......☆......☆......

معزز سامعین! خاکسار ایک اَور عظیم الشان تائید سماویہ کا ذکر کرتا ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کو علم قرآن کا عطا ہونا۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

آج سے قریباً 20 برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام درج ہے اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰن ...... اس الہام کے رُو سے خدا نے مجھے علوم قرآنی عطا کئے ہیں...... اور مجھے سمندر کی طرح معارف اور حقائق سے بھر دیا ہے۔ اور مجھے بار بار الہام دیا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی معرفتِ الٰہی اور کوئی محبتِ الٰہی تیری معرفت اور محبت کے برابر نہیں۔ (ضرورۃ الامام، رُوحانی خزائن جلد 13، صفحہ 502)

آپؑ فرماتے ہیں: ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے...... وہ یہ ہے اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اِس وعدہ کو ایسے طور سے پورا کیا کہ اب کسی کو معارف قرآنی میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی مولوی اس ملک کے تمام مولویوں میں سے معارف قرآنی میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہے اور کسی سورۃ کی ایک تفسیر میں لکھوں اور ایک کوئی اور مخالف لکھے تو وہ نہایت ذلیل ہوگا اور مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اصرار کے مولویوں نے اس طرف رُخ نہیں کیا۔ پس یہ ایک عظیم الشان نشان ہے مگر اُن کیلئے جو انصاف اور ایمان رکھتے ہیں۔ (انجام آتھم، رُوحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 291)

معزز سامعین! مولوی محمد حسین بٹالوی نہایت ظلم اور ناانصافی کی راہ سے عوام میں یہ مشہور کرتا رہا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام علم عربی اور علم قرآن سے بالکل بے خبر ہیں۔ عوام الناس کو گمراہی سے بچانے کیلئے اور محمد حسین بٹالوی کا جھوٹ ظاہر کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُنہیں تفسیر قرآن میں مقابلہ کیلئے بلایا لیکن محمد حسین بٹالوی نے مختلف حیلوں بہانوں اور بے ہودہ شرطوں سے راہِ فرار اختیار کیا۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے دوسری بار پھر انہیں مقابلہ کیلئے بلایا تا کہ اِتمام حجت ہوجائے۔ اس کیلئے آپ نے کتاب کرامات الصادقین چند دنوں میں لکھ کر شائع کی، جس میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھی اور 661 اشعار پر مشتمل چار قصائد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں تحریر فرمائے اور اسکی مثل لانے کیلئے محمد حسین کو خصوصاً اور تمام مولویوں کو پورے ایک ماہ کی مہلت دی۔ آپؑ نے فرمایا:

اگر ثالثوں کی شہادت سے یہ ثابت ہو جاوے کہ انکے قصائد اور انکی تفسیر...... میرے قصائد اور میری تفسیر سے...... بڑھ کر ہے تو میں ہزار روپیہ نقد اُن میں سے ایسے شخص کو دُوں گا جو روزِ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر ایسے قصائد اور ایسی تفسیر بصورت رسالہ شائع کرے۔

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن، جلد 7، صفحہ 49)

آپؑ نے فرمایا: وہ تمام مولوی جنکے سر میں تکبر کا کیڑا ہے اور جو اِس عاجز کو باوجود بار بار اظہار ایمان کے کافر اور مُرتد خیال کرتے ہیں اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتے ہیں اس مقابلہ کیلئے مدعو ہیں۔ چاہے وہ دہلی میں رہتے ہوں ...... اور یا لکھوکے میں ...... اور یا لاہور میں یا کسی اور شہر میں...... اب انکی شرم اور حیا کا تقاضا یہی ہے کہ مقابلہ کریں اور ہزار روپیہ لیویں۔ (کرامات الصادقین، روحانی خزائن، جلد 7، صفحہ 63)

معزز سامعین! اسکے بعد آپ نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو خصوصاً اور تمام علماء کو لاہور میں ایک جلسہ کر کے قرآن مجید کی چالیس آیات کی عربی میں تفسیر کے مقابلہ کیلئے بلایا۔ پیر مہر علی گولڑوی نے مختلف بہانوں سے راہِ فرار اختیار کی اور عوام کو دھوکا دینا چاہا کہ وہ مقابلہ کیلئے تیار ہے اور مقابلہ کر سکتا ہے۔

معزز سامعین! نبی کا کام ہے بار بار اتمام حجت کر دینا تا کہ جو رُشد و ہدایت کا مادہ رکھتے ہیں ہدایت پا جائیں۔ چنانچہ دوسری مرتبہ اتمام حجت کی خاطر آپؑ نے اُنہیں سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھنے کیلئے مقابلہ کی دعوت دی۔ آپؑ نے اس کیلئے 70 دن کی مدت معین فرمائی کہ اس عرصہ میں تم بھی اپنے گھر بیٹھ کر سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھکر شائع کرو اور مَیں بھی شائع کرونگا۔ آپؑ نے فرمایا:

"انہیں اجازت ہے کہ وہ اس تفسیر میں تمام دنیا کے علماء سے مدد لے لیں۔ عرب کے بلغاء فصحاء بلا لیں۔ لاہور اور دیگر بلاد کے عربی دان پروفیسروں کو بھی مدد کیلئے طلب کر لیں۔ 15 دسمبر 1900ء سے 70 دن تک اس کام کیلئے ہم دونوں کو مہلت ہے...... اگر بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد عرب کے تین نامی ادیب ان کی تفسیر کو جامع لوازم بلاغت وفصاحت قرار دیں اور معارف سے پُرخیال کریں تو مَیں پانچ سو روپیہ نقد ان کو دوں گا۔ اور تمام اپنی کتابیں جلا دوں گا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا۔

(اربعین نمبر 4، رُوحانی خزائن جلد 17، صفحہ 449 حاشیہ)

آپؑ نے فرمایا: معزز سامعین! میعاد کے اندر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اعجاز المسیح کے نام سے عربی فصیح، بلیغ میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کر دی لیکن پیر مہر علی کو کچھ بھی شائع کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

"گویا ان کا نام مہر علی نہیں ہے بلکہ مُہر علی ہے کیونکہ وہ اپنے عاجز اور ساکت رہنے سے کتاب اعجاز المسیح کے اعجاز پر مُہر لگاتے ہیں۔"

(نزول المسیح، رُوحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 432 حاشیہ)

آپ فرماتے ہیں: مجھے اس خدا کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک رُوح پر غلبہ دیا گیا ہے اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آتا جیسا کہ میں نے قرآنی تفسیر کیلئے بار بار اُنکو بلایا تو خدا اُس کو ذلیل اور شرمندہ کرتا۔ سو فہم قرآن جو مجھ کو عطا کیا گیا یہ اللہ جلّ شانہٗ کا ایک نشان ہے۔ (سراج منیر، رُوحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 41)

معزز سامعین! منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے مریدوں میں سے تھا۔ اخلاص ووفا میں بہت بڑھا ہوا تھا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب 1889 میں بیعت کے ذریعہ جماعت کی بنیاد رکھی اور اپنے مُریدوں کو بیعت میں داخل ہونے کیلئے کہا تو اچانک الٰہی بخش بگڑ گیا۔ قادیان آ کر اُس نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو بڑی بے باکی سے اپنے خواب اور الہامات سُنائے اور کہا کہ ایک خواب میں مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ مَیں آپکی بیعت کیوں کروں آپ میری بیعت کریں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اپنے اس پُرانے رفیق کو ہلاکت سے بچانے کیلئے نہایت عظیم الشان کتاب ضرورۃ الامام تصنیف فرمائی۔ آپؑ نے فرمایا:

عزیز من! ہم تو معارف اور حقائق اور آسمانی برکات کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ اور ایک سمندر بھی پی کر سیر نہیں ہو سکتے۔ پس اگر ہمیں کوئی اپنی غلامی میں لینا چاہے تو یہ بہت سہل طریق ہے کہ بیعت کے مفہوم اور اس کی اصل فلاسفی کو ذہن میں رکھ کر یہ خرید و فروخت ہم سے کرلے اور اگر اسکے پاس ایسے حقائق اور معارف اور آسمانی برکات ہوں جو ہمیں نہیں دیئے گئے، اور یا اُس پر وہ قرآنی علوم کھولے گئے ہوں جو ہم پر نہیں کھولے گئے، تو بسم اللہ وہ بزرگ ہماری غلامی اور اطاعت کا ہاتھ لیوے اور وہ رُوحانی معارف اور قرآنی حقائق اور آسمانی برکات ہمیں عطا کرے۔ میں تو زیادہ تکلیف دینا ہی نہیں چاہتا۔ ہمارے ملہم دوست کسی ایک جلسہ میں سورۃ اخلاص کے ہی حقائق معارف بیان فرماویں جس سے ہزار درجہ بڑھ کر ہم بیان نہ کرسکیں تو ہم ان کے مطیع ہیں۔

(ضرورۃ الامام، رُوحانی خزائن، جلد 13 صفحہ 498)

آپؑ نے فرمایا: میں حلفاً کہتا ہوں کہ جس قدر ہمارے دوست فاضل مولوی عبدالکریم صاحب وعظ کے وقت قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرتے ہیں مجھے ہرگز امید نہیں کہ اُن کا ہزارم حصہ بھی میرے عزیز دوست کے منہ سے نکل سکے۔ (ضرورۃ الامام، رُوحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 500)

آپؑ نے فرمایا: ہماری جماعت میں اور میرے بیعت کردہ بندگان خدا میں اک مرد ہیں جو جلیل الشان فاضل ہیں اور وہ مولوی حکیم حافظ حاجی حرمین نورالدین صاحب ہیں جو گویا تمام جہان کی تفسیریں اپنے پاس رکھتے ہیں اور ایسا ہی ان کے دل میں ہزار ہا قرآنی معارف کا ذخیرہ ہے۔ اگر آپ کو فی الحقیقت بیعت لینے کی فضیلت دی گئی ہے۔ تو ایک قرآن کا سپارہ ان ہی کو مع حقائق معارف کے پڑھاویں۔ یہ لوگ دیوانے تو نہیں کہ انہوں نے مجھ سے ہی بیعت کرلی اور دوسرے ملہموں کو چھوڑ دیا۔ (ضرورۃ الامام رُوحانی خزائن جلد 13 صفحہ 500)

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ اپنی الہامی طاقت

سے پہلے مولوی صاحب موصوف کو قرآن دانی کا نمونہ دکھلاویں اور اس خارق عادت کی چمکار سے نور دین جیسے عاشق قرآن سے بیعت لیں تو پھر میں اور میری تمام جماعت آپ پر قربان ہے۔

(ضرورۃ الامام رُوحانی خزائن جلد 13 صفحہ 501)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

جو دینی اور قرآنی معارف حقائق اور اسرار مع لوازم بلاغت اور فصاحت کے میں لکھ سکتا ہوں دوسرا ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ اگر ایک دُنیا جمع ہو کر میرے اس امتحان کیلئے آوے تو مجھے غالب پائے گی اور اگر تمام لوگ میرے مقابل پر اُٹھیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے میرا ہی پلّہ بھاری ہوگا۔

(ایام الصلح، رُوحانی خزائن جلد 14، صفحہ 407)

معزّز سامعین! آخر پر خاکسار سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ میں سے چند سطور پیش کر کے اپنی تقریر ختم کرتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: قرآن کریم کے معارف ظاہر ہو رہے ہیں لطائف اور دقائق کلام ربّانی کھل رہے ہیں نشان آسمانی اور خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور اسلام کے حسنوں اور نوروں اور برکتوں کا خدا تعالیٰ نئے سرے جلوہ دکھا رہا ہے جسکی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھے اور جس میں سچا جوش ہے وہ طلب کرے اور جس میں ایک ذرّہ حبّ اللہ اور رسول کریم کی ہے وہ اُٹھے اور آزمائے اور خدا تعالیٰ کی اس پسندیدہ جماعت میں داخل ہووے جسکی بنیادی اینٹ اُس نے اپنے پاک ہاتھ سے رکھی ہے اور یہ کہنا کہ اب وحی ولایت کی راہ مسدود ہے اور نشان ظاہر نہیں ہو سکتے اور دُعائیں قبول نہیں ہوتیں یہ ہلاکت کی راہ ہے۔ نہ سلامتی کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل کو ردّ مت کرو۔ اُٹھو آزماؤ اور پرکھو۔ پھر اگر یہ پاؤ کہ معمولی سمجھ اور معمولی عقل اور معمولی باتوں کا انسان ہے تو قبول نہ کرو۔ لیکن اگر کرشمہ قدرت دیکھو اور اُسی ہاتھ کی چمک پاؤ جو مؤیدانِ حق اور مکلمانِ الٰہی میں ظاہر ہوتا رہا ہے تو قبول کرلو۔

(برکات الدُّعا، رُوحانی خزائن جلد 6، صفحہ 24)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

......☆......☆......☆......

اللہ تعالیٰ کی محبت میں
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقان زار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اُن اسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گُل و گلشن میں ہے رنگ اُس تری گلزار کا

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اِک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اِس ہجر کے آزار کا

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

★★★ ★★★

اُمّ الکتاب
سورہ فاتحہ کی شان میں
حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام

اے دوستو جو پڑھتے ہو اُمّ الکتاب کو
اب دیکھو میری آنکھوں سے اس آفتاب کو

سوچو دعاء فاتحہ کو پڑھ کے بار بار
کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار

دیکھو خدا نے تم کو بتائی دعا یہی
اس کے حبیب نے بھی پڑھائی دعا یہی

پڑھتے ہو پنج وقت اسی کو نماز میں
جاتے ہو اس کی رہ سے در بے نیاز میں

اس کی قسم کہ جس نے یہ سورت اُتاری ہے
اس پاک دل پہ جس کی وہ صورت پیاری ہے

یہ میرے رب سے میرے لئے اک گواہ ہے
یہ میرے صدق دعویٰ پہ مہر اللہ ہے

میرے مسیح ہونے پہ یہ اِک دلیل ہے
میرے لئے یہ شاہد رب جلیل ہے

پھر میرے بعد اَوروں کی ہے انتظار کیا؟
توبہ کرو کہ جینے کا ہے اعتبار کیا

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2018

باشرح چندہ و نظام وصیت کی اہمیت و برکات

(کے طارق احمد، صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ○ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ○ (منافقون:10، 11)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’کیسا یہ زمانہ برکت کا ہے کہ کسی سے جانیں نہیں مانگی جاتیں اور یہ زمانہ جان کے دینے کا نہیں بلکہ مالوں کے بشرطِ استطاعت خرچ کرنے کا ہے۔‘‘

(الحکم قادیان 10 / جولائی 1903)

نیز کشتی نوح میں آپ فرماتے ہیں: ’’ہر ایک شخص کا صدق اُس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔عزیزو! یہ دین کیلئے اور دین کی اغراض کیلئے خدمت کا وقت ہے۔اِس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 83)

حاضرین سماعت فرما چکے ہیں کہ آج کے اس بابرکت جلسہ میں خاکسار کو حکم ہوا ہے کہ ’’باشرح چندہ و نظام وصیت کی اہمیت و برکات‘‘ کے عنوان پر احباب کے سامنے چند گزارشات پیش کرے۔

حضرات! ابھی خاکسار نے سورۃ المنافقون کی آیات 10 اور 11 کی تلاوت کی ہے انکا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان فرمودہ ترجمہ کچھ یوں ہے:

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہیں تمہارے اموال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کریں تو یہ ہیں جو گھاٹا کھانے والے ہیں۔اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو وہ کہے اے میرے ربّ! کاش تو نے مجھے تھوڑی سی مدّت تک مہلت دی ہوتی تو میں ضرور صدقات دیتا اور نیکوکاروں میں سے ہوجاتا۔‘‘

حضرات! اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ایک عظیم نکتۂ معرفت بیان فرمایا ہے کہ انسان پر جب اس دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آتا ہے تو اس وقت اسکو بالضرور یہ احساس بے چین کردیتا ہے کہ کاش! زندگی مزید اسکو کچھ مہلت دے دیتی اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنی محبوب چیزوں کو بے دریغ خرچ کرنے کو تیار ہوجاتا اور چاہتا ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے اس کو میں اللہ کی راہ میں خرچ کردوں اور کسی طرح اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرلوں۔

یہاں یہ سوال بہت اہم ہے کہ کیوں انسان کو اس آخری وقت میں انفاق فی سبیل اللہ کی ہی یاد آتی ہے اور وہ کیا راز ہے جو اچانک اس پر آشکار ہوجاتا ہے کہ رضائے الٰہی حاصل کرنے کا ایک بہترین اور کارگر نسخہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے اموال کو قربان کرنا ہی ہے۔جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انسان کی اسی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! کس طرح کے صدقہ میں سب سے زیادہ ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ’’اس صدقہ میں جسے تم صحت کے ساتھ بخل کے باوجود کرو، تمہیں ایک طرف تو فقیری کا ڈر ہو اور دوسری طرف مال دار بننے کی امید ہو اور (اس صدقہ خیرات میں) سستی نہیں ہونی چاہیے کہ جب جان حلق تک آجائے تو اس وقت تم کہنے لگو کہ فلاں کے لیے اتنا اور فلاں کیلئے اتنا ہے، حالانکہ وہ تو فلاں کا ہوچکا ہوگا۔

(صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

اللہ رب العزت جو اپنے بندوں کے ہر حال سے واقف ہے اپنے بندوں کی آخری وقت کی حسرتوں سے نجات دلانے کیلئے ہی تو اس ہمدردانہ انداز میں فرماتا ہے:

وَمَاذَا عَلَیْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِیْمًا○ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا○ (النساء:40، 41)

یعنی اور اُن پر کیا مشکل تھی اگر وہ اللہ پر ایمان لے آتے اور یومِ آخر پر بھی اور خرچ کرتے اس میں سے جو اللہ نے انہیں عطا کیا اور اللہ انہیں اچھی طرح جانتا ہے۔ یقیناً اللہ ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی کی بات ہو تو وہ اسے بڑھاتا ہے اور اپنی طرف سے بھی بہت بڑا اَجر عطا کرتا ہے۔

پس خوش قسمت وہی انسان ہے جو ثواب کا مستحق بھی ہے جو اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے اسے صحت دی ہوئی ہے اور توفیق بھی بخشی ہے اسی وقت مالی معاملات میں اللہ تعالیٰ سے اپنا حساب صاف رکھتا ہے تاکہ اس کا انجام بالخیر ہوسکے ورنہ قرآن مجید نے جس طرح نقشہ کھینچا ہے مرض الموت میں جاکر مالی قربانی کی فکر کرنا گھاٹا اٹھانے والوں کا شیوہ ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کا موجب ہے۔

حضرات! مالی قربانی کی اہمیت کا اندازہ تو اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے پاک کلام میں سب سے اہم عبادت نماز کے حکم کے ساتھ ہی مالی قربانی کے حکم زکوۃ کو بیان فرمایا ہے گویا جس قدر نماز کی تاکید فرمائی اسی قدر انفاق فی سبیل اللہ کا بھی تاکیدی حکم فرمایا ہے۔قرآن کریم میں مالی عبادت کا ذکر دو طرح کے چندوں کی صورت میں ہے۔اوّل فرض اور لازمی چندہ دوم طوعی چندہ۔آنحضرت ﷺ نے فرض چندہ یعنی زکوٰۃ کو دین اسلام کا ایک بنیادی رکن بتایا ہے۔زکوٰۃ کے علاوہ دینی ضروریات کے پیش نظر خدا تعالیٰ کے نبی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے لوگ ہی دراصل عبادت کا حق ادا کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنے والے ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی راہ میں مال پیش کرنے کی آواز اور تحریک پر ہر نبی کے زمانہ میں اس کے ماننے والوں نے لبیک کہا ہے لیکن آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ نے جس شان سے اس آواز پر لبیک کہا ہے اسکی یاد آج بھی بلکہ قیامت تک دلوں کو گرماتی رہے گی۔

حضرت نبی اکرم ﷺ کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا عالمگیر غلبہ امام مہدی و مسیح موعود کے ذریعہ ہوگا۔اس عظیم الشان مہم کیلئے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے مالی قربانی کا مطالبہ کیا ہے۔چنانچہ زکوٰۃ کے فرض چندے کی ادائیگی کے ساتھ آپ نے وصیت کے نظام کے تحت آمد اور جائداد سے مال وقف کرنے کی تحریک فرمائی اور اس میں شامل ہونے والے مخلصین کو جنت کی بشارت دی۔جو احمدی وصیت کے نظام میں شامل نہیں وہ مرد ہو یا عورت اس کیلئے بھی لازم ہے کہ اپنی آمد کا سولہواں حصہ (یعنی چندہ عام) اس مقصد کی تکمیل میں ادا کرے اور اس کے ساتھ ساتھ وصیت کے نظام میں شامل ہونے کی خواہش بھی رکھے اور دعا کرے تا اس کی برکت سے باقاعدہ وصیت کے نظام میں شمولیت کی توفیق مل جائے۔

باشرح چندہ کی ادائیگی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق عطا کرتا ہے۔لہٰذا میں اپنی تقریر میں علی الترتیب باشرح چندہ اور پھر نظام وصیت کی اہمیت و برکات کے متعلق کچھ گزارشات پیش کروں گا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہر مرد اور عورت کو شرح کے مطابق اپنی آمد کا سولہواں حصہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے اور سلسلہ کے مفاد کیلئے ادا کرنا لازم ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے لازمی چندہ جات کے متعلق یہ تاکیدی ارشاد فرمایا ہے کہ: ’’اس عالی سلسلہ میں داخل ہونے کیلئے وہی لائق ہے جو ہمت بھی عالی رکھتا ہو اور نیز آئندہ کیلئے ایک تازہ اور سچا عہد خدا تعالیٰ سے کرلے کہ وہ حتی الوسع بلا ناغہ ہر ایک مہینہ میں اپنی مالی امداد سے ان دینی مشکلات کے رفع کرنے کیلئے سعی کرتا رہے گا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد 3، صفحہ 165)

باشرح چندہ کی ادائیگی کی تحریک اور جذبہ دل میں پیدا کرنے کیلئے اس نکتہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور اس کو نہ سمجھنے کے نتیجہ ہی میں تمام بخل اور مالی قربانیوں سے گریز کے بہانے پیدا ہوجاتے ہیں اور وہ نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

متعدد مرتبہ فرماتا ہے کہ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ (البقرۃ:255) خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے۔ اسکی تفصیل اس محدود وقت میں ممکن نہیں بس امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ ہی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کرکے اُس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اُس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد 3، صفحہ 497)

پس اسی نکتہ کو سمجھنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

حضرات! اللہ رب العزت کا اپنے بندوں سے بھی ایک عجیب سلوک ہے۔ خود ہی کچھ مال و دولت عطا کیا اور خود ہی فرمایا کہ اسی مال سے کچھ دو تو تمہیں اسکا مزید انعام بڑھا چڑھا کر دوں گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: يَسْأَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (البقرۃ: 220) وہ تجھ سے (یہ بھی) پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں ان سے کہہ دے کہ (ضروریات میں سے) جو بھی بچتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی عطا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (البقرۃ: 213) کہ اور اللہ جسے چاہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ دیتے وقت تو بے انتہا دیتا ہے اور جب خود اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے تو اسکی ایک محدود سی مقدار مقرر فرما دیتا ہے جسکو اسلامی مالی نظام کی اصطلاح میں 'شرح' کہتے ہیں۔ اور کوئی مخبوط الحواس ہی ہوگا جو اپنی اُس آمد کو جسکے حصول میں اسکی ذاتی صلاحیتوں سے کہیں زیادہ اس معطی حقیقی کا فضل و کرم ہی شامل حال رہا ہے، اسکے ایک چھوٹے سے حصہ کے واپسی کے مطالبہ پر کچھ پس و پیش کرے اور علیم و خبیر خدا سے اپنے زعم میں اپنی حقیقی آمد چھپا جائے۔

اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''یہ خیال آجائے کہ اگر میرا ٹیکس اتنا بنتا ہے، اس میں اتنی کمی کر دوں تو میرے پاس اتنی بچت ہو جائے گی۔ خیال آنا تو کوئی بات نہیں، اللہ تعالیٰ نہیں پکڑتا لیکن اگر اس پر عمل کیا، ٹیکس چوری کیا، حکومت کو نقصان پہنچایا یا سچ نہیں بولا، اپنے چندوں میں اپنی آمد کو کم لکھوایا تو پھر اللہ تعالیٰ پکڑتا ہے اور بہت سارے ایسے تجربے ہیں، بہت سارے لوگوں کی مثالیں ہیں جنکی پھر آمدنی بھی اس طرح آہستہ آہستہ کم ہوجاتی ہے اور اسی سطح پر آجاتی ہے جس پہ وہ اپنی آمدنی ظاہر کر رہا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی میں بھی اور حکومت کے حق ادا کرنے میں بھی۔ فرمایا تو پھر یہ گناہ قابل مواخذہ ہے۔ غرض جب دل عزم کرلیتا ہے تو اس کیلئے شرارتیں اور فریب کرتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ 26 / اکتوبر 2018ء)

اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میری ساری زندگی کا تجربہ ہے کہ جو لوگ مالی قربانی میں خدا تعالیٰ سے صاف معاملہ نہیں رکھتے اور تقویٰ کے ساتھ اپنے مال میں سے اللہ اور اسکے دین کا حصہ الگ نہیں کرتے ان کے دیگر معاملات بھی بگڑ جاتے ہیں، گھروں کا سکون تباہ ہوجاتا ہے، کاروبار میں نقصان اٹھانے لگتے ہیں اولاد کی تربیت میں بگاڑ آجاتا ہے اور بالعموم انسان کی زندگی سے برکتیں اُٹھ جاتی ہیں۔''

(مالی نظام حصہ اول، صفحہ 96)

حضرات! وقت کی مناسبت سے یہاں ایک ایمان افروز واقعہ کا بیان دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی راہ میں پوری انشراح کے ساتھ باشرح چندہ ادا کرنے والوں کو کیسے نوازتا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 26 مارچ 2010 میں فرماتے ہیں:

آئیوری کوسٹ کے شہر بسّم (Bassam) کے ایک نو مبائع احمدی مکرم یا گو علیڈو (Yago Alido) صاحب کو جماعتی مالی نظام کے تحت چندے کی شرح اور ترتیب بتائی گئی تو اگلے روز وہ خود اپنی تنخواہ کے حساب سے شرح کے مطابق چندہ عام، چندہ وقفِ جدید اور تحریکِ جدید ادا کرنے آ گئے جو کہ تقریباً 50 پاؤنڈ بن رہا تھا۔ یہ ان کے لئے بہت بڑی رقم ہے۔ یہ ان کا احمدیت قبول کرنے کے بعد پہلا چندہ تھا۔ بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ ابھی ہمارا معلم اس چندے کی رسید کاٹ رہا تھا کہ ان صاحب کو ایک دوست کا فون آیا کہ وہ قرضہ جو مَیں نے تم سے دو سال قبل لیا تھا۔ کل آ کے مجھ سے وصول کر لو۔ یا گو علیڈو صاحب حیران ہو کر بتانے لگے کہ یہ شخص قرض لے کر ایسا رویہ اپنائے ہوئے تھا کہ مجھے اس قرض کی وصولی کی امید ہی نہیں تھی۔ اور یہ صرف اور صرف چندہ دینے کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور صرف یہی نہیں کہ یہ قرض مل گیا بلکہ چند روز کے بعد ان کو حکومت کی طرف سے ایک خط ملا کہ نئے سال سے نہ صرف آپ کی ملازمت میں ایک گریڈ کا اضافہ ہو گیا ہے بلکہ آپ کی تنخواہ میں پچاس فیصد کا اضافہ بھی ہو گیا ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے اپنے نئے اضافے والی تنخواہ وصول کی تو فوراً اپنا چندہ شرح کے مطابق دُگنا کر دیا۔ اور اب نہ صرف وہ اپنا ماہانہ چندہ ادا کر رہے ہیں بلکہ مسجد کی تزئین خوبصورتی وغیرہ کیلئے بھی اپنی جیب سے کافی خرچ کر رہے ہیں۔ اور سب کو یہ برملا کہتے ہیں کہ یہ سب جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہے اسکی راہ میں مالی قربانی کرنے کے نتیجے میں ہے۔

دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ نئے آنے والوں کو بھی مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: 4) کا نہ صرف نظارہ دکھاتا ہے بلکہ فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً (البقرۃ:246) کا وعدہ بھی ہے جس کو نقد نقد پورا فرما رہا ہے۔

حضرات! باشرح چندہ کی ادائیگی دراصل اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔ باشرح چندہ ادا کرنے کے متعلق بسا اوقات کمزور دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ہم نے زیادہ خرچ کیا ہے۔ جس کو بظاہر ہم خرچ سمجھ رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اصل میں خرچ نہیں ہے۔ بلکہ میری رضا چاہنے کیلئے میرے کہے ہوئے مقاصد کیلئے جو خرچ تم نے کیا وہ حقیقت میں خرچ نہیں بلکہ تمہارے اکاؤنٹ میں جمع ہوگیا ہے اور جب تمہیں اسکی ضرورت ہوگی اللہ تعالیٰ اسے واپس لوٹا دے گا۔

حدیث قدسی ہے جس میں آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! تو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا۔ نہ آگ لگنے کا خطرہ، نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر۔ میرے پاس رکھا ہوا خزانہ میں پورا اُس دن تجھے دوں گا جب تو سب سے زیادہ اسکا محتاج ہوگا۔ (کنز العمال، جلد 6، صفحہ 352، حدیث 16021)

حضرات! ہم کتنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں اس بات کی اہمیت نہیں۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ کیا ہم خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی اطاعت کرتے ہوئے شرح کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں یا نہیں۔ ایک امیر آدمی لاکھوں روپئے خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہوگا لیکن اگر اس کا یہ چندہ بے شرح ہوگا تو اس سے زیادہ ثواب کا مستحق وہ غریب آدمی ہوگا جسکی قربانی اگرچہ بلحاظ مالیت کم ہے لیکن اس نے اطاعت کا اعلیٰ معیار دکھاتے ہوئے شرح کے مطابق اپنی آمدنی سے حصہ خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کیا۔ خدا تعالیٰ کو مال کی حاجت نہیں وہ تمہارے دلوں کی حالت کا جائزہ لیتا ہے۔ اطاعت کی روح اور قربانی کا جذبہ ہے جسے دیکھ کر وہ ہمیں نوازتا ہے۔

آج دُنیا میں بلا لحاظ امیر و غریب لوگ اپنی دولت کو جلد سے جلد دُگنا، تگنا کرنے کیلئے دلچسپ اور للچانے والے اشتہارات کو دیکھ کر اپنی کمائی کو فینانس کمپنیوں میں لگا دیتے ہیں۔ اور اکثر و بیشتر اپنی اصلی پونجی بھی گنوا بیٹھتے ہیں۔ لیکن خدائی جماعتیں ہمیشہ اپنی کمائی کو الٰہی احکام کے مطابق خرچ کرتے ہوئے رضائے الٰہی کی طلبگار ہوتی ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ہم ہمیشہ اپنی جماعت کے افراد سے یہ مطالبہ کیا کرتے ہیں اور ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی یہ مطالبہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کیلئے اپنی جانوں اور مالوں کو وقف کردو۔ لیکن ہر زمانہ میں یہ معیار بدلتا چلا گیا۔ پہلے دن جب لوگوں نے اس آواز کو سنا تو وہ آگے آئے اور انہوں نے کہا ہماری جان اور ہمارا مال حاضر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے جواب کو سنا اور فرمایا تم نمازیں پڑھا کرو، روزے رکھا کرو، اسلام اور احمدیت کو پھیلایا کرو، اور اپنے مالوں میں سے کچھ نہ کچھ دین کی خدمت کیلئے دے دیا کرو چاہے روپیہ کا دھیلا ہی کیوں نہ ہو۔ لوگوں نے یہ سنا تو ان کے دلوں میں حیرت پیدا ہوئی کہ کام تو بہت معمولی تھا۔ پھر ہمیں یہ کیوں کہا گیا تھا کہ آؤ اور اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کردو۔ کچھ وقت گذرا تو لوگوں کو پھر آواز دی گئی کہ جان اور مال کی

قربانی کا وقت آ گیا ہے۔ لوگ پھر اپنی جانیں اور اپنے اموال لے کر حاضر ہوئے تو انہیں کہا گیا کہ تم روپیہ میں سے ایک پیسہ چندہ دے دیا کرو۔ اس پر کچھ مدت گذری تو مرکز کی طرف سے پھر آواز بلند ہوئی کہ آؤ اپنی جانیں اور اپنے اموال دین کی خدمت کیلئے وقف کر دو۔ یہ حالت اسی طرح بڑھتی چلی گئی۔ دھیلے سے آواز شروع ہوئی تھی پھر پیسے پر پہنچی پھر دو پیسے پر پہنچی۔ پھر کہا گیا کہ اب دو پیسے کا سوال نہیں تین پیسے دیا کرو۔ تین پیسے دیتے رہے تو کہا گیا اب چار پیسے دیا کرو۔ پھر وقت آیا تو کہا گیا کہ اپنی جائدادوں اور اپنی آمدنیوں کی وصیت کر دو اس وصیت میں بھی کم سے کم دسویں حصے کا مطالبہ کیا گیا۔ پھر کہا گیا کہ دسواں حصہ بہت کم ہے تمہیں نواں حصہ دینے کی کوشش کرنی چاہئے اور جن کو خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائے وہ اس سے بھی بڑھ کر قربانی کریں۔ وہ لوگ جن کو خدا نے سمجھنے والا دل اور غور کرنے والا دماغ دیا ہے وہ تو جانتے ہیں کہ ہم کو قدم بہ قدم اس مقصد کے قریب کیا جا رہا ہے جسکے بغیر قومیں کبھی زندہ نہیں رہ سکتیں...... جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کا حقیقی ظہور ہو تو اس غفلت کی بنا پر جو مرور زمانہ کی وجہ سے تم پر طاری ہو چکی ہو تم میں بہت سے لوگ یہ گمان کرنے لگ جائیں گے کہ اب بھی جان اور مال کی قربانی کے معنے روپیہ پر ایک آنہ چندہ دینا یا ڈیڑھ آنہ چندہ دینا ہے۔ اور جان کی قربانی کے معنے ہفتہ یا مہینہ میں سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ وقت دینے سے ہے۔ حالانکہ وہ وقت ایک آنہ یا ڈیڑھ آنہ چندہ دینے کا نہیں ہوگا۔ نہ اپنے اوقات میں سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ وقت دینے کا ہوگا۔ بلکہ سارے کا سارا مال اور ساری کی ساری جان خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دینے کا وقت ہوگا......اس وقت آنہ ڈیڑھ آنہ چندہ دینے کا سوال نہیں ہوگا بلکہ اپنے سارے مال اور ساری جائداد سے ایک لحہ کے اندر دست بردار ہونے کا سوال ہوگا۔"

(الفضل 10/اپریل 1962، خطاب برموقع مجلس مشاورت 1946)

پس جیسے جیسے زمانہ مالی قربانی کا تقاضا کرے گا اور خلفاء عظام کا ارشاد ہوگا ہمیں لبیک کہتے ہوئے اپنی جان و مال کی قربانی خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کرتے چلے جانا ہوگا۔

اب خاکسار اپنی تقریر کے دوسرے حصہ نظام وصیت کی برکات کی طرف آتا ہے۔

حضرات! یہ تقدیر الٰہی ہے کہ اب دنیا کا مستقبل احمدیت سے وابستہ کر دیا گیا ہے اور جس نظام نے عالمگیر وسعت حاصل کرنی ہو اس میں نظام عالم کو چلانے کیلئے ایک مکمل و جامع لائحہ عمل بھی موجود ہونا ضروری ہے۔ اسی نظام نو کا نام آج "نظام وصیت" ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اسکی حقیقی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "پس موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے خاتم الخلفاء کا فرض تھا کہ وہ اسلامی اصول کے مطابق کوئی سکیم تیار کرتا اور دنیا سے اس مصیبت کا خاتمہ کر دیتا۔ اسلامی اسکیم کے اہم اصول یہ ہیں سب انسانوں کی ضرورتوں کو پورا کیا جائے۔ مگر اس کام کو پورا کرتے وقت انفرادیت اور عائلی زندگی کے لطیف جذبات کو تباہ نہ ہونے دیا جائے۔ یہ کام مالداروں سے طوعی طور پر لیا جائے اور جبر سے کام نہ لیا جائے۔ یہ نظام ملکی نہ ہو بلکہ بین الاقوامی ہو۔ خدا تعالیٰ کے مامور نے نئے نظام کی بنیاد 1905ء میں رکھ دی تھی اور وہ الوصیت کے ذریعہ رکھی تھی۔ اگر اسلامی حکومت نے ساری دنیا کو کھانا کھلانا ہے ساری دنیا کو کپڑے پہنانا ہے ساری دنیا کی رہائش کیلئے مکانات کا انتظام کرنا ہے ساری دنیا کی بیماریوں کیلئے علاج کا انتظام کرنا ہے ساری دنیا کی جہالت کو دور کرنے کیلئے تعلیم کا انتظام کرنا ہے تو یقیناً حکومت کے ہاتھ میں اس سے بہت زیادہ روپیہ ہونا چاہئے۔ جتنا پہلے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے جو حقیقی جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کے کم سے کم دسویں حصہ کی اور زیادہ سے زیادہ تیسرے حصہ کی وصیت کر دیں۔ غرض نظام نو کی بنیاد 1910 میں روس میں نہیں رکھی گئی نہ وہ آئندہ کسی سال میں موجودہ جنگ کے بعد یورپ میں رکھی جائے گی بلکہ دنیا کو آرام دینے والے ہر فرد بشر کی زندگی کو آسودہ بنانے والے اور ساتھ ہی دین کی حفاظت کرنے والے نظام نو کی بنیاد 1905 میں قادیان میں رکھی جا چکی ہے۔ اب دنیا کو کسی نظام نو کی ضرورت نہیں ہے۔"

(مالی نظام، صفحہ 40و41)

حضرات! یہ ہماری نیک بختی ہی ہے کہ ایسے بابرکت نظام کا حصہ بننے کا موقع اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہم کو دیا ہے اور کس قدر ناقدر شناسی ہوگی کہ ہم دعویٰ تو نحن انصار اللہ کا کریں اور ایک عمدہ ترین تحریک میں شامل نہ ہو کر اپنے ہی دعویٰ کو غلط بھی ثابت کریں۔ نظام وصیت میں شامل ہونے کی کس قدر تاکید ہے اسکا اندازہ آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس اقتباس سے بخوبی ہو جائے گا۔ آپؓ فرماتے ہیں: "مومن کے ایمان کی آزمائش اس میں ہے کہ وہ اس نظام میں داخل ہو اور خدا تعالیٰ کے خاص فضل حاصل کرے صرف منافق ہی اس نظام سے باہر رہے گا۔ گویا کسی پر جبر نہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ اس میں تمہارے ایمانوں کی آزمائش ہے۔ اگر تم جنت لینا چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم یہ قربانی کرو۔ ہاں اگر جنت کی قدر و قیمت تمہارے دل میں نہیں تو اپنے مال اپنے پاس رکھو ہمیں تمہارے اموال کی ضرورت نہیں۔"

(مالی نظام، صفحہ 42)

احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا انشاء اللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جوانوں کی باپ ہوگی عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اسکے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب۔ نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا...... پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آ جائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اسکے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں۔"

(نظام نو صفحہ 120 تا 122)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں۔ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔" ان زوردار الفاظ سے نظام وصیت کی عظمت اور شوکت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ اس مقدس نظام کی بنیاد رکھتے وقت یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم مبارک سے نکلے اور آج 113 سال پورے ہونے پر بالخصوص خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں نظام وصیت کی عالمگیر وسعت کو دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے بھر جاتا ہے۔ پس ہم جو ہندوستان میں رہنے والے ہیں جہاں اس عظیم الشان نظام وصیت کی داغ بیل ہوئی ہمیں اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے کس حد تک اپنے عہد کو نبھایا ہے اور خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس پیشگوئی کی تکمیل کا حصہ بنے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ: "اس وصیت کے لکھنے میں جس کا مال دائمی مدد دینے والا ہوگا اس کا دائمی ثواب ہوگا اور خیرات جاریہ کے حکم میں ہوگا۔"

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خاکسار احباب کی توجہ اس امر کی جانب بھی مبذول کروانا چاہتا ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی شدید خواہش کا اظہار کرتے ہوئے عالمگیر جماعت کو اپنے ایک پیغام کے ذریعہ سے نظام وصیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے نظام وصیت پر سو سال پورے ہونے کے موقع پر سن 2005 میں ارشاد فرمایا کہ: "پس جیسا کہ میں نے کہا ہے اس نظام میں پوری مستعدی کے ساتھ شامل ہوں۔ جو خود شامل ہیں وہ اپنے بیوی بچوں کو اور دوسرے عزیزوں کو بھی اس میں شامل کرنے کی کوشش کریں اور خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔ میں اپنی اس خواہش کا اظہار پہلے بھی ایک موقع پر کر چکا ہوں کہ 2008ء میں جب خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے انشاء اللہ سو سال پورے ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہند ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد ایسے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور یہ افراد جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر

اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔‘‘

نیز فرمایا: ’’یہ بھی یاد رکھیں کہ نظام وصیت کا نظام خلافت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات کی خبروں پر جہاں جماعت کی تربیت کی فکر پیدا ہوئی اور آپ نے مالی قربانی کے نظام کو جاری فرمایا وہاں آپ نے جماعت کو یہ خوشخبری بھی دی کہ میری وفات کی خبروں سے غمگین مت ہو کیونکہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ ایک دوسری قدرت کا ہاتھ سب کو تھام لے گا۔ پس رسالہ الوصیت میں نظام خلافت کی پیشگوئی فرمانا یہ ثابت کرتا ہے کہ ان دو نظاموں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور جس طرح نظام وصیت میں شامل ہو کر انسان تقویٰ کے اعلیٰ معیار اپنے اندر پیدا کرسکتا ہے اسی طرح خلافت احمدیہ کی اطاعت کا جُوا گردن پر رکھنے سے اسکی روحانی زندگی کی بقا ممکن ہے۔ مالی قربانی کا نظام بھی خلافت کے بابرکت سائے میں ہی مضبوط ہوسکتا ہے۔ پس جب تک خلافت قائم رہے گی جماعت کی مالی قربانیوں کے معیار بڑھتے رہیں گے اور دین بھی ترقی کرتا چلا جائے گا۔ پس میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں نظاموں سے وابستہ رکھے۔ جو ابھی تک نظام وصیت میں شامل نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس میں حصہ لے کر دینی اور دنیوی برکات سے مالا مال ہوسکیں اور اللہ کرے کہ ہر احمدی ہمیشہ نظام خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق قائم رکھے اور خلافت کی بقا کیلئے ہمیشہ کوشاں رہے اور اپنی تمام تر ترقیات کیلئے خلافت کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور ان کو پورا کرنے کی توفیق دے اور سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے ہم سب کا انجام بالخیر فرمائے۔ آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 29/جولائی تا 11/اگست 2005)

اس نظام میں شمولیت کی برکات کا بہت ہی مختصر الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’بہشتی زندگی پاؤ گے‘‘ گویا یہ حرف آخرت میں بہشت پانے یا دیئے جانے کا وعدہ اور سودا نہیں ہے بلکہ اس نظام میں شمولیت کے ذریعہ تو دمِ نقد اسی دنیا میں بہشتی زندگی ان لوگوں کو مل جائے گی۔ اور قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ اگر کسی کو اس زندگی میں جنت کی حلاوت نصیب نہ ہوئی تو وہ آخرت میں بھی اس نعمت سے بے بہرہ اٹھایا جائے گا۔ کیا کوئی ایسا شخص ہوسکتا ہے جو یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس دنیا میں ہی بہشتی زندگی پانے کا خواہاں نہ ہو۔ کون سا ایسا بدبخت ہوگا جو اس نعمت سے محروم رہنا پسند کرے گا۔ خدا کرے کہ کوئی بھی ایسا نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر ممکن طور پر نظام وصیت کی برکت اور اہمیت واضح کرنے کے ساتھ اس میں شمولیت کی تاکید فرمائی اور اس نصیحت کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔ آپ نے یہ سب کچھ انتہائی درد اور محبت سے بیان فرمایا اور رسالہ الوصیت کا آخری فقرہ یوں تحریر فرمایا: ’’بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ‘‘

کتنے کرب اور دکھ کا اظہار ہے ان لوگوں پر جو امام الزمان کے دست مبارک پر بیعت کا عہد کرنے کے باوجود اسکے اس تاکیدی حکم کو ٹال دیں گے۔ خدا کرے کہ کوئی احمدی ایسا بدقسمت نہ نکلے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشائے مبارک سمجھتے ہوئے اس بابرکت نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

نظام وصیت کے حوالہ سے قائم ہونے والے بہشتی مقبرہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین بار بڑی ہی پُر معارف، درد اور الحاح کے ساتھ دلی دعائیں اس کیلئے کی ہیں۔ ’’میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کیلئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یارب العالمین۔ پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین۔

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین۔‘‘ (الوصیت، صفحہ 17 تا 19)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اعلیٰ توقعات کے مطابق ایمان و اطاعت کے اعلیٰ معیار پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے حقیقی وارث بن سکیں۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

......☆......☆......☆......

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2018

سیرت حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ

(حافظ مظفر احمد، ناظر اصلاح وارشاد مقامی ربوہ)

یہ مضمون مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کی تقریر ''سیرت حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور سیرت حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ'' سے لیا گیا ہے۔ مسیح موعودنمبر کی مناسبت سے اس تقریر میں سے حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کی سیرت پیش کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

حضرات اس وقت جن صحابی کا ذکر کرنا ہے وہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کی پیشگوئی کے مصداق حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ ہیں، جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خسر محترم، حضرت سیّدہ نصرت جہاں اُم المومنینؓ کے والد ماجد، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نانا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ورابعؒ کے پڑنانا ہونے کا فخر حاصل ہے۔

میر صاحب حضرت خواجہ میر دردؒ کی نسل سے تھے جو ستر ہویں صدی عیسوی کے دلّی کے مشہور صوفی اور اردو کے بہترین شاعر تھے اور جن کے والد حضرت خواجہ محمد ناصرؒ اپنے وقت کے مجدد تھے۔ وہ مغلیہ فوج کی افسری کا سارا کرّ وفر چھوڑ چھاڑ کر عبادت وریاضت میں لگ گئے، اس دوران عالم کشف میں دیکھا کہ نواسۂ رسول حضرت امام حسنؓ نے انہیں اپنے سینہ سے لگا کر علوم معرفت سے بھر دیا۔ اُس نورانی وجود نے یہ نوید بھی سنائی کہ میں آنحضرت ﷺ کے منشاء سے آپ کو خاندان نبوت کی خاص نعمت عطا کرنے آیا ہوں، جس کی ابتداء تجھ سے اور انجام مہدی موعود علیہ السلام پر ہے اور یہ بشارت بھی دی کہ آپ کی بیعت کرنے والے کا نام آفتاب کی طرح چمکتا رہے گا۔ اس پر انہوں نے اپنے جس بیٹے خواجہ میر درد کی بیعت لی، وہ فرماتے تھے کہ: ''مہدی موعود ایک نیّر اعظم ہوگا جس کے انوار میں باقی تمام فرقوں کی روشنی گم ہو جائیگی۔''

خواجہ ناصرؒ کی یہ پیشگوئی 1884ء میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کی صاحبزادی حضرت سیّدہ نصرت جہاں کے ساتھ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے عقد نکاح سے پوری ہوئی۔

اسکے آٹھ سال بعد حضرت میر ناصر نواب صاحب حضرت مرزا صاحبؑ مسیح ومہدی کی بیعت کی توفیق پا کر دورِ آخرین کے اصحاب میں شامل ہو گئے۔

مبارک وہ جو ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

حضرت میر صاحب کے والد ناصر امیر اور دادا امیر ہاشم علی تھے جو دلّی کے مشہور وممتاز سندی سادات گھرانہ سے تھے۔ بچپن میں ہی یتیم رہ گئے۔ خاندانی جائداد بھی جاتی رہی۔ 1857ء کے فسادات میں انگریزوں نے چند ماہ کے محاصرہ کے بعد دلّی دوبارہ فتح کی تو وہ قتل عام اور لوٹ مار سے اُجڑ کر رہ گئی۔ اس افراتفری میں لوگ دلّی سے نکلتے ہوئے اپنی اپنی قیمتی چیزیں ہمراہ لے جانے لگے تو کم سن میر صاحب کی والدہ نے آپ کے والد مرحوم کا قرآن شریف اٹھالیا اور اس خاندان نے حویلی خانقاہ قطب صاحب میں جا کر پناہ لی۔ وہاں سے بہ ہزار دقت اپنے ماموں ناصر حسین ڈپٹی کلکٹر محکمہ نہر کی مہربانی سے پانی پت پہنچے، جہاں سے اڑھائی برس بعد واپس دلّی آئے ہی تھے کہ پھر بغرض تعلیم اپنے دوسرے ماموں کے پاس مادھو پور ضلع گورداسپور جانا پڑا۔ اسی نوعمری میں ہی خاندان شاہ ولی اللہ سے دینی محبت کے باعث اہلحدیث ہو گئے۔

16 سال کی عمر میں ہی آپ کی والدہ نے سادات خاندان کی ایک مبارک خاتون سے آپ کی شادی کی جسکی نیک سیرت پر خود حضرت میر صاحب نے یہ شاندار گواہی دی کہ ''ایسی بیویاں بھی دُنیا میں کم میسر آتی ہیں'' اس مبارک ماں سے وہ لڑکی پیدا ہوئی جسے رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی ''یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ'' کے مطابق مسیح موعود علیہ السلام کی حرم اور آپ کی مبشر اولاد اور مومنوں کی ماں بننا تھا۔

حضرت میر صاحب خود بیان کرتے ہیں: شادی کے تین سال بعد میرے گھر میں اللہ کے فضل وکرم سے ایک بااقبال اور نیک نصیب لڑکی پیدا ہوئی جو لڑکوں سے زیادہ مجھے عزیز ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے عالی شان مرتبہ بخشا ہے وہ ہمارے زمانے کی خدیجہ اور عائشہ ہے۔

22 سال کی عمر میں میر صاحب محکمہ نہر امرتسر میں اوورسیئر لگ گئے۔ دورانِ ملازمت قادیان آ کر حضرت مرزا صاحب کے خاندان سے تعارف ہوا۔ میر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب گوشہ نشین تھے۔ عبادت اور تصنیف میں مشغول رہتے تھے۔ کوئی شہرت نہیں تھی۔ چند سال بعد براہین احمدیہ کے شائع ہونے پر اسکا ایک نسخہ خریدا۔ اس زمانہ میں مرزا صاحب کو چند امور کیلئے دعا کا خط لکھا جس میں نیک اور صالح داماد کے عطا ہونے کا بھی ذکر تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے جواباً تحریر فرمایا کہ میں اور نکاح کرنا چاہتا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ جیسا تمہارا عمدہ خاندان ہے ایسا ہی تم کو سادات کے عالی شان خاندان سے زوجہ عطا کروں گا اور اس نکاح میں برکت ہوگی اور اسکا سب سامان میں خود بہم پہنچادوں گا۔

پہلے تو طبعاً میر صاحب کو تفاوت عمر، پہلی بیوی اور اس کے بچوں کے باعث تردّد ہوا مگر پھر حضرت مرزا صاحب کی نیکی اور نیک مزاجی کے باعث اپنی صاحبزادی کا رشتہ آپ سے کر دیا۔ 17 نومبر 1884ء کو خواجہ میر درد کی مسجد میں مولوی نذیر حسین محدث دہلوی نے گیارہ سو روپے مہر پر عصر اور مغرب کے درمیان حضرت مرزا صاحب کا نکاح پڑھا اور نہایت سادگی اور خاموشی سے بغیر کسی رسم کے رخصتی عمل میں آئی۔ جس پر آپ کے بعض سسرالی رشتہ دار سخت مخالف بھی ہوئے مگر بقول میر صاحب ''میں ایک بڑا اور تاریخی آدمی بن گیا، اپنی برادری کے چند دنیاداروں کو چھوڑا، خدا تعالیٰ نے مجھے لاکھوں سچے محب اور ہزاروں مومنین، صالحین عطا فرمائے جو مجھے بجائے باپ کے سمجھتے ہیں اور آئندہ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں گے وہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ مجھ پر بھی درود بھیجا کریں گے۔ اللھم صل علی محمد وعلی عبدہ المسیح الموعود والہ''

حضرات! میر صاحب نہ صرف اپنے رشتۂ مصاہرت کے باعث بلکہ اپنی سیرت صدیقی وفاروقی کے باعث بھی مقام رکھتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کی طرح میر صاحب میں صاف گوئی اور بے باکی کی صفت نمایاں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے ابتدائی تین سالوں میں تو میر صاحب آپؑ کے سخت مخالف رہے بلکہ اہلحدیث ہونے کی وجہ سے وہ مولوی نذیر حسین دہلوی اور اپنے دوست مولوی محمد حسین بٹالوی کے ہمنوا تھے۔ پھر 1892ء میں حضرت مرزا صاحب کی مسلسل تحریری دعوت سے جلسہ قادیان پر آئے اور آپ کے اخلاق عالیہ اور دلائل حقہ سے متاثر ہو کر بیعت کی سعادت پائی تو کمال جرأت سے اپنے قبول حق کی داستان شائع کر دی۔

جسکا خلاصہ میر صاحب کی زبانی یہ ہے: ''مرزا صاحب نے باوجودیکہ میں نہ صرف آپ کا مخالف بلکہ بدگو بھی تھا، جلسہ (سالانہ) پر بلایا۔ آپؑ کے بار بار لکھنے سے میرے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی۔ اگر آپ اس قدر شفقت سے نہ لکھتے تو میں ہرگز نہ جاتا اور محروم رہتا پھر جب میں مرزا صاحب سے ملا اور وہ اخلاق سے پیش آئے تو میرا دل نرم ہوا۔ گویا مرزا صاحب کی نظر سرمہ کی سلائی تھی جس سے غبار کدورت میرے دل کی آنکھوں سے دُور ہو گیا...... اور رفتہ رفتہ باطنی بینائی مجھے نصیب ہوئی...... اور یہ حال ہوا کہ کُل اہل جلسہ میں جو مرزا صاحب کے زیادہ محب تھے وہ مجھے بھی زیادہ عزیز معلوم ہونے لگے۔ بعد عصر مرزا صاحب نے کچھ بیان فرمایا جس کے سننے سے میرے تمام شبہات رفع ہو گئے اور آنکھیں کھل گئیں۔ اس جلسہ پر تین سو سے زیادہ شریف اور نیک لوگ جمع تھے جنکے چہروں سے مسلمانی نور ٹپک رہا تھا۔ امیر، غریب، نواب، انجینئر، تھانیدار، تحصیلدار، زمیندار، سوداگر، حکیم، غرض ہر قسم کے لوگ تھے۔ ہاں چند مولوی بھی تھے مگر مسکین مولوی۔ یہ مرزا صاحب کی کرامت ہے کہ ان سے مل کر مولوی بھی مسکین بن جاتے ہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 637 تا 639)

بیعت کے بعد حضرت میر صاحب لدھیانہ، بٹالہ، انبالہ، فیروزپور اور مردان رہے، الٰہی تقدیر کے مطابق 1894ء میں مردان

سے لمبی رخصت لے کر قادیان آئے اور پھر پنشن منظور ہوئی تو قادیان کے ہی ہو کر رہ گئے اور اپنی تمام تر صلاحیتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نچھاور کردیں اور بلا معاوضہ زندگی خدمت سلسلہ کیلئے وقف رکھی۔ آپ حضورؑ کی زمینوں کے مختار بھی تھے اور مالیہ وصول کرنے والے منشی بھی، تعمیری کاموں کے انجینئر بھی آپ ہی تھے۔ گھر کے سب کام آپ ہی دیکھا کرتے۔ حضور کے سفروں کے دوران بھی گھر بار کی نگرانی فرماتے۔ حضورؑ کی آخری عمر کے سفروں میں تو ہمرکاب رہ کر بھی خدمات بجالائے۔ گویا میر صاحب قادیان آکر حضورؑ کے جملہ خانگی وقومی معاملات کے پرائیویٹ سیکرٹری ہو گئے جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسا بھرپور اعتماد تھا کہ آپ فرماتے تھے ''میر صاحب کے کاموں میں دخل نہیں دینا چاہئے۔''

امانت ودیانت

سیرت صدیقی کا دوسرا پہلو میر صاحب کی امانت و دیانت کا خاص وصف تھا۔ محنت اور رزقِ حلال ہمیشہ میر صاحب کا طرّہ امتیاز رہا۔ حالانکہ آپ محکمہ نہر کے افسر تھے۔ جہاں لوگ جائز و ناجائز ہزاروں کماتے ہیں مگر آپ کے ساتھ یہ دلچسپ واقعہ ہوا کہ حسب قاعدہ محکمہ نے ملازمین سے ایک سو روپے کی ضمانت طلب کی جو آپ کے ساتھیوں نے تو فوراً جمع کروادی کیونکہ ضمانت جمع نہ کروانے کا مطلب ملازمت سے فراغت تھی مگر آپ نے ہر صورتحال کیلئے آمادہ ہو کر کمال سادگی سے حقیقت حال بتادی کہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے اور اگر قرض لے کر جمع بھی کرواؤں تو وہ ادا کہاں سے کروں گا۔ وہ تو اللہ بھلا کرے چیف انجینئر کا جنہوں نے آپ کے کاغذات منگوا کر دیکھے تو انہیں خوشگوار حیرت ہوئی کہ ہمارے محکمہ نہر میں ایسا امانتدار شخص بھی موجود ہے جو اتنی سروس کے بعد گھر میں سو روپیہ بھی جمع نہ رکھ سکا۔ یہ دیکھتے ہوئے چیف صاحب نے آپ کو ضمانت داخل کرنے سے مستثنیٰ کردیا۔

حضرت میر صاحب نے احباب جماعت میں رزق حلال کی تحریک عام کرنے کیلئے خود قادیان میں مذہبی مخالفت کے باوجود احمدیوں کی پہلی دوکان کھولی جو آپ کے مقام ومرتبہ کے لحاظ سے ایک غیر معمولی بات تھی۔

صاف دلی

میر صاحب میں سیرت صدیقی کا یہ وصف بھی نمایاں تھا کہ ناراضگی کی صورت میں صلح میں پہل کرتے تھے اور ہمیشہ بغض و کینہ سے اپنا سینہ صاف رکھتے تھے۔ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ تعلیم الاسلام اسکول کے ہیڈ ماسٹر اور حضرت میر صاحب ناظم تھے۔ کسی معاملہ پر اختلاف ہو گیا مگر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے سمجھانے پر عرفانی صاحب نے میر صاحب سے معذرت کا ارادہ کرلیا۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ خود حضرت میر صاحب تشریف لائے اور باآواز بلند السلام علیکم کہہ کر عرفانی صاحب سے بغل گیر ہو کر صلح میں پہل کردکھائی۔

ہمدردیٔ خلق

مخلوق خدا کی بھلائی کیلئے میر صاحب بہت سخاوت فرماتے تھے۔ نقدی اور کپڑوں سے مساکین کی امداد آپ کی عادت تھی۔ غریبوں کیلئے در بدر جا کر چندہ اکٹھا کرنے میں کوئی عار نہ تھی۔ قادیان ہجرت کر کے آنیوالوں کیلئے مکان بنانے کی ایک تحریک آپ نے شروع کی اور کمال محنت سے چندہ اکٹھا کر کے محلہ دارالضعفاء (ناصر آباد) تیار کیا۔

قادیان میں رفاہ عامہ کا دوسرا بڑا کام نور ہسپتال کی تعمیر ہے، جس کیلئے آپ نے خاکروبوں کے گھروں میں جا کر چندہ لینے سے بھی دریغ نہ کیا۔ اسی طرح مسجد نور کی تعمیر بھی آپ نے چندہ کے ذریعہ مکمل کروائی۔ الدار اور مسجد مبارک کے سامنے فرش لگا کر راستہ درست کروایا، قادیان کی ترقی کی پیشگوئی کے پیشِ نظر اسکے گرد ڈھابوں میں بھرتی کا پہلا خیال میر صاحب کو ہی آیا۔ ڈھابوں کا منصوبہ بڑے وسائل کا محتاج تھا جو حالیہ سالوں میں پنجاب حکومت کے خصوصی تعاون سے بالآخر تکمیل کو پہنچا ہے۔ میر صاحب بہت سستی بھرتی کرواتے تھے مگر پھر بھی بعض نکتہ چینوں نے اموال سلسلہ کے ضیاع کا اعتراض کردیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شکایت کرنے والوں کو میر صاحب کے ایسے مفید کاموں میں دخل اندازی سے منع فرمادیا۔ پھر دُنیا نے دیکھا کہ ڈھابوں کی بھرتی کے اس بابرکت کام کے بعد وہیں جامعہ احمدیہ قادیان بنا اور میر صاحب نے بطور ناظم تعمیرات دن رات ایک کر کے وہاں تعلیم الاسلام اسکول کی بھی تعمیر کروائی۔

آپ افسر بہشتی مقبرہ مقرر ہوئے تو اسکے باغ میں آموں کی مختلف اقسام لگوائیں، کنواں کھدوایا اور دیگر تعمیرات کروائیں۔

حضرت میر صاحب 49 سال کی عمر میں قادیان تشریف لائے تھے اور بروز جمعۃ المبارک 19/ستمبر 1924ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ قادیان میں 30 سال کا عرصہ بے لوث خدمت سلسلہ میں گزارا۔ جس کام میں ہاتھ ڈالا اپنی محنت، اخلاص اور استقامت کے باعث اُسے پایہ تکمیل تک پہنچا کر چھوڑا۔

اطاعت مسیح موعودؑ

آپ نے کمال وفا سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کامل اطاعت کے شاندار نمونے دکھائے۔

غیرت دینی اور شاعری

حضرت میر صاحب اہل زبان تھے اور شاعری کا نہایت اعلیٰ فطری ذوق تھا۔ اس زمانہ میں لاہور میں انجمن حمایت اسلام کے جلسے بڑی دھوم دھام سے ہوتے تھے جس میں آپ کی اس پُرجوش نظم پر بے تحاشا لوگوں نے چندہ خیرات کیا۔

پھولوں کی گر طلب ہے تو پانی چمن کو دے
جنت کی گر طلب ہے تو زر انجمن کو دے

غیرتِ دینی کا یہ عالم تھا کہ میر صاحب سلسلہ کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کر سکتے تھے جب تک اس کا جواب نہ دے لیں۔ اس لحاظ سے آپ نے شاعر دربارِ نبویؐ حضرت حسّان بن ثابتؓ کا کردار ادا کیا۔

لدھیانہ کے ایک نومسلم اہلحدیث مولوی کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ہجو کا جواب دیتے ہوئے لکھا۔

اک سگ دیوانہ لدھیانہ میں ہے
آج کل وہ خرشتر خانہ میں ہے
گر نہ باز آیا تو ہووے گا ذلیل
اس پہ نازل ہوگا ہر دم قہر ایل

اب وقت کی مناسبت سے سیرت کے بعض پہلوؤں کی طرف اشارے ہی کئے جاسکتے ہیں۔

محبت الٰہی

میر صاحب کی محبت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ نماز باجماعت میں ناغہ نہ ہونے دیتے اور اپنے گھر واقع دارالعلوم سے پیدل نماز کیلئے باقاعدہ مسجد مبارک تشریف لاتے۔ آپ عالم باعمل داعی الی اللہ تھے، نہ صرف کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اشاعت اور مطالعہ کیلئے ہمیشہ احباب جماعت کو تحریک کرتے رہتے بلکہ اپنی نظم ونثر کے ذریعہ بھی دعوت الی اللہ کا قلمی جہاد فرماتے، محکمہ نہر کے ایک دوست حافظ محمد یوسف امرتسری کے خط کے جواب میں آپ کا پندرہ صفحات کا خط ایک شاندار علمی مناظرہ ہے جس میں جماعت پر ہونے والے اکثر اعتراضات کا مختصر جامع اور مدلل جواب پڑھنے کے لائق ہے۔

اہل خانہ سے حسن سلوک

اہل خانہ سے حسن سلوک ہمارے آقا ومولیٰ خاتم الانبیاء ﷺ اور صحابہ رسول کے اسوہ کے عین مطابق تھا جس کا اندازہ ان اشعار سے ہوسکتا ہے جو اپنی حرم محترم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

اے میرے دل کی راحت میں ہوں تیرا فدائی
تکلیف میں نے ہرگز تجھ سے کبھی نہ پائی
مجھ کو نہ چین تجھ بن بے میرے سکھ نہ تجھ کو
میں تیرے غم کی دارو تو میری ہے دوائی

اس سے بڑھ کر میاں بیوی کے دوستانہ تعلق کی کیا مثال ہوگی۔

اطاعت امام

الغرض حضرت میر صاحب نے اپنے آقا ومطاع اور خلفائے سلسلہ کی اطاعت ونصرت کا حق ادا کر دکھایا۔ خلافت اولیٰ کے انتخاب کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب، میر ناصر نواب صاحب اور نواب محمد علی خان کا نام لیکر فرمایا تھا کہ ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائد کا نام لیا ہے ان میں سے کوئی منتخب کرلو۔ میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔'' پھر جب ساری جماعت کا اتفاق حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ پر ہو گیا تو آپ کی بیعت کر کے میر صاحب نے اس کا حق بھی خوب ادا کیا۔

حضرت خلیفہ اوّل نے اپنے دور میں میر صاحب کے رفاہی کاموں کو دیکھ کر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے آپ کو تحریر فرمایا: مکرم معظم حضرت میر صاحب! آپ کے کاموں اور خواہشوں کو دیکھ کر میری خواہش ہوتی اور دل میں بڑی تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ جس طرح آپکے دل میں جوش ہے...... ہمارے اور تمام کاموں میں سعی کرنے والے ایسے ہی پیدا ہوں۔

اس زمانہ میں جب بعض لوگ خلافت کے مقابل پر انجمن کا نام لینے لگے تو قیام واستحکام خلافت کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد مندرجہ رسالہ الوصیت کہ ''تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو'' کے مطابق آپ کے دل میں دعاؤں کی ایسی پُرزور تحریک پیدا ہوئی کہ آپ روزانہ مغرب کے بعد قادیان میں احباب جماعت کے ساتھ مل کر قدرت ثانیہ کے قائم ودائم رہنے کیلئے دعا کیا کرتے تھے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور اولاد میں سے آپ کے

نواسے حضرت مرزا بشیر الدین خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے کمال صدق و اخلاص کے ساتھ انکی بیعت کرکے اطاعت کے شاندار نمونے دکھائے۔ اس وقت لاہوری احباب کے الگ ہوجانے سے جماعت کا خزانہ خالی ہو چکا تھا۔ حضرت میر صاحب نے سلطان نصیر بن کر مالی قربانی کا شاندار نمونہ دکھاتے ہوئے از خود فوراً ایک رقم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کردی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا آپ سے تعلق

حضرت میر صاحب کی ان خوبیوں اور صفات حسنہ کے باعث حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میر صاحب سے بہت محبت تھی۔ 1905ء میں آپ حضور کے ساتھ دہلی میں تھے کہ بیمار ہوگئے تو حضور کو بہت تشویش ہوئی اور ان کے علاج کیلئے قادیان سے حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ کو تار دے کر بلوایا اور خود اتنی دعا کی کہ الہام ہوا:

دستِ تو دعائے تو

اور اس الہام کے ساتھ شفا ہوگئی۔

حضور علیہ السلام نے حضرت میر صاحب کی خصوصیات کا ذکر کرکے انہیں زندۂ جاوید کردیا۔ ازالہ اوہام میں تحریر فرماتے ہیں:

"حبّی فی اللہ میر ناصر نواب صاحب ......علاوہ رشتہ روحانی کے رشتہ جسمانی بھی اس عاجز سے رکھتے ہیں کہ اس عاجز کے خسر ہیں۔ نہایت یکرنگ اور صاف باطن اور خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہیں اور اللہ اور رسول کی اتباع کو سب چیز سے مقدم سمجھتے ہیں اور کسی سچائی کے کھلنے سے پھر اس کو شجاعت قلبی کے ساتھ بلاتوقف قبول کر لیتے ہیں۔ حبِ للہ اور بُغضِ للہ کا مومنانہ شیوہ اُن پر غالب ہے۔ کسی کے راستباز ثابت ہونے سے وہ جان تک سے بھی فرق نہیں کرسکتے اور کسی کو ناراستی پر دیکھ کر اُس سے مداہنت کے طور پر کچھ تعلق رکھنا نہیں چاہتے۔" (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 535 تا 536)

حضرت اماں جان سے ہونیوالی مبشر اولاد اور میر صاحب کے پسران حضرت میر محمد اسماعیل صاحب اور میر اسحاق کی اولاد در اولاد بھی بلاشبہ میر صاحب کیلئے صدقہ جاریہ ہے اور رہے گی۔ انشاء اللہ

حضرات! آج کی تقریر کا لب لباب دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کا اعادہ ہے جو ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں دہرائی کہ "تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو...... ہر رنگ میں ہر صورت میں وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔" اسکے بعد حضور نے فرمایا اور اسی پر ختم کرتا ہوں کہ "اگر جماعتی ترقی کو ہمیشہ قائم رکھنا ہے اور خلافت کے نظام کو دائمی رہنے کی کوشش کرنی ہے تو وہ نمونے بھی مستقل مزاجی سے قائم رکھنے پڑیں گے۔ تبھی وہ ترقیات بھی ملیں گی جو پہلے ملتی آئی ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 مئی 2018)

اللھم صل علی محمد
وعلی عبدہ المسیح الموعود وآلھم

......☆......☆......

مسیح وقت اب دُنیا میں آیا

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولیٰ نے بتا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مسلمانوں پہ تب اِدبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
رسولِ حق کو مٹی میں سُلایا
مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہیں کرکے پھل ویسا ہی پایا
اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا
خدا نے پھر تمہیں اب ہے بُلایا
کہ سوچو عزتِ خیرالبرایا
ہمیں یہ رہ خدا نے خود دکھا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

کوئی مُردوں میں کیونکر راہ پاوے
مرے تب بے گماں مُردوں میں جاوے
خدا عیسیٰ کو کیوں مُردوں سے لاوے
وہ خود کیوں مُہرِ ختمیت مٹاوے
کہاں آیا کوئی تا وہ بھی آوے
کوئی اک نام ہی ہم کو بتاوے
تمہیں کس نے یہ تعلیم خطا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات
معمّہ کھل گیا روشن ہوئی بات
دکھائیں آسماں نے ساری آیات
زمیں نے وقت کی دے دیں شہادات
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات
خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
خدا نے اک جہاں کو یہ سنا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے اُن کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

خدا کا ہم پہ بس لُطف و کرم ہے
وہ نعمت کونسی باقی جو کم ہے
زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے
ظہورِ عون و نصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پُشت خم ہے
سنو اب وقت توحیدِ اتم ہے
ستم اب مائلِ مُلکِ عدم ہے
خدا نے روکِ ظلمت کی اٹھا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین اردو)

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور اپنے دوست احباب کو بھی اسکے پڑھنے کی ترغیب دیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار بدر کے خصوصی شمارہ دسمبر 2014 کے لئے اپنا پیغام ارسال کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ بات بدر کے ادارہ اور قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اخبار احباب جماعت کی روحانی اصلاح اور ترقی کیلئے جاری کیا گیا تھا اور ہمارے بزرگوں نے باوجود نامساعد حالات کے پوری جانفشانی سے اسے ہمیشہ جاری رکھنے کی سعی کی اور ان کی دعاؤں اور پاک کوششوں کی برکت سے ہی آج تک یہ جاری ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اسے پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں کو بالخصوص اور باقی دُنیا میں بسنے والے احمدیوں کو بالعموم اس کے مطالعہ کی اور اس سے وابستہ برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔"

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس نہایت اہم اور بصیرت افروز ارشاد کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ بھارت کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ ہر گھر میں اخبار بدر کے مطالعہ کو یقینی بنایا جانا بہت ضروری ہے۔ اس میں قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے علاوہ حضور انور کے خطبات جمعہ اور خطابات، نیز حضور انور کے مختلف ممالک کے دوروں کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز رپورٹیں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں جس کا مطالعہ ہر احمدی کیلئے ضروری ہے۔ اللہ کے فضل سے اب یہ اخبار ہندی، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم، اُڑیہ زبان میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ جن احمدی دوستوں نے اب تک اخبار بدر اپنے نام نہیں لگوایا ہے، ان سے درخواست ہے کہ اخبار بدر لگوا کر خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی اس کے مطالعہ کا موقع فراہم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اخبار بدر کے نہ ملنے سے متعلق کسی بھی شکایت یا چندہ جات کی ادائیگی سے متعلق دریافت کیلئے مندرجہ ذیل نمبرات پر رابطہ کریں۔ (نواب احمد، مینیجر اخبار بدر)

+91 1872 224757 +91 94170 20616 managerbadrqnd@gmail.com

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرکۃ الآراء تصنیف انجام آتھم

(حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب رضی اللہ عنہ)

روحانی خزائن کی یہ گیارھویں جلد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''انجام آتھم''، مع ضمیمہ پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پادری ڈپٹی عبداللہ آتھم کی وفات پر تالیف فرمائی جو 27/جولائی 1896ء کو بمقام فیروز پور واقع ہوئی۔ اِس کتاب میں آپؑ نے آتھم سے متعلقہ پیشگوئی پر روشنی ڈالی ہے اور عیسائیوں، مسلمان علماء، صوفیاء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کیلئے دعوت دی ہے اور عربی زبان میں ایک مکتوب باعمل اہلِ علم اور فقراءِ منقطعین کے نام لکھا ہے جس میں آپ نے تائیداتِ الٰہیہ اور ان نشانوں کا ذکر فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے۔

اِسی طرح ضمیمہ انجام آتھم میں آپ نے بزبان اردو نشانات کا ذکر فرماتے ہوئے اپنے تین سو تیرہ (313) اصحاب کی فہرست لکھی ہے جو حدیث نبویؐ کی اس پیشگوئی کو پورا کرنے والی ہے کہ مہدی کے پاس ایک کتاب میں بدری اصحاب کی تعداد کے مطابق 313 اصحاب کے نام لکھے ہوئے ہوں گے۔

پیشگوئی متعلقہ آتھم

جنگِ مقدس یعنی مباحثہ کے آخری دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا:

''آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جبکہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ تُو اِس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اُس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اِس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچّے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی 15 ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اُس کو سخت ذلّت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اُسکی اس سے عزّت ظاہر ہوگی۔'' (جنگ مقدس، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 291، 292)

اِس پیشگوئی کے اعلان پر یہ پندرہ دن کی جنگِ مقدس ختم ہوگئی اور اِس پیشگوئی کے نتیجہ کا لوگ انتظار کرنے لگے۔ اور اللہ تعالیٰ کا چونکہ منشا تھا کہ اِس نشان کو ایک عظیم الشان صورت میں ظاہر کرے اور اُس کی صورت یوں ہوئی کہ جب پیشگوئی کی میعاد پندرہ ماہ (از 5/جون 1893ء تا 5/ستمبر 1894ء) ختم ہوگئی اور عبداللہ آتھم جو اس جنگ مقدس میں مناظر تھا مطابق پیشگوئی رجوع الی الحق کرنے کی وجہ سے نہ مرا تو عیسائیوں نے اُسے عیسائیت کی اسلام پر فتح قرار دیا۔ اور چھ ستمبر کو انہوں نے امرتسر میں ایک جلوس بھی نکالا۔ اور اُن کی خوشی منانے میں بعض نادان علماء اور اُن کے تابع نام کے مسلمان بھی شریک ہوئے اور ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میعاد گزرتے ہی 6/ستمبر 1894ء کو رسالہ ''انوار الاسلام'' شائع فرمایا جس میں آپ نے یہ تحریر فرمایا کہ یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کے ارادہ اور حکم کے موافق نہایت صفائی سے میعاد کے اندر پوری ہوگئی۔ اور اگر عبداللہ آتھم کا دل جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی توہین اور تحقیرِ اسلام پر قائم رہتا اور اسلامی عظمت کو قبول کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حصّہ نہ لیتا تو اس میعاد کے اندر اُس کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے الہام نے مجھے جتلا دیا کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم نے اسلام کی عظمت اور اسکے رُعب کو تسلیم کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کسی قدر حصّہ لیا۔ جس حصّہ نے اُسکے وعدۂ موت اور کامل طور کے ہاویہ میں تاخیر ڈال دی اور ہاویہ میں تو گرا لیکن اس بڑے ہاویہ سے تھوڑے دنوں کیلئے بچ گیا جسکا نام موت ہے۔ اور پیشگوئی ''بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے'' کا فقرہ بے فائدہ نہ تھا۔ اِس لئے جس قدر اُس نے رجوع کیا اُسکا اُسے فائدہ پہنچ گیا۔ پس فتح اسلام کی ہوئی اور عیسائیوں کو ذلّت اور ہاویہ نصیب ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آتھم کے رجوع کے متعلّق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع دی وہ یہ تھی:

''اِطَّلَعَ اللّٰہُ عَلٰی ھَمِّہٖ وَ غَمِّہٖ۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا وَلَا تَعْجَبُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ وَبِعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی۔ وَ نُمَزِّقُ الْاَعْدَآءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ۔ وَ مَکْرُ اُولٰٓئِکَ ھُوَ یَبُوْرُ۔ اِنَّا نَکْشِفُ السِّرَّ عَنْ سَاقِہٖ یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ''

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 2)

''ترجمہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس (آتھم۔ناقل) کے ہمّ و غم پر اطلاع پائی اور اُس کو مہلت دی جب تک کہ وہ بے باکی اور سخت گوئی اور تکذیب کی طرف میل کرے اور خدا تعالیٰ کے احسان کو بھلا دے...... اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی یہی سنّت ہے...... عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے...... اگر دل کے کسی گوشہ میں بھی کچھ خوف الٰہی مخفی ہو اور کچھ دھڑکا شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہیں ہوتا۔''

اور جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو اور غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر قائم رہو...... مجھے میری عزّت اور جلال کی قسم ہے کہ تُو ہی غالب ہے...... ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کر دیں گے یعنی اُن کو ذلّت پہنچے گی اور اُن کا مکر ہلاک ہو جائے گا...... اور خدا تعالیٰ بس نہیں کرے گا اور نہ باز آئے گا جب تک دشمنوں کے تمام مکروں کی پردہ دری نہ کرے اور اُن کے مکر کو ہلاک نہ کر دے...... پھر فرمایا کہ ہم اصل بھید کو اس کی پنڈلیوں میں سے ننگا کر کے دکھا دیں گے...... اُس دن مومن خوش ہوں گے۔'' (انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 2، 3)

نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ تو مسٹر عبداللہ آتھم کا حال ہوا مگر اس کے باقی رفیق بھی جو فریق بحث کے لفظ میں داخل تھے اور جنگ مقدس کے مباحثہ سے تعلق رکھتے تھے خواہ وہ تعلق اعانت کا تھا یا بانی کار ہونے کا یا مجوز بحث یا حامی ہونے کا یا سرگروہ ہونے کا ان میں سے کوئی بھی اثر ہاویہ سے خالی نہ رہا۔'' (انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 8) مثلاً:

اوّل خدا تعالیٰ نے پادری رائٹ کو لیا جو دراصل اپنے رتبہ اور منصب کے لحاظ سے اس جماعت کا سرگروہ تھا اور وہ عین جوانی میں ایک ناگہانی موت سے اس جہان سے گزر گیا اور خدا تعالیٰ نے اس کی بے وقت موت سے ڈاکٹر مارٹن کلارک اور ایسا ہی اس کے دوسرے تمام دوستوں اور عزیزوں اور ماتحتوں کو سخت صدمہ پہنچایا اور ماتمی کپڑے پہنا دیئے اور اس کی بے وقت موت نے ان کو ایسے دکھ اور درد میں ڈالا جو ہاویہ سے کم نہ تھا۔

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 8)

پادری رائٹ صاحب کی وفات پر جو افسوس گرجا میں ظاہر کیا گیا، اس میں عیسائیوں کی مضطربانہ اور خوف زدہ حالت کا نظارہ مفصلہ ذیل الفاظ سے آئینہ دل میں منقش ہو سکتا ہے جو اس وقت پر یچر کے مرعوب اور مغضوب دل سے نکلے اور وہ یہ ہیں: ''آج رات خدا کے غضب کی لاٹھی بے وقت ہم پر چلی اور اُسکی خفیہ تلوار نے بے خبری میں ہم کو قتل کیا۔'' (انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 8 حاشیہ)

2۔ پادری فورمین لاہور میں مرے۔
(صفحہ 8 ح)

3۔ پادری ہاول اور پادری عبداللہ بھی سخت بیماریوں کے ہاویہ میں گرائے گئے۔
(صفحہ 8 مفہوماً)

4۔ جنڈیالہ کا ڈاکٹر یوحنا جو عیسائیوں کا ایک اعلیٰ رکن تھا جسکو عین مباحثہ میں طبع مباحثہ کا کام سپرد کیا گیا تھا میعاد مقررہ کے اندر مرا۔
(انوار الاسلام، صفحہ 8، 9 مفہوماً)

5۔ پھر سب پادریوں اور خصوصاً پادری عماد الدین کو جو اپنے آپ کو مولوی کے لقب سے ملقّب کرتے تھے اور قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت پر معترض تھے سخت ذلّت پہنچی۔ جب انہیں رسالہ نور الحق کے مقابلہ میں جو آپؑ نے میعاد پیشگوئی کے اندر لکھا تھا پانچ ہزار روپیہ انعام کے وعدہ کے ساتھ رسالہ لکھنے کی دعوت دی گئی اور بالمقابل ویسا رسالہ لکھنے سے اُن کے عاجز آنے سے انہیں سخت ذلّت پہنچی اور پانچ ہزار روپیہ لینے کی بجائے ہزار لعنت اُن کے حصّہ میں آئی۔ (ایضاً)

آتھم کے رجوع بحق ہونے کے قرائن

نیز آپ نے فرمایا کہ الہام کے علاوہ

بعض ایسے قرائن بھی موجود ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آتھم نے رجوع الی الحق کیا۔

اوّل پیشگوئی سُنتے ہی آتھم کے چہرہ پر ایک خوفناک اثر پیدا ہو گیا تھا اور اُسکے حواس کی پریشانی اُسی وقت سے دکھائی دینے لگی تھی۔ پھر وہ روز بروز بڑھتی گئی اور آتھم کے دل و دماغ پر اثر کرتی گئی اور یہاں تک کہ جیسا کہ اخبار ''نور افشاں'' میں آتھم نے خود شائع کروایا ڈرانے والی تمثلات کا نظارہ شروع ہو گیا۔

اور اس پیشگوئی کو سُناتے وقت نہ صرف آتھم پر اثر ہوا بلکہ تمام عیسائیوں پر ہوا۔ اِس لئے انہوں نے پیش بندی کے طور پر اُسی دم کہنا شروع کر دیا تھا کہ آتھم کے مرنے کی تو ایک ڈاکٹر نے خبر بھی دے رکھی ہے کہ چھ ماہ تک مر جائے گا۔

دوسرا قرینہ آتھم کے رجوع بحق ہونے کا وہ تین حملے ہیں جو بقول اُس کے اُس کی جان لینے کیلئے کئے گئے۔ پہلا حملہ اُس نے یہ بیان کیا کہ اُسے ایک خونی سانپ دکھائی دیا جو بقول اُسکے تعلیم یافتہ تھا جو ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے اُسے ڈسنے کیلئے چھوڑا تھا۔ اُس سانپ کی قہری تجلّی سے مرعوب ہو کر سخت گرمی کے موسم میں اپنی بیوی اور بچوں کی جدائی برداشت کر کے امرتسر چھوڑ کر آتھم صاحب لدھیانہ میں اپنے داماد کے پاس پناہ گزیں ہوئے تو وہاں بعض مسلّح آدمی نیزوں کے ساتھ اُن کو دکھائی دیئے جو اُن کے احاطہ کوٹھی کے اندر آ کر بس قریب ہی آ پہنچے ہیں اور قتل کرنے کیلئے مستعد ہیں۔ اُن کا یہ خوف اور بے آرامی اور دل کی غمنا کی اور پریشانی بڑھتی چلی گئی اور حق کے رُعب نے انہیں دیوانہ سا بنا دیا۔ تب لدھیانہ سے بھی وہ بھاگے اور فیروز پور اپنے دوسرے داماد کے ہاں پہنچے اور پیشگوئی کی عظمت نے اُن کی وہ حالت بنا رکھی تھی جو ایسے شخص کی ہوتی ہے جو یقین یا ظن رکھتا ہو کہ شائد عذابِ الٰہی نازل ہو جائے۔ فیروز پور میں جیسا کہ وہ لکھتے ہیں انہوں نے دیکھا کہ بعض آدمی تلواروں اور نیزوں کے ساتھ آ پڑے اور انہیں خطرناک خوف طاری ہوا۔ اور اس تمام عرصہ میں ایک حرف بھی اسلام کے برخلاف مُنہ سے نہ نکالا اور یہ تینوں حملے جیسا کہ انہوں نے الزام لگایا ہماری جماعت کی طرف سے نہیں تھے۔ نہ کسی احمدی نے کوئی سانپ سکھا کر آتھم صاحب کو ڈسنے کے لئے چھوڑا تھا اور نہ نیزوں اور تلواروں سے مسلّح آدمی اُن کے قتل کیلئے بھیجے جو پولیس کے پہرہ کی موجودگی میں حملہ کیلئے کوٹھی میں داخل ہوئے اور سوائے آتھم کے اَور کسی کو نظر نہ آئے۔ اور نہ انہیں کسی نے پکڑا اور پھر آتھم صاحب نے باوجود ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ ہونے کے کسی پر نالش بھی نہ کی۔ یہ تینوں حملے درحقیقت اسلامی پیشگوئی کی ہیبت کا نتیجہ تھے اور یہ حملے اُن کے مرعوب اور خوف زدہ دل اور دماغ کے تصوری تمثلات تھے۔

پس اسلامی پیشگوئی کا ہولناک اثر اس کے دل پر ہوا اور اُس نے اپنے دل کے تصوّرات اور اپنے افعال و حرکات اور خوفِ شدید اور اپنے ہراساں دل سے عظمتِ اسلامی کو قبول کر لیا۔ اور خوف دکھایا۔ اور سخت ڈرا۔ اِس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی سنّت کے موافق اُس سے وہ معاملہ کیا جو ڈرنے والے دل سے ہونا چاہئے۔ حق کی طرف جُھکنا اور اسلامی عظمت کو اپنی خوفناک حالت کے ساتھ قبول کرنا درحقیقت ایک ہی بات ہے۔ اور یہ حالت ایک رجوع کرنے کی قسم ہے۔ اگرچہ ایسا رجوع عذاب آخرت سے نہیں بچا سکتا۔ مگر عذاب دنیوی میں ضرور تاخیر ڈال دیتا ہے۔ آپ نے قرآن و بائبل کے حوالہ جات سے ثابت کیا کہ الہامی پیشگوئیوں سے ڈرنا رجوع میں داخل ہے اور رجوع عذاب میں تاخیر ڈال دیتا ہے۔

تیسرا قرینہ آتھم کے رجوع الی الحق کا یہ ہے کہ الہام نے ظاہر کر دیا ہے کہ اس نے پیشگوئی کی شرط کے مطابق ایسا رجوع الی الحق کیا ہے جس کی وجہ سے وہ کامل ہاویہ یعنی موت کے عذاب سے بچ گیا۔ اور ایسا اس لئے بھی ہونا چاہئے تھا کہ آتھم کی موت کے معاملہ کو فریقِ مخالف نے پہلے مشتبہ کر دیا تھا کہ آتھم کے مرنے کی تو ایک ڈاکٹر نے خبر بھی دے رکھی ہے کہ چھ ماہ تک مر جائے گا۔ کوئی کہتا مرنا کوئی نئی بات ہے۔ کوئی کہتا کمزور بڈھا ہے موت کیا تعجب۔ کوئی کہتا جادو سے ماردیں گے۔ اِس لئے خدا تعالیٰ نے موت کے پہلو کو ٹال دیا اور مسٹر آتھم کے دل پر عظمتِ اسلام کا رُعب ڈال کر پیشگوئی کے شرط والے پہلو سے اُسکو حصّہ دے دیا اور وہ خدا تعالیٰ کی قدیم سنّت کے موافق موت سے بچ گیا۔

چوتھا قرینہ آتھم کے رجوع الی الحق کا اُسکا باوجود چار ہزار روپیہ انعام دیئے جانے کے قسم کھانے سے انکار ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آتھم کو ایک رجسٹری خط میں اپنے الہام کا ذکر کر کے لکھا کہ بجز خدا تعالیٰ اور میرے اور آپ کے دل کے اور کسی کو خبر نہیں۔ سو اگر آپ الہام کو سچا نہیں سمجھتے تو تین مرتبہ قسم کھا کر صاف کہہ دیں کہ یہ الہام جھوٹا ہے۔ اگر الہام سچا ہے اور میں نے ہی جھوٹ بولا ہے تو اے قادر غیّور خدا مجھ کو سخت عذاب میں مبتلا کر اور اُسی میں مجھ کو موت دے دے۔ آپ نے ایسی قسم کھانے پر ایک ہزار روپیہ انعام مقرر کیا۔ پھر دوسرے اشتہار میں دو ہزار روپیہ اور تیسرے اشتہار میں تین ہزار روپیہ اور چوتھے اشتہار میں چار ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا اگر وہ یہ قسم کھا جائیں کہ:

''اس پیشگوئی کے عرصہ میں اسلامی رُعب ایک طرفۃ العین کیلئے بھی میرے دل پر نہیں آیا اور میں اسلام اور نبی اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ناحق پر سمجھتا رہا اور سمجھتا ہوں اور صداقت کا خیال تک نہیں آیا اور حضرت عیسیٰ کی ابنیت اور الوہیت پر یقین رکھتا رہا اور رکھتا ہوں اور ایسا ہی یقین جو فرقہ پروٹسٹنٹ کے عیسائی رکھتے ہیں اور اگر میں نے خلافِ واقعہ کہا ہے اور حقیقت کو چھپایا ہے تو اے خدائے قادر مجھ پر ایک برس میں عذاب موت نازل کر۔

(انوارالاسلام، روحانی خزائن، جلد 9 صفحہ 6)

نیز فرمایا: ''اب اگر آتھم صاحب قسم کھا لیویں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا۔''

(انوارالاسلام، روحانی خزائن، جلد 9 صفحہ 114)

نیز آپ نے فرمایا: ''اگر تاریخ قسم سے ایک سال تک زندہ سالم رہا تو وہ اُس کا روپیہ ہو گا اور پھر اُس کے بعد یہ تمام قوموں میں مجھ کو جو سزا دینا چاہیں دیں۔ اگر مجھ کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کریں تو میں عذر نہیں کروں گا۔ اور اگر دنیا کی سزاؤں میں سے مجھ کو وہ سزا دیں جو سخت تر سزا ہے تو میں انکار نہیں کروں گا اور خود میرے لئے اِس سے زیادہ کوئی رسوائی نہیں ہو گی کہ مَیں اُن کی قسم کے بعد جسکی میرے ہی الہام پر بِنا ہے جھوٹا نکلوں۔'' (ضیاء الحق، روحانی خزائن، جلد 9 صفحہ 319، 317)

مگر آپ نے واضح الفاظ میں فرما دیا: ''اور یاد رکھو کہ وہ اِس اشتہار کی طرف رُخ نہیں کرے گا کیونکہ کاذب ہے اور اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ وہ اِس خوف سے مرنے تک پہنچ چکا تھا...... اور اُسکا دل گواہی دے گا کہ ہمارا الہام سچّا ہے گو وہ اِس بات کو ظاہر نہ کرے مگر اسکا دل اس بیان کا مصدّق ہو گا۔ لیکن اگر دُنیا کی ریا کاری سے اِس مقابلہ پر آئے گا تو پھر الٰہی عذاب کامل طور سے رجوع کرے گا۔''

(انوارالاسلام، روحانی خزائن، جلد 9 صفحہ 10، 11)

اور فرمایا: ''اگر آتھم کو عیسائی لوگ ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں اور پھر ذبح بھی کر ڈالیں تب بھی وہ قسم نہیں کھائیں گے۔''

(انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11 صفحہ 3)

اور آپؑ نے نہایت تحدّی سے فرمایا کہ اگر رجوع کیا ہے اور پھر منکر ہے تو قسم کھانے کے بعد ''ضرور بغیر تخلّف اور بغیر استثناء کسی شرط کے ان پر موت آئے گی۔'' (انوارالاسلام، روحانی خزائن، جلد 9 صفحہ 66 مفہوماً)

اور فرمایا: ''اگر آتھم صاحب نے جھوٹی قسم کھالی تو ضرور فوت ہو جائیں گے۔''

(انوارالاسلام، روحانی خزائن، جلد 9 صفحہ 70)

نیز فرمایا: ''قسم کھانے کے بعد خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ فیصلہ قطعی کرے۔ سو قسم کے بعد ایسے مکّار کا پوشیدہ رجوع ہرگز قبول نہیں ہو گا۔''

(انوارالاسلام، روحانی خزائن، جلد 9 صفحہ 81)

پھر آپؑ نے پادریوں کو قسم کا واسطہ دے کر آتھم کو قسم کھانے پر آمادہ کرنے کیلئے اپیل کی اور فرمایا کہ:

''جو ولد الحلال ہے اور درحقیقت عیسائی مذہب کو ہی غالب سمجھتا ہے تو چاہئے کہ ہم سے دو ہزار روپیہ لے اور آتھم صاحب سے ہمارے منشاء کے موافق قسم دلا دے پھر جو کچھ چاہے ہمیں کہتا رہے۔''

(انوارالاسلام، روحانی خزائن، جلد 9 صفحہ 86)

مگر آتھم صاحب پر کسی کی اپیل کا اثر نہ ہوا اور قسم کھانے پر آمادہ نہ ہوئے۔

آتھم صاحب کا عذر

آتھم صاحب سے جب قسم کا باصرار مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے کہا: اگر مجھے قسم دینا ہے تو عدالت میں میری طلبی کرائیے یعنی بغیر جبر عدالت میں قسم نہیں کھا سکتا گو یا ان کا ایمان عدالت کے جبر پر موقوف ہے مگر جو سچائی کے اظہار کیلئے قسم نہیں کھاتے وہ نیست و نابود کئے جائیں گے۔ (یرمیاہ، باب 12، آیت 16)

(انوارالاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 99 حاشیہ)

نیز انہوں نے کہا کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا ممنوع ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا مفصل جواب دیا۔ کہ حضرت عیسیٰؑ جانتے تھے کہ قسم کھانا شہادت کی رُوح ہے۔ وہ اس کو حرام قرار نہیں دے سکتے تھے۔ الٰہی قانون قدرت اور انسانی صحیفۂ فطرت اور انسانی کانشنس گواہ ہے کہ قطع خصومات کیلئے انتہائی حد قسم ہے۔ گورنمنٹ کے تمام عہدیدار قسم اٹھاتے ہیں پطرس، پولوس اور خود مسیح نے قسم کھائی۔ فرشتے بھی قسم کھاتے ہیں۔ خدا بھی قسم کھاتا ہے۔ نبیوں نے بھی قسمیں کھائیں۔ آپ نے یہ تمام امور مع حوالہ جات بائبل لکھے۔

بعض معترضین نے کہا ہو سکتا ہے کہ ایک برس میں انہوں نے مر ہی جانا ہو۔ آپ علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا:

’’جبکہ یہ دو خداؤں کی لڑائی ہے۔ ایک سچا خدا جو ہمارا خدا ہے اور ایک مصنوعی خدا جو عیسائیوں نے بنالیا ہے...... (یہ شک ٹھیک نہیں کہ شائد برس میں مرنا ممکن ہے۔ ناقل) اگر اسی طرح کی قسم کسی راستی کی آزمائش کیلئے ہم کو دی جائے تو ہم ایک برس کیا دس برس تک اپنے زندہ رہنے کی قسم کھا سکتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ دینی بحث کے وقت میں ضرور خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔‘‘ (انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 68، 69)

اور فرمایا: ’’میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مقابلہ کے وقت ضرور مجھے زندہ رکھ لے گا (اور اس قسم والے برس میں ہم نہیں مریں گے۔ ناقل) کیونکہ ہمارا خدا قادر اور حیّ و قیّوم ہے۔ مریم عاجزہ کے بیٹے کی طرح نہیں۔‘‘ (انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 113)

پھر آپ نے آتھم کے خط مطبوعہ ’’نور افشاں‘‘ مؤرخہ 21 / ستمبر 1894ء کے جواب میں جو خط لکھا اُس میں آپ نے تحریر فرمایا:

’’مَیں نے خدا تعالیٰ سے سچا اور پاک الہام پا کر یقینی اور قطعی طور پر جیسا کہ آفتاب نظر آجاتا ہے معلوم کرلیا ہے کہ آپ نے میعاد پیشگوئی کے اندر اسلامی عظمت اور صداقت کا سخت اثر اپنے دل پر ڈالا اور اسی بنا پر پیشگوئی کے وقوع کا ہم و غم کمال درجہ پر آپ کے دل پر غالب ہوا۔ میں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بالکل صحیح ہے اور خدا تعالیٰ کے مکالمہ سے مجھ کو یہ اطلاع ملی ہے اور اُس پاک ذات نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ جو انسان کے دل کے تصوّرات کو جانتا اور اُس کے پوشیدہ خیالات کو دیکھتا ہے اور اگر میں اس بیان میں حق پر نہیں تو خدا مجھ کو آپ سے پہلے موت دے۔ پس اِسی وجہ سے میں نے چاہا کہ آپ مجلسِ عام میں قسم غلیظ مؤکد بعذاب موت کھاویں ایسے طریق سے جو مَیں بیان کر چکا ہوں۔ تا میرا اور آپ کا فیصلہ ہو جائے اور دنیا تاریکی میں نہ رہے اور اگر آپ چاہیں گے تو میں بھی ایک برس یا دو برس یا تین برس کیلئے قسم کھالوں گا۔ کیونکہ مَیں جانتا ہوں سچا ہرگز برباد نہیں ہو سکتا بلکہ وہی ہلاک ہوگا جس کو جھوٹ نے پہلے سے ہلاک کر دیا ہے۔ اگر صدقِ الہام اور صدق اسلام پر مجھے قسم دی جائے تو مَیں آپ سے ایک پیسہ نہیں لیتا۔ لیکن آپ کی قسم کھانے کے وقت تین ہزار کے بدرے پہلے پیش کئے جائیں گے۔‘‘ (انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 92، 93)

لیکن آتھم صاحب نہ قسم کھانے کیلئے تیار ہوئے اور نہ انہوں نے حق کو ظاہر کیا۔ اِخفائے حق کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار انہیں موت سے بھی ڈرایا تھا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے ’’انوار الاسلام‘‘ میں تحریر فرمایا:

(1) ’’ضرور تھا کہ وہ کامل عذاب (یعنی موت) اُس وقت تک ٹھہارہے جب تک کہ وہ (یعنی آتھم) بے باکی اور شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے۔‘‘

(2) ’’وہ بڑا حصّہ ہاویہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اُس میں کسی قدر (آتھم صاحب کو) مہلت دی گئی ہے۔‘‘

(3) ’’یاد رہے کہ مسٹر عبد اللہ آتھم میں کامل عذاب (یعنی موت۔ ناقل) کی بنیادی اینٹ رکھ دی گئی ہے اور وہ عنقریب بعض تحریکات سے ظہور میں آجائے گی۔‘‘

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 10، 11 مفہوماً)

(4) اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ میں لکھا: ’’اور ہنوز بس نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ مَیں بس نہیں کروں گا جب تک اپنے قوی ہاتھ کو نہ دکھلاؤں اور شکست خوردہ گروہ کی سب پر ذلّت ظاہر نہ کروں۔ ہاں اُس نے اپنی اس عادت اور سُنت کے موافق جو اس کی پاک کتابوں میں مندرج ہے آتھم صاحب کی نسبت تاخیر ڈال دی کیونکہ مجرموں کیلئے خدا کی کتابوں میں یہ ازلی وعدہ ہے جس کا تخلّف روا نہیں کہ خوفناک ہونے کی حالت میں اُن کو کسی قدر مہلت دی جاتی ہے اور پھر اصرار کے بعد پکڑے جاتے ہیں...... اب اگر آتھم صاحب قسم کھالیویں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا اخفاء کر کے دنیا کو دھوکا دینا چاہا۔‘‘ (انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 114)

(5) رسالہ ’’ضیاء الحق‘‘ مطبوعہ مئی 1895ء میں فرمایا: ’’مگر تاہم یہ کنارہ کشی بے سود ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ نادان پادریوں کی تمام یاوہ گوئی آتھم کی گردن پر ہے...... آتھم اس جرم سے بَری نہیں ہے کہ اُس نے حق کو علانیہ طور پر زبان سے ظاہر نہیں کیا۔‘‘ (ضیاء الحق، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 269)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس سلسلہ میں سات اشتہارات شائع کئے۔ آخری ساتواں اشتہار جو آتھم صاحب سے مطالبہ قسم کے سلسلہ میں دیا گیا اُس کی تاریخ 30 / دسمبر 1895ء ہے۔ اس کے بعد آتھم صاحب کا انکار کمال کو پہنچ گیا اور اس کے بعد ہم نے تبلیغ کو چھوڑ دیا اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کا انتظار کرنے لگے۔ سو آتھم صاحب نے اس ساتویں اشتہار کی اشاعت کے بعد سات مہینے ختم نہ کئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق بسزائے موت اسے ہاویہ میں گرا دیا۔ جیسے اُس نے دُنیا سے حق کو چھپایا تھا خدا تعالیٰ نے اُسے دنیا کی نظروں سے زمین کے نیچے چھپا دیا۔ اُس کی موت سے فریق مخالف میں صف ماتم بچھ گئی۔ بلکہ سُنا گیا ہے کہ ایک عیسائی بھولے خاں پر اس کی موت کی خبر اس قدر شاق گزری کہ اُس نے کہا یقیناً اب میرا جینا مشکل ہے۔ چنانچہ دل پر سخت صدمہ پہنچنے کی وجہ سے وہ مر ہی گیا۔ اور اِس پیشگوئی کے پورا ہونے سے ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ گویا مہدی کے وقت عیسائیوں سے کچھ مناظرہ واقع ہوگا جو بعد میں ایک فتنۂ عظیمہ کی طرح ہو جائے گا۔ اُس وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی کہ حق آلِ مہدی میں ہے۔ اور شیطان سے یہ آواز آئے گی کہ حق آلِ عیسیٰ کے ساتھ ہے۔ یعنی عیسائی سچے ہیں۔ لیکن آسمانی آواز درست ہوگی کہ حق آلِ مہدی میں ہے۔ یعنی فتح اسلام کی ہوگی نہ کہ عیسائیوں کی۔

اِسی طرح اِس پیشگوئی سے قریباً سولہ سال پہلے کے وہ الہامات جو براہین احمدیہ میں طبع شدہ تھے پورے ہوئے جن میں عیسائیوں کے ایک مکر کا اور پھر مسلمانوں اور عیسائیوں کے مل کر ایک فتنہ برپا کرنے کا ذکر ہے۔

(دیکھئے تفصیل رُوحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 293 و جلد ہذا صفحہ 286 تا 290 و حاشیہ صفحہ 305، 306)

آتھم کے مرجانے کے بعد بھی جب عیسائی اور اُن کے ہم نوا مولوی یہ کہنے سے باز نہ آئے کہ آتھم سے متعلقہ پیشگوئی غلط نکلی اور عیسائیوں کی فتح ہوئی تو آپؑ نے ’’انجام آتھم‘‘ میں لکھا۔

’’آتھم کے معاملہ میں کسی پادری صاحب یا کسی اور عیسائی کو شک ہے اور خیال کرتا ہو کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تو لازم ہے کہ مجھ سے مباہلہ کرے۔‘‘

(انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 32)

اور مسلمان مولویوں سے خطاب کرتے ہوئے ضمیمہ انجام آتھم صفحہ 25 میں تحریر فرمایا:

’’مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر کوئی میرے سامنے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اِس پیشگوئی کے صدق سے انکار کرے تو خدا تعالیٰ اُسکو بغیر سزا نہیں چھوڑے گا۔ اوّل چاہئے کہ وہ اِن تمام واقعات سے اطلاع پاوے تا اس کی بے خبری اُسکی شفیع نہ ہو پھر بعد اس کے قسم کھاوے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور جھوٹی ہے پھر اگر وہ ایک سال تک اس قسم کے وبال سے تباہ نہ ہو جائے اور کوئی فوق العادت مصیبت اس پر نہ پڑے تو دیکھو کہ مَیں سب کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اس صورت میں میں اقرار کروں گا کہ ہاں میں جھوٹا ہوں۔ اگر عبد الحق اس بات پر اصرار کرتا ہے تو وہی قسم کھاوے اور اگر محمد حسین بٹالوی اِس خیال پر زور دے رہا ہے تو وہی میدان میں آوے۔ اور اگر مولوی احمد اللہ امرتسری یا ثناء اللہ امرتسری ایسا ہی سمجھ رہا ہے تو انہیں پر فرض ہے کہ قسم کھانے سے اپنا تقویٰ دکھلاویں اور یقیناً یاد رکھو کہ اگر اِن میں سے کسی نے قسم کھائی کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور عیسائیوں کی فتح ہوئی تو خدا اُس کو ذلیل کرے گا۔ روسیاہ کرے گا۔ اور لعنت کی موت سے اُسکو ہلاک کرے گا۔ کیونکہ اُس نے سچائی کو چھپانا چاہا جو دین اسلام کیلئے خدا کے حکم

اور ارادہ سے زمین پر ظاہر ہوئی۔ مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں۔‘‘ (انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 308، 309 حاشیہ)

لیکن نہ عیسائیوں میں سے کسی کو جرأت ہوئی کہ وہ مباہلہ کرتا اور نہ مولویوں میں سے کسی کو قسم کھانے کی جرأت ہوئی۔ اس طرح آتھم سے متعلقہ پیشگوئی اپنی تمام شوکت اور کمال شان سے پوری ہوئی۔ فالحمد لله علی ذالك۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آتھم کے رجوع الی الحق اور مطابق سنّت الٰہیہ کامل عذاب کے التواء سے متعلق جو بذریعہ وحیٔ الٰہی اطلاع دی تھی اُس کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی اور اس وحی کا یہ حصّہ ’’وَبِعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى وَ نُمَزِّقُ الْاَعْدَآءَ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ مَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ۔ اِنَّا نَكْشِفُ السِّرَّ عَنْ سَاقِهٖ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔‘‘

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 2)

یعنی اور مجھے میری عزّت اور جلال کی قسم ہے کہ تُو ہی غالب ہے۔ اور ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کردیں گے یعنی اُن کو ذلّت پہنچے گی اور اُن کا مکر ہلاک ہوجائے گا۔ اور خدا تعالیٰ بس نہیں کرے گا۔ اور باز نہیں آئے گا جب تک دشمنوں کے تمام مکروں کی پردہ دری نہ کرے اور اُن کے مکر ہلاک نہ کردے۔ اور ہم حقیقت کو ننگا کرکے رکھ دیں گے۔ اُس دن مومن خوش ہوں گے۔

یہ حصّہ وحی الٰہی کا عجیب انداز اور ایمان افروز رنگ میں پورا ہوا۔

حضرت عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے

ضمیمہ انجام آتھم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجیلی بیانات کی بنا پر الزامی رنگ میں یسوع مسیح کے کچھ حالات بیان کئے ہیں جنہیں آپ کے مخالفین بطور اعتراض پیش کرتے ہیں کہ گویا آپ نے خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ مثلاً مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی نے اپنی کتاب ’’اشد العذاب‘‘ میں اور مولوی احمد علی صاحب نے اپنے کتابچہ کہ ’’مسلمان مرزائیوں سے کیوں متنفر ہیں؟‘‘ اور اِسی طرح مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی محمد علی صاحب کانپوری نے یہی اعتراض کیا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس جگہ اِس اعتراض کا جواب اختصار سے دے دیا جائے۔

یاد رہے کہ ضمیمہ انجام آتھم کی جس عبارت کو مذکورہ بالا علماء نے قابل اعتراض قرار دیا ہے اُسی کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ وضاحت کی ہے:

(1) ’’کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اسکے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ اُن کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال اُن پر ظاہر کریں......اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اِس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ الخ‘‘ (انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 292، 293 حاشیہ)

اور فرمایا کہ: ’’اگر پادری اَب بھی اپنی پالیسی بدل دیں اور عہد کرلیں کہ آئندہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں نکالیں گے تو ہم بھی عہد کریں گے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ اُن سے گفتگو ہوگی۔ ورنہ جو کچھ کہیں گے اُسکا جواب سُنیں گے۔‘‘ (انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 292 حاشیہ درحاشیہ)

(2) اور فرماتے ہیں: ’’سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔ اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سُن کر اختیار کیا ہے۔‘‘

(اشتہار 20/دسمبر 1895ء، مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 530)

پھر ایسے معترض مولویوں کا ذکر کرکے جو عیسائیوں کو معذور خیال کرتے اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کچھ بے ادبی نہیں کرتے۔ فرماتے ہیں:

’’ہمارے پاس ایسے پادریوں کی کتابوں کا ایک ذخیرہ ہے جنہوں نے اپنی عبارت کو صدہا گالیوں سے بھر دیا ہے۔ جس مولوی کی خواہش ہو وہ آکر دیکھ لے۔‘‘ (اشتہار 20 دسمبر 1895ء، مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 530، اشتہار نمبر 143)

(3) اسی طرح اشتہار ’’قابل توجہ ناظرین‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’اِس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا۔ جیسا کہ وہ ہمارے مقابل پر کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اُس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے اور آنے والے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچّے دل سے ایمان رکھتے تھے۔ اور آنحضرتؐ کے بارے میں پیشگوئی کی تھی بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں جس کا قرآن میں ذکر نہیں اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کو بٹمار وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص ہمارے نبی ﷺ کا سخت مکذّب تھا اور اُس نے یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے۔ سو آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کیلئے ہمیں تعلیم نہیں دی بلکہ ایسے لوگوں کے حق میں صاف فرمادیا ہے کہ اگر کوئی انسان ہوکر خدائی کا دعویٰ کرے تو ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے اِسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کے ذکر کرنے کے وقت اِس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہئے ...... پڑھنے والوں کو چاہئے کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں بلکہ وہ کلمات اُس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن وحدیث میں نام و نشان نہیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 511)

(4) اور پادری فتح مسیح کو جس نے آنحضرت ﷺ کے متعلّق حددرجہ ناپاک اتہام لگائے تھے۔ مخاطب کرکے فرماتے ہیں:

’’ہم کسی عدالت کی طرف رجوع نہیں کرتے اور نہ کریں گے مگر آئندہ کیلئے سمجھاتے ہیں کہ ایسی ناپاک باتوں سے باز آجاؤ اور خدا سے ڈرو جس کی طرف پھرنا ہے اور حضرت مسیح کو بھی گالیاں مت دو یقینا جو کچھ تم جناب مقدس نبویؐ کی نسبت بُرا کہو گے وہی تمہارے فرضی مسیح کو کہا جائے گا مگر ہم اُس سچّے مسیح کو مقدس اور بزرگ اور پاک جانتے اور مانتے ہیں جس نے نہ خدائی کا دعویٰ کیا نہ بیٹا ہونے کا اور جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر دی اور اُن پر ایمان لایا۔‘‘

(نُور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 395)

(5) اور فرماتے ہیں: ’’ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچّا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہماری قلم سے اُن کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں۔‘‘ (کتاب البریّہ، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 119)

(6) اور فرماتے ہیں: ’’ہم اس بات کیلئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچّا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور اُن کی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو اُنکی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔‘‘ (ایام الصلح، روحانی خزائن، جلد 14، صفحہ 228)

(7) اور فرماتے ہیں: ’’حضرت مسیحؑ کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ میرے مُنہ سے نہیں نکلا یہ سب مخالفوں کا افتراء ہے۔ ہاں چونکہ درحقیقت کوئی ایسا یسوع مسیح نہیں گذرا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہو اور آنے والے نبی خاتم الانبیاء کو جھوٹا قرار دیا ہو اور حضرت موسیٰ کو ڈاکو کہا ہو اِس لئے مَیں نے فرض محال کے طور پر اس کی نسبت ضرور بیان کیا ہے کہ ایسا مسیح جسکے یہ کلمات ہوں راستباز نہیں ٹھہر سکتا لیکن ہمارا مسیح ابن مریم جو اپنے تئیں بندہ اور رسول کہلاتا ہے اور خاتم الانبیاء کا مصدّق ہے اُس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔‘‘ (تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 305 حاشیہ)

کیا کوئی منصف مزاج مذکورہ بالا تصریحات کے باوجود کہہ سکتا ہے کہ آپ نے نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں اور اُنکی توہین کی ہے اور متکلّمین کا ہمیشہ سے یہ طریق چلا آیا ہے کہ وہ فریقِ مخالف کی مسلّمات کی بنا پر بطور الزامی جواب کلام کرتے ہیں حالانکہ اُن کا اپنا وہ عقیدہ نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر میں اہلسنت والجماعت کے ایک مشہور ومعروف عالم کے اقوال پیش کرتا ہوں جو فنِ مناظرہ میں غایت درجہ شہرت رکھتے ہیں بلکہ علمائے اہل سنت کے مقتداء مانے جاتے ہیں۔ اور وہ مولوی آل حسن صاحب ہیں۔ وہ اپنی کتاب ’’استفسار‘‘ میں جو ’’ازالۃ الاوہام‘‘ مؤلفہ مولوی رحمت اللہ صاحب کرانوی مہاجر مکّی کے حاشیہ پر چھپی ہے تحریر فرماتے ہیں: (1) ’’حضرت عیسیٰ کا بن باپ ہونا تو عقلاً مشتبہ ہے اس لئے کہ حضرت مریم یوسف کے نکاح میں تھیں چنانچہ اس زمانہ کے معاصرین لوگ یعنی یہود جو کچھ کہتے ہیں سو ظاہر ہے۔‘‘ (صفحہ 22)

(2) ''اور ذرے گریبان میں سر ڈال کر دیکھو کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ کے نسب نامہ مادری میں دو جگہ تم آپ ہی زنا ثابت کرتے ہو (یعنی تامار اور اوریاہ)''(صفحہ 73)

(3) ''ازانجملہ کلّیۂ یہ بات ہے کہ اکثر پیشین گوئیاں انبیائے بنی اسرائیل اور حواریوں کی ایسی ہیں جیسی خواب اور مجذوبوں کی بڑ...... پس اگر انہیں باتوں کا نام پیشگوئی ہے تو ہر ایک آدمی کے خواب اور ہر دیوانہ کی بات کو ہم پیشگوئی ٹھہرا سکتے ہیں۔'' (صفحہ 133)

(4) ''عیسیٰ بن مریم کہ آخر درماندہ ہو کر دنیا سے انہوں نے وفات پائی''(صفحہ 232)

(5) ''اور سب عقلاء جانتے ہیں کہ بہت سے اقسام سحر کے مشابہ ہیں معجزات سے خصوصاً معجزاتِ موسویہ اور عیسویہ سے۔'' (صفحہ 336)

(6) ''اشعیاہ اور ارمیاہ اور عیسیٰ کی غیب گوئیاں قواعد نجوم اور رمل سے بخوبی نکل سکتی ہیں بلکہ اس سے بہتر۔'' (صفحہ 336)

(7) ''حضرت عیسیٰ کا معجزہ احیائے میت کا بعضے بھان متی کرتے پھرتے ہیں کہ ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا۔ بعد اسکے سب کے سامنے دھڑ سے ملا کر کہا اُٹھ کھڑا ہو۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور سانپ کو نیولے سے ٹکڑے ٹکڑے کروا دیا بعد اسکے سب ٹکڑے اس کے برابر رکھ کر تونبی بجائی اور وہ رینگنے لگا۔ اور اچھا بھلا ہو گیا۔ اور منتر سے جھاڑ پھونک کر دیو بھوت کو دفع کرنا اور بعض بیماریوں سے چنگا کرنا یہ تو سینکڑوں سے ہوتا دیکھا ہے۔'' (صفحہ 336)

(8) ''یسوع نے کہا...... میرے لئے کہیں سر رکھنے کی جگہ نہیں۔ دیکھو یہ شاعرانہ مبالغہ ہے اور صریح دنیا کی تنگی سے شکایت کرنا اقبح ترین امور ہے۔'' (صفحہ 349)

(9) ''اِن (پادری صاحبان) کا اصل دین و ایمان آ کر یہ ٹھہرا ہے کہ خدا مریم کے رحم میں جنین بن کر خونِ حیض کا کئی مہینے تک کھاتا رہا۔ اور علقہ سے مضغہ بنا اور مضغہ سے گوشت اور اُس میں ہڈیاں بنیں۔ بعد اس کے مخرج معلوم سے نکلا۔ اور ہگتا موتا رہا۔ یہاں تک کہ جوان ہو کر اپنے بندے یحیٰی کا مرید ہوا اور آخر کار ملعون ہو کر تین دن دوزخ میں رہا۔'' (صفحہ 350، 351)

(10) پس معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا سب بیان معاذ اللہ جھوٹ ہے اور کرامتیں اگر بالفرض ہوئی بھی ہوں تو ویسی ہی ہوں گی جیسی مسیح دجّال کی ہونے والی۔'' (صفحہ 369)

(11) ''یہودی لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں سے جو لوگ توریت کے عالم تھے انہوں نے تو حضرت عیسیٰ سے کوئی معجزہ دیکھا نہیں اور چند مچھووں اور ملّاحوں احمقوں کا کیا اعتبار۔ عوام الناس تو ذرے سے شعبدہ میں آ جاتے ہیں۔'' (صفحہ 371)

(12) ''تیسری انجیل کے آٹھویں باب کے دوسرے اور تیسرے درس سے ظاہر ہے کہ بہتیری رنڈیاں اپنے مال سے حضرت عیسیٰ کی خدمت کرتی تھیں اور ساتھ ساتھ پھرا کرتی تھیں۔ پس اگر کوئی یہودی از راہ خباثت اور بد باطنی کے کہے کہ حضرت عیسیٰ خوش رو نوجوان تھے۔ رنڈیاں اُن کے ساتھ صرف حرام کاری کیلئے رہتی تھیں۔ اِسی لئے حضرت عیسیٰ نے بیاہ نہ کیا اور ظاہر یہ کرتے تھے کہ مجھے عورت سے رغبت نہیں تو کیا جواب ہوگا؟ اور پہلی انجیل کے باب یازدہم کے درس نوزدہم میں حضرت عیسیٰ نے مخالفوں کا خیال اپنے حق میں قبول کر کے کہا کہ میں تو بڑا کھاؤ اور شرابی ہوں پس دونوں باتوں کے ملانے سے اور شراب کی بدمستیوں کے لحاظ سے جو کوئی کچھ بدگمانی نہ کرے سو تھوڑا ہے اور دشمن کی نظر میں ان باتوں سے کیسی تن آسانی اور بے ریاضتی حضرت عیسیٰ کی بُوجھی جاتی ہے۔'' (صفحہ 390، 391)

(13) ''حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو حد سے زیادہ جو گالیاں دیں تو ظلم کیا۔'' (صفحہ 419)

ہم نے یہ بطور نمونہ اُن کی کتاب سے بعض عبارات پیش کی ہیں اور وہ آخر میں لکھتے ہیں: ''خداوند تعالیٰ مجھے انبیاء کی توہین اور تکذیب سے محفوظ رکھے۔ مگر صرف پادری صاحبوں کے الزام کیلئے نقل کرتا ہوں۔''
(استفسار، صفحہ 419، 420)

اب انصاف کرنا چاہئے کہ اگر مذکورہ بالا مقتدر عالم پر باوجود اِن اقوال کے جو انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت لکھے ہیں توہینِ مسیح علیہ السلام کا اعتراض نہیں کیا جاتا اور اُن کا عذر کہ یہ جوابات الزامی طور پر دیئے گئے ہیں قابلِ قبول ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے یہی اقوال موجب توہینِ مسیحؑ کیوں قرار دیئے جاتے ہیں؟ حالانکہ آپؑ نے تو اتنی احتیاط فرمائی ہے کہ جسکے بعد کوئی عقلمند شخص جو تعصّب سے خالی ہو وہم بھی نہیں کر سکتا کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔

آپ نے اپنی متعدد کُتب میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل ہیں اور ایک دوسرے سے ایسے مشابہ اور مماثل ہیں گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں تو پھر آپ اپنے مثیل اور ہمنام کی کیونکر توہین کر سکتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''موسیٰ کے سِلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سِلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اُسکی عزّت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ مَیں مسیح ابن مریم کی عزّت نہیں کرتا۔''
(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19 صفحہ 17)

اور فرماتے ہیں: ''اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزّت کرتے ہیں اور انکو خدا تعالیٰ کا نبی سمجھتے ہیں اور ہم اُن یہودیوں کے اُن اعتراضات کے مخالف ہیں جو آج کل شائع ہوئے ہیں مگر ہمیں یہ دکھلانا منظور ہے کہ جس طرح یہود محض تعصب سے حضرت عیسیٰؑ اور اُنکی انجیل پر حملے کرتے ہیں اسی رنگ کے حملے عیسائی قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ عیسائیوں کو مناسب نہ تھا کہ اِس بد طریق میں یہودیوں کی پیروی کرتے۔''
(چشمۂ مسیحی، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 336، 337)

پھر آپؑ نے دو مسیحوں کا ذکر بار بار کیا ہے۔ ایک کیلئے ''حضرت مسیح علیہ السلام'' ''سچا مسیح'' اور ''عیسیٰ علیہ السلام'' اور ''عیسیٰ ابن مریم'' جن کا ذکر قرآن میں ہے کے الفاظ لکھے ہیں اور دوسرے مسیح کیلئے ''فرضی مسیح'' ''تمہارے فرضی مسیح'' ''فرضی خدا'' ''اور ایک شخص یسوع نام''۔ ''وہ یسوع جس کا ذکر قرآن میں نہیں'' ''عیسائیوں کا فرضی یسوع'' اور ''پادریوں کے یسوع'' کے الفاظ تحریر کئے ہیں اور تمام بڑے بڑے علماء اس طریق پر کلام کرتے چلے آئے ہیں کہ مخاطب کے عقائد باطلہ کے مطابق اُس کے بزرگ کو فرض کر کے بعض اوقات بات کی جاتی ہے۔ چنانچہ سب جانتے ہیں کہ حضرت علیؓ سُنیوں اور شیعوں کے ایک ہی ہیں۔ لیکن مولانا جامی ایک حکایت لکھتے ہیں کہ ایک شیعی نے ایک سُنّی فاضل سے دریافت کیا کہ علیؓ کی تعریف کرو تو اُس نے پوچھا ''کونسا علیؓ؟ وہ علی جس پر تُو اعتقاد رکھتا ہے یا وہ علی جس پر میں اعتقاد رکھتا ہوں تو اُسکے اِس جواب پر کہ مَیں تو صرف ایک ہی علی جانتا ہوں۔ اس عالم نے دونوں کے علی کے مختلف اوصاف بیان کئے۔
(دیکھو سلسلۃ الذھب بر حاشیہ نفحات الانس، مطبوعہ نولکشور کانپور، صفحہ 102 تا 104)

اِسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انجام آتھم میں تحریر فرمایا:

''یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اُس یسوع کی نسبت ہے جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور نبیوں کو چور اور بٹمار کہا۔ اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بجز اس کے کچھ نہیں کہا کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ ایسے یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں۔''
(انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 13)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک جیسا کہ اوپر حوالے درج کئے جا چکے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچّے اور برگزیدہ نبی اور رسول تھے اور آپؑ اُن کے نبی اور رسول ہونے پر ویسے ہی ایمان رکھتے تھے جیسا کہ دوسرے رسولوں پر۔ اور آپؑ نے اُن کے حق میں کوئی توہین اور بے ادبی کا کلمہ نہیں لکھا اور نہ ایسا کر سکتے تھے۔ کیونکہ آپ اُن کے ہمنام اور مثیل ہونے کے مدعی تھے۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 1

پہنچی ہے۔ اگر انہوں نے میری عزت پر حملہ کیا تو آخر آپ ہی بے عزت ہوئے اور اگر میری جان پر حملہ کر کے یہ کہا کہ اس شخص کے صدق اور کذب کا معیار یہ ہے کہ وہ ہم سے پہلے مرے گا تو پھر آپ ہی مر گئے۔ مولوی غلام دستگیر کی کتاب تو دور نہیں مدّت سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ دیکھو وہ کس دلیری سے لکھتا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا اور پھر آپ ہی مر گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ میری موت کے شائق تھے اور انہوں نے خدا سے دعائیں کیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے آخر وہ مر گئے نہ ایک نہ دو بلکہ پانچ آدمی نے ایسا ہی کہا اور اِس دنیا کو چھوڑ گئے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ، رُوحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 46)

ایک دنیا کو غلام کی طرح ارادت مند کر دیا اور زمین کے کناروں تک شہرت دی

اوّل تم میں سے مولوی اسمٰعیل علیگڑھ نے میرے مقابل پر کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مَر جائے گا سو تم جانتے ہو کہ شاید دس سال کے قریب ہو چکے کہ وہ مر گیا۔ اَور اب خاک میں اُس کی ہڈیاں بھی نہیں مل سکتیں۔ پھر پنجاب میں مولوی غلام دستگیر قصوری اُٹھا اور اپنے تئیں کچھ سمجھا اور اُس نے اپنی کتاب میں میرے مقابلہ میں یہ لکھا کہ ہم دونوں میں سے جو جُھوٹا ہے وہ پہلے مَر جائے گا سو کئی سال ہو گئے کہ غلام دستگیر بھی مر گیا۔ وہ کتاب چھپی ہوئی موجود ہے۔ اِسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی اُٹھا اور ایک اشتہار میرے مقابل پر نکالا اور جھوٹے پر لعنت کی اور تھوڑے دنوں کے بعد اندھا ہو گیا۔ دیکھو اور عبرت پکڑو۔ پھر بعد اس کے مولوی غلام محی الدین لکھو کے والا اُٹھا اُس نے بھی ایسے ہی الہام شائع کئے آخر وہ بھی جلد دنیا سے رخصت ہو گیا۔ پھر **عبدالحق غزنوی** اُٹھا اور بالمقابل مباہلہ کر کے دُعائیں کیں کہ جو جھوٹا ہے خدا کی اُس پر لعنت ہو برکتوں سے محروم ہو دنیا میں اُس کی قبولیت کا نام ونشان نہ رہے سو تم خود دیکھ لو کہ ان دُعاؤں کا کیا انجام ہوا اور اب وہ کس حالت میں اور ہم کس حالت میں ہیں۔ دیکھو اس مباہلہ کے بعد ہر یک بات میں خدا نے ہماری ترقی کی اور بڑے بڑے نشان ظاہر کئے آسمان سے بھی اور زمین سے بھی اور ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور جب مباہلہ ہوا تو شاید چالیس آدمی میرے دوست تھے اور آج ستّر ہزار کے قریب اُن کی تعداد ہے اور مالی فتوحات اب تک دو لاکھ روپیہ سے بھی زیادہ اور ایک دنیا کو غلام کی طرح ارادت مند کر دیا اور زمین کے کناروں تک مجھے شہرت دے دی۔ لطف تب ہو کہ اوّل قادیان میں آ وٗ اور دیکھو کہ ارادت مندوں کا لشکر کس قدر اِس جگہ خیمہ زن ہے اور پھر امرتسر میں عبدالحق غزنوی کو کسی دوکان پر یا بازار میں چلتا ہوا دیکھو کہ کس حالت میں چل رہا ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ خدا کی طاقت کھلے کھلے طور پر میری تائید میں آسمان سے نازل ہو رہی ہے مگر یہ لوگ شناخت نہیں کرتے۔ (نزول المسیح، رُوحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 409)

اگر ایک ہزار مولوی بھی مسیح موعود کیلئے موت کی دعا کرتے تو وہ سب کے سب ہلاک ہو جاتے

’’بعض میرے معجزات کے ظہور کا باعث خود میرے دشمن ہو گئے کہ انہوں نے مجھ کو مقابل پر رکھ کر خود دعا کر دی کہ جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسماعیل علی گڑھی اور جیسا کہ جھوٹے پر لعنت کی دعا محمد حسین متوفی نے کی اور پھر بعد اس کے وہ سب کے سب مر گئے اور یقیناً سمجھو کہ اگر ان میں سے ہزار مولوی بھی مجھے مقابل رکھ کر ایسی دعا کرتا کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے تو ضرور وہ تمام گروہِ علماء مر جاتا جیسا کہ یہ لوگ مر گئے۔ کیا کسی مغرور مولوی کو اس معجزہ میں بھی شک ہے۔‘‘

(نزول المسیح، رُوحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 466 حاشیہ)

ہزار ہا سلسلہ کے دشمن طاعون سے فوت ہوئے

’’عرصہ نو برس کا جاتا ہے کہ کتاب سرّالخلافہ کے صفحہ 62 میں مخالفوں پر تباہی پڑنے اور نیز طاعون نازل ہونے کیلئے دعا کی گئی تھی سو اب تک ہزار ہا مخالف طاعون اور دوسری آفات سے ہلاک اور تباہ ہو چکے ہیں اور وہ دُعا یہ ہے۔

وخذ ربّ مَن عادی الصّلاح و مُفسدًا
و نزّل علیه الرِجز حقًّا و دَمّرِ
وَفَرِّج کُرُوبِیْ یَا کَرِیْمِی وَ نَجِّنِیْ
و مزّق خصیمی یَا اِلٰھی و عَفّرِ

ترجمہ: یعنی اے میرے خدا ہر ایک پر جو مفسد ہے طاعون نازل کر یا کسی دوسری موت سے ہلاک کر یا کوئی اور مواخذہ کر اور مجھے غموں سے نجات بخش اور میرے دشمن کو پارہ پارہ کر اور خاک میں ملا دے اور خاک سے آلودہ کر اور خاک میں غلطاں پیچاں کر۔ سو ملک میں طاعون نازل ہو کر ہزار ہا بخیل جو ہمارے سلسلہ کے دشمن تھے طاعون سے فوت ہو گئے۔ ابھی آئندہ کی خبر نہیں ماسوا اس کے جو منتخب مولوی تھے بعض ان میں اندھے ہو گئے اور بعض کانے ہو گئے اور بعض دیوانے اور بہت سے ان میں سے مر گئے چنانچہ برطبق اس دعا کے مولوی شاہ دین دیوانہ ہو گیا۔ رشید احمد اندھا ہو گیا۔ محمد بخش طاعون سے مرا۔ تینوں مولوی لدھیانہ کے ہلاک کئے گئے۔ محمد حسن بھیں ہلاک کیا گیا۔ غلام دستگیر قصوری ہلاک کیا گیا۔ محی الدین لکھو کے والا ہلاک کیا گیا۔ اور اصغر علی کی ایک آنکھ جاتی رہی اور مولوی محمد حسین عَفِّرِ کی دعا کے نیچے آ گیا۔‘‘

(نزول المسیح، رُوحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 534)

سعد اللہ لدھیانوی کی ہلاکت جو گالی دینے میں اوّل نمبر پر تھا

’’جب منشی سعد اللہ لدھیانوی بدگوئی اور بدزبانی میں حد سے بڑھ گیا اور اپنی نظم اور نثر میں اس قدر اُس نے مجھ کو گالیاں دیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ پنجاب کے تمام بدگو دشمنوں میں سے اوّل درجہ کا وہ گندہ زبان مخالف تھا۔ تب میں نے اُس کی موت کیلئے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ میری زندگی میں ہی نامراد رہ کر ہلاک ہو اور ذلت کی موت سے مرے۔ اس دعا کا باعث صرف اُس کی گالیاں نہیں تھیں بلکہ بڑا باعث یہ تھا کہ وہ میری موت کا خواہاں تھا...... اگرچہ یہ تمنا ہر ایک دشمن میں پائی جاتی ہے کہ وہ میری موت دیکھیں اور اُن کی زندگی میں میری موت ہو لیکن یہ شخص سب سے بڑھ گیا تھا...... میں باور نہیں کر سکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور مرسل کو دی ہوں جیسا کہ اُس نے مجھے دیں...... پس ان تمام امور کے باعث میں نے اس کے بارے میں یہ دعا کی کہ میری زندگی میں اس کو نامرادی اور ذلّت کی موت نصیب ہو۔ سو خدا نے ایسا ہی کیا اور جنوری 1907ء کے پہلے ہی ہفتہ میں چند گھنٹہ میں نمونیا پلیگ سے اس جہان فانی سے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ کوچ کر گیا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، رُوحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 435)

سچا دعویٰ ہر پہلو سے چمکتا ہے

’’جو دعویٰ راستی پر مبنی ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ ایک ہی قسم کا ثبوت نہیں رکھتا۔ بلکہ اس سچے ہیرے کی طرح جس کے ہر ایک پہلو میں چمک نمودار ہوتی ہے وہ دعویٰ بھی ہر ایک پہلو سے چمکتا ہے۔ سو مَیں زور سے کہتا ہوں کہ میرا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ اِسی شان کا ہے کہ ہر ایک پہلو سے چمک رہا ہے۔‘‘ (لیکچر لاہور، رُوحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 188)

بہت سارے ایمان افروز ارشادات میں سے چند ایک ہی پیش کئے جا سکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اور بالخصوص ہمارے مسلمان بھائیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہچاننے اور ان پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ آپؑ فرماتے ہیں :

’’اَے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین، صفحہ 66)

(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا“

(ترمذی، باب ماجاء فی الشکر لمن احسن الیک)

طالب دعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہر وہ کام جو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے بغیر شروع کیا جائے وہ ناقص اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔“ (الجامع الصغیر للسیوطی حرف کاف)

طالب دعا: محمد منیر احمد، امیر ضلع نظام آباد (صوبہ تلنگانہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین

”قوم بننے کیلئے یگانگت اور فرمانبرداری انتہائی ضروری ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 05/دسمبر 2014ء)

طالب دُعا: مقصود احمد قریشی ولد مکرم محمد عبید اللہ قریشی اینڈ فیملی و افراد خاندان (بنگلور)

ارشاد حضرت امیر المومنین

”وفا کو بھی بڑھائیں، اپنے تقویٰ کو بھی بڑھائیں اور خلافت کے ساتھ اپنے تعلق کو بھی بڑھائیں۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 2015ء)

طالب دُعا: ایم خلیل احمد (امیر ضلع شموگہ) صوبہ کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین

”زیادہ سے زیادہ واقفین نو کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آنا چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/مارچ 2017ء)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب
مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین ننگل باغباں، قادیان

اخبار بدر اپنی ویب سائٹ www.akhbarbadrqadian.in پر بھی دستیاب ہے قارئین استفادہ کر سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

کلامُ الامام

’’تم لوگ متقی بن جاؤ اور
تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔‘‘
(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 200)

طالب دعا: ناصر احمد ایم. بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم. اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

حدیث نبوی ﷺ

اگر تم دیکھو کہ اللہ کا خلیفہ زمین پر موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ
اگرچہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔
(مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر 22333)

طالب دعا: محمد معین الدین، صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی (صوبہ تلنگانہ)

کلام الامام

’’ہر ایک اُمت اس وقت تک قائم رہتی ہے
جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔‘‘
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 292)

طالب دُعا: الہ دین فیملیز، بیرون ملک کے عزیز رشتہ دو دوست نیز مرحومین کرام

کلام الامام

’’جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع
اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔‘‘
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 379)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین
صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

کلام الامام

’’اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے
جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے۔‘‘
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 344)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’اسلام بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور شکر کرو۔‘‘ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 181)

کلام الامام

’’نفسانی جذبات اور شیطانی محرکات سے روکنے والی
صرف ایک ہی چیز ہے جو خدا کی معرفت کاملہ کہلاتی ہے۔‘‘
(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 3)

ارشاد حضرت امیر المومنین

’’انسان کسی جگہ بھی بیٹھا ہوا ہو اگر اسے سلسلے کے اخبارات پہنچتے رہیں تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسا پاس بیٹھا ہے خلافت سے مضبوط تعلق کیلئے ہر احمدی کو ایم.ٹی.اے سننے کی عادت ڈالنی چاہئے۔‘‘
(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/ مارچ 2016)

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar.
And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab.
And published at office of the Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Harchowal Road, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad
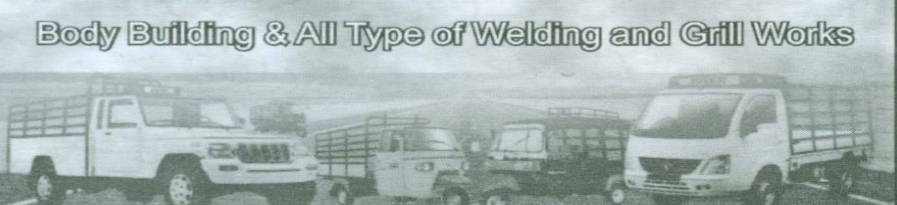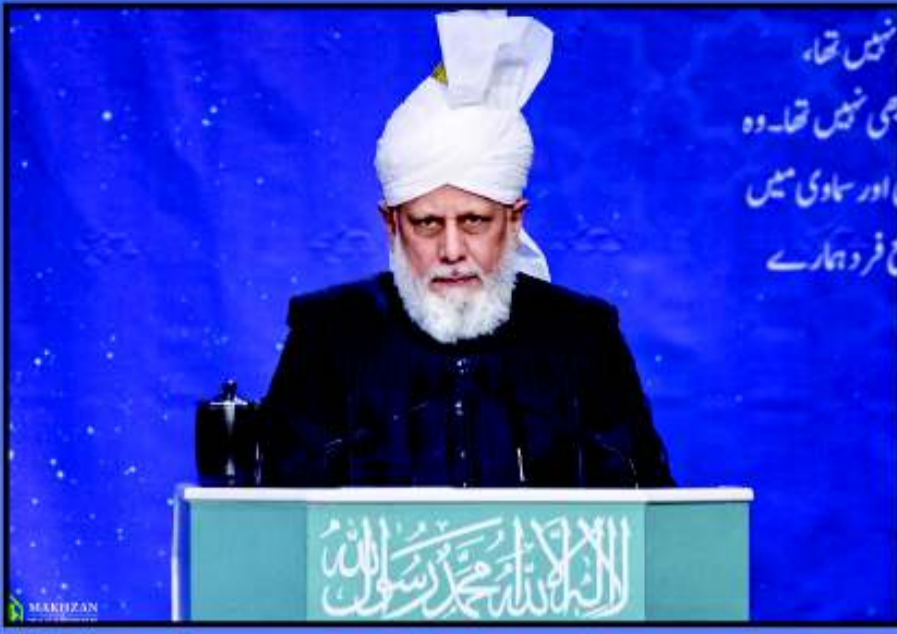
جلسہ سالانہ قادیان 2018ء کی اختتامی تقریب کے موقع پر لندن سے سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب فرماتے ہوئے

جلسہ سالانہ قادیان 2018ء کے چند مناظر

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel : (0091) 82830-58886
Website : akhbarbadrqadian.in
: www.alislam.org/badr
E-mail :
badrqadian@rediffmail.com

Registered with the registrar of the newspapers for India at No. RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 68 Thursday 21 - 28 March 2019 Issue. 12 - 13

MANAGER
NAWAB AHMAD
Tel : (0091) 94170-20616
SUBSCRIPTION
ANNUAL: Rs. 700
By Air : 50 Pounds or
: 80 U.S $ or
: 60 Euro

مسجد اقصیٰ

مسجد مبارک

اسلام امن عالم نمائش

النور نمائش

تقریب معائنہ کارکنان

تقریب معائنہ کارکنان

پریس اینڈ میڈیا سیکشن

مارکیز قیام گاہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ قادیان 2018ء کے کچھ مناظر

جمیل احمد ناصر پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بدر بورڈ قادیان